www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المرشد
لاہور

جنوری
2002ء

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ
القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

عالم اسلام کی لہو رنگ عید!

اُمت مسلمہ کب بیدار ہو گی؟

منارہ میں افغان شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المُرشد
لاہور

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ: کرنل (ر) مطلوب حسین — نشرواشاعت: چودھری غلام سرور

جنوری 2002ء (شوال/ذیقعد 1422ھ)

جلد نمبر 23 ٭ شمارہ نمبر 6

مدیر —— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

الطاف قادر محسن، اعجاز احمد اعجاز، سرفراز حسین

سرکولیشن منیجر: رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ عبدالحمید

قیمت فی شمارہ 25 روپے

CPL No. 3

اس شمارے میں

1- اداریہ...... تہذیبوں کی جنگ	محمد اسلم	3
2- انٹرویو...... محمد اکرم اعوان امیر تنظیم الاخوان	محمد اسلم چینل	5
3- جمعۃ الوداع اور غائبانہ نمازِ جنازہ	امیر محمد اکرم اعوان	9
4- شہدائے افغانستان کی غائبانہ نمازِ جنازہ کی جھلکیاں	محمد اسلم	18
5- جنگ ابھی شروع ہوئی ہے	امیر محمد اکرم اعوان	20
6- فتح کیا ہے شکست کسے کہتے ہیں	امیر محمد اکرم اعوان	28
7- جعلی کرنسی	پروفیسر حافظ عبدالرزاق	38
8- ہوئے تم دوست جس کے	آسیہ اعوان	41
9- امیر محمد اکرم اعوان کے بیانات (اخبارات کی روشنی میں)	تراشے	46
10- قلعہ عبداللہ میں افغانیوں کا تشدد	رابرٹ فسک	52
11- آزادی کی من گھڑت داستان	روئیداد خان	58
12- امریکی مہم جوئی کی سنچری	بشکریہ خبریں	61
13- مراسلات	قارئین	64

بدل اشتراک	سالانہ	تاحیات
پاکستان	200 روپے	3000 روپے
بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش	700 روپے	8000 روپے
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال	750 ریال
برطانیہ-یورپ	30 سٹرلنگ پاؤنڈ	150 سٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	50 امریکن ڈالر	350 امریکن ڈالر

ناشر - پروفیسر عبدالرزاق

انتخاب جدید پریس - لاہور 042-6314365

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد، اے-ٹی-ایم- بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد-فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org — E.Mail : urwajan@yahoo.com

ہیڈ آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور-فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

تہذیبوں کی جنگ

افغانستان پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی وحشیانہ بمباری کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ 22 دسمبر 2001ء کو افغانستان میں حامد کرزئی کی قیادت میں عبوری حکومت نے انتظام سنبھال لیا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ افغانستان میں جاری جنگ کا ڈراپ سین ہے لیکن امریکہ اور اس کے اتحادی اس سے بہت آگے کا سوچ کر خطے میں داخل ہوئے ہیں۔ امریکی صدر نے جنگ کے آغاز کے وقت یہ اشارہ دیا تھا کہ یہ دو تہذیبوں کی جنگ ہے اور افغانستان پر حملے کے وقت ہی کسی حد تک واضح کر دیا تھا کہ دہشت گردی کے خلاف شروع ہونیوالی مہم کا دائرہ کار دیگر ممالک تک بڑھایا جائے گا اور اس فہرست میں جن ممالک کے نام لئے گئے تھے وہ سب مسلمان ممالک ہیں۔ ہمارے نام نہاد دانشوروں اور اقتدار کے نشہ میں مست حکمران تو شاید اس کا ادراک نہ کر سکے مگر سلسلہ عالیہ کے امیر محمد اکرم اعوان نے امریکی صدر کی کہی ہوئی بات کو سمجھتے ہوئے واضح کر دیا تھا کہ ''یہ جنگ شروع تو دہشت گردی کے خلاف مہم کے نام پر کی جارہی ہے لیکن حقیقت میں امریکہ نے تہذیب کے نام پر اسلام اور کفر کی جنگ کا آغاز کیا ہے۔ ہم ''تہذیب'' دین کو سمجھتے ہیں اور ہمارا دین اسلام ہے'' اس اشارہ کی روشنی میں یہ سمجھنا قطعی مشکل نہیں کہ امریکہ دراصل افغانستان میں قائم ہونیوالی اسلامی ریاست سے خوفزدہ تھا۔ اور اسی خوف سے اس نے اسامہ بن لادن کی تلاش کے بہانے افغانستان میں انسانیت کا وحشیانہ قتل عام کیا اور اب اس تلاش کا دائرہ پاکستان تک بڑھانے کی باتیں زبان زد عام ہیں۔

افغانستان کے خلاف امریکی مہم جوئی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ اور دوسری مغربی طاقتیں دنیا سے ایسی ریاست کا وجود ختم کرنا چاہتے تھے جہاں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو چکا تھا ورنہ دیکھا جائے تو طالبان کا قصور کیا تھا؟ کیا طالبان کا یہ قصور تھا کہ انہوں نے افغانستان میں برسوں پہلے جنم لینے والی بدامنی کا خاتمہ کر دیا تھا...... کیا ان کا یہ قصور تھا کہ عورتوں کو ان کا جائز حق اور احترام ملنے لگا تھا...... کیا ان کا یہ قصور تھا کہ چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتوں کا خاتمہ ہو گیا تھا...... کیا انہوں نے یہ غلطی کی کہ لوٹ مار اور چور بازاری کا خاتمہ کر کے شہریوں کے جان و مال کا تحفظ یقینی بنایا تھا...... کیا ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے معاشرتی تفریق کا خاتمہ کیا تھا...... ہاں! شاید طالبان ایسے ہی دوسرے جرائم کے مرتکب ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر اکثر مسلمان ممالک کے عوام افغانستان میں قائم ہونے والے نظام کو اپنے ہاں رائج کرنے کی خواہش کرنے لگے تھے۔ وہ بھی اپنے ہاں مساوات، بھائی چارے اور رواداری پر مبنی معاشرے قائم کرنے کا خواب دیکھنے لگے تھے۔ دنیا کی دوسری کئی مسلمان ریاستوں کے عوام رشوت، سفارش اور کرپشن سے پاک

www.naqshbandiaowaisiah.com

نظام کی طرف تیزی سے راغب ہو رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی طرف بڑھنے لگے تھے ورنہ امریکہ اور یورپ والے بھی کبھی نماز روزہ زکوٰۃ اور مسلمانوں کی دوسری عبادات کے خلاف نہ تھے۔ انہیں تکلیف تب ہوتی ہے جب کوئی مسلمان ملک اپنے ہاں اسلامی قوانین کا نفاذ کرتا ہے۔ تب انہیں اپنی چودھراہٹ ختم ہوتی نظر آتی ہے تب سپر پاور کو اپنی بالادستی سے محرومی دکھائی دینے لگتی ہے اور عالم کفر مسلمانوں میں بیداری کی اس لہر کو دیکھ کر ہی خوف کا شکار ہو گیا تھا جس کی بنا پر امریکہ نے افغانستان میں جنم لینے والی اسلامی ریاست کو کچلنے کا منصوبہ بنایا۔

افسوس کہ مقتدر حلقوں نے گزشتہ چند ماہ میں ہونے والے واقعات سے تا حال کوئی سبق نہ سیکھا اور ہمارے کچھ دانشور اب بھی خوش فہمی کا شکار ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں نے امریکہ کا ساتھ دے کر پاکستان کو تباہی سے بچا لیا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں اندازہ ہو گا کہ وہ کتنی بڑی خوش فہمی کا شکار تھے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ پاکستان میں بسنے والے عام مسلمان کو تو اس بات کا ادراک ہے کہ امریکہ کی مہم جوئی طالبان یا افغانستان کے خلاف نہیں تھی بلکہ اسلام کے خلاف تھی اور اس کا دائرہ وہ مزید بڑھائے گا چاہے اس کا اتحادی پاکستان بھی اس کی زد میں آ جائے۔ بھارت کے پراپیگنڈہ پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی طرف سے ایسے اشارے بھی ملنا شروع ہو گئے ہیں کہ اگر بھارت کوئی ثبوت دے تو ہم پاکستان کے خلاف کارروائی کے لئے تیار ہیں۔

دکھ کی بات تو یہ ہے کہ عالم کفر کا مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہونا تو ایک طرف کافروں کی سازشوں اور چالاکیوں نے مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو ہی پارہ پارہ کر دیا جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ دنیا میں دو سو ارب مسلمان بستے ہیں۔ 56 مسلمان ریاستیں ہیں اور کہیں بھی اسلامی نظام قائم نہیں اور یہ ساری ریاستیں عالم کفر سے پٹ رہی ہیں۔ کہیں پر مغربی طاقتوں نے مسلمانوں کی معیشت پر قبضہ جما رکھا ہے تو کہیں قدرتی وسائل کو اپنے زیر کنٹرول کئے ہوئے ہیں اور اگر کہیں کوئی مسلمان ریاست اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا سوچتی ہے تو اس کے خلاف سازشوں کے ذریعے مہم جوئی کی جاتی ہے جیسا کہ افغانستان کے خلاف کی گئی۔ دشمن اب اس دائرہ کو بڑھاتے ہوئے پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ متحد ہو کر عالم کفر کی ان چالوں کو ناکام بنائے۔ گو اس وقت امت مسلمہ مشکل حالات کا شکار ہے اور دشمن اس وقت بظاہر طاقتور دکھائی دے رہا ہے لیکن دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ ہمیں ہمت اور استقامت سے باطل قوتوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ انشاء اللہ وقت ثابت کر دے گا کہ فتح بالآخر مسلمانوں کی ہو گی۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ باہمی اتحاد اور اتفاق کو فروغ دے اور مسلمان ریاستیں ایک دوسرے کا دست و بازو بنیں۔

Muhammad Aslam

www.naqshbandiaowaisiah.com

انٹرویو محمد اکرم اعوان امیر تنظیم الاخوان

امریکہ افغان جنگ میں اسامہ اصل ایشو نہیں تھا۔ امریکہ نے سنٹرل ایشیا کے تیل اور گیس کے ذخائر پر قبضہ کرنے کے لئے طالبان حکومت کا خاتمہ کیا ہے۔ تورا بورا میں اتارے جانے والے امریکی ٹروپس نے چترال کا رخ کر لیا تو پاکستان کے پاس کیا چارہ کار ہوگا؟ خطرہ ہے جنگ افغانستان سے نکل کر پاکستانی شمالی علاقہ جات میں ہمارے گلے نہ پڑ جائے۔ جنگ افغانستان کے تناظر میں مسئلہ کشمیر کو الجھایا جا رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے **خبریں فورم** میں انٹرویو کے دوران کیا جو مورخہ 8-12-2001 کو روزنامہ ''خبریں'' میں شائع ہوا۔

سوال:- افغانستان کی حکمرانی کے معاملات طے کرنے کیلئے ہونے والی بون کانفرنس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب:- کانفرنس میں تمام وارلارڈز کی نمائندگی نہیں تھی۔ افغانستان سے صرف چار وفد گئے یہ پورے افغانستان کے تمام قبائل اور تمام نسلوں، تمام علاقوں کی نمائندگی تو نہیں کر سکتے تھے۔

سوال:- افغانستان کے 90 فیصد علاقے پر طالبان حکمرانی کر رہے تھے۔ لیکن اچانک اپنے زیر تسلط علاقے چھوڑ گئے۔ ایسا کیوں ہوا؟

جواب:- طالبان نے 35 روز تک امریکی بمباری کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان کے پاس فضائیہ نہیں تھی، کارپٹ بمباری سے افغانستان کو تباہ و برباد کیا جا رہا تھا۔ افغانستان کی علماء کونسل نے شرعی فیصلہ کیا کہ طالبان کی حکومت نہتے شہریوں کو جانی تحفظ نہیں دے سکتی تو انہیں بلاوجہ نہیں مروانا چاہئے۔ لہٰذا طالبان نے انخلاء کا فیصلہ کر لیا۔ طالبان نے ازخود انخلاء کی پالیسی سے اپنی طاقت کو محفوظ کر لیا ہے۔

سوال:- امریکہ نے پاکستان کو یقین دہانی کرائی تھی کہ شمالی اتحاد کی فوجیں کابل میں داخل نہیں ہوں گی مگر ایسا ہو گیا۔ کیا شمالی اتحاد نے ازخود کیا یا امریکہ کے ایماء پر ایسا کیا؟

جواب:- یقین دہانی، عہد، معاہدے تو برابر کی طاقتوں میں ہی موثر ہوتے ہیں۔ طاقتور ہمیشہ اپنا ہی مفاد پورا کرتا ہے۔ شمالی اتحاد والوں کی ازخود یہ کیسے جرات ہو سکتی تھی۔ وہ کابل میں امریکہ کی مرضی اور تائید سے ہی داخل ہوئے تھے۔

سوال:- اسامہ کو زندہ یا مردہ پکڑنے کے لئے امریکہ کا آئندہ قدم کیا ہو سکتا ہے؟

جواب:- جہاں تک میری رائے ہے فی الحقیقت اسامہ ایشو ہی نہیں۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ سنٹرل ایشیا کی ریاستوں کے تیل

اور گیس کے ذخائر پر امریکہ قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ کے طالبان سے مذاکرات بھی ہوتے رہے تھے کہ امریکی تیل کمپنیاں وہاں کام کریں اور پائپ لائن کے ذریعے وسط ایشیا کا تیل افغانستان اور پاکستان سے گزارنے کا بھی منصوبہ تھا لیکن طالبان حکومت نے انکار کر دیا۔ دوسری وجہ یہ ہے امریکی اپنی تہذیب کو فاتح سمجھتا ہے لیکن طالبان حکومت نے اس تہذیب کو عملاً چیلنج کر کے افغانستان میں خلافت اسلامیہ کی بنیاد رکھ دی تھی۔ امریکہ کو یہ گوارا نہیں تھا۔ میرے خیال میں اسامہ امریکہ کا ٹارگٹ نہیں۔ اس کا ٹارگٹ اسلامی تہذیب ہے۔ اس کی بازگشت ہم اپنے ملک میں بھی سن رہے ہیں۔ یہاں دینی مدارس اور دینی شخصیات کو شکنجے میں کسنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔

سوال:- افغانستان میں قتل و غارت کو کیسے روکا جا سکتا ہے؟

جواب:- افغانستان میں قتل عام روکنے اور امن و امان قائم کرنے کا ریکارڈ طالبان نے ہی قائم کیا تھا۔ آج بھی طالبان امن قائم کر سکتے ہیں اور کوئی حل نہیں ہے۔ خانہ جنگی جاری رہے گی۔

سوال:- افغانستان میں ''پاکستان دوست'' حکومت کیسے قائم ہو سکتی ہے؟

جواب:- ''پاکستان دوست حکومت'' ختم کرنے میں تو ہم نے خود امریکہ کا ساتھ دیا ہے۔ اب تو وہاں جو صورتحال بن رہی ہے وہ پاکستان کے لئے بڑی خطرناک ہے۔ اب اسامہ کو تورا بورا کے پہاڑوں میں تلاش کرنے کے بہانے وہاں امریکی کمانڈوز اتارے جا رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تورا بورا پہاڑی رینج کے غاروں میں بنائے گئے چینل کو تو امریکی انجینئروں نے ڈیزائن کیا تھا' اس کے نقشے بھی مغربی امریکی میڈیا پر دکھائے جا رہے ہیں۔ اسامہ کا دماغ خراب ہے کہ وہ امریکی ڈیزائن کردہ تورا بورا کی پناہ گاہوں کا رخ کرتا جبکہ وہ علاقہ طالبان خالی کر چکے ہیں۔ اب اسامہ کا نام لے کر امریکی ٹروپس تورا بورا میں اتارے جانے کا مقصد کیا ہے؟ تینوں اطراف میں تو شمالی اتحاد اور امریکی خود ہیں چوتھی طرف وادی چترال ہے۔ اگر امریکی ٹروپس نے اسامہ کی تلاش میں چترال کا رخ کر لیا تو پاکستان کے پاس کیا چارہ کار ہو گا؟

میں نے کئی سال قبل امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے حوالے سے آگاہ کیا تھا کہ امریکہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر اپنا اڈا بنانا چاہتا ہے جہاں سے وہ چین' روس' بھارت کے علاوہ جاپان اور یورپ کو بھی مانیٹر کرے گا۔ اب تورا بورا کے حوالے سے اس کی کڑیاں ملتی نظر آ رہی ہیں۔ اب یہ نظر آ رہا ہے کہ امریکہ اسامہ کے تعاقب کا بہانہ کر کے تورا بورا سے چترال اور پھر گلگت کی طرف جائے گا۔ اگر پاکستان اعتراض کرے گا تو امریکہ واجپائی کو اشارہ کر کے ادھر سے حملہ کرا دے گا۔ امریکہ چترال' گلگت کی طرف آیا تو اس کی فوجوں کو آپ کیسے روک سکیں گے؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال :- طالبان کا آئندہ کردار کیا ہو سکتا ہے؟

جواب :- طالبان کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ جسے آپ کچھ کہہ رہے ہیں، میں بھی کہہ رہا ہوں' آپ بھی کہہ رہے ہیں ان کے انداز سے کے مطابق یہ نری تہذیب نہیں ہے یہ نظریہ ہے۔ یہ دو نظریے ہیں اور ان کو اگر آپ آگے چلائیں گے تو لامحالہ آپ جس نتائج پر پہنچیں گے وہ ہو گا ایمان اور کفر اور منا کفر کا مقدر ہے۔

سوال :- افغانستان کے سیاسی اور عسکری حوالے سے طالبان گوریلا جنگ کی طرف جا سکتے ہیں یا اپنی جدوجہد کو نیا رنگ دے سکتے ہیں؟

جواب :- جا سکتے ہیں نہیں وہ جا چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی طاقت محفوظ کر لی ہے۔ اپنی فوج بچا لی ہے' اپنا اسلحہ بچا لیا ہے اور قندھار سے انہوں نے باقاعدہ جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔ امریکیوں کی ہلاکتیں شروع ہو گئی ہیں۔ ان کی لاشیں پاکستان پہنچ رہی ہیں۔ 300 تابوت تو عبدالستار ایدھی نے دیئے ہیں۔ اگر دنیا کی کوئی بھی طاقت طالبان کا خاتمہ چاہتی ہے تو پہلے اسے روئے زمین پر اسلامی مدارس بند کر دینے چاہئیں اور طلباء کو ختم کر دینا چاہئے۔ مولوی کا وجود مٹا دینا چاہئے۔

امریکہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر اڈا بنا کر چین' روس' بھارت جاپان اور یورپ کو بھی مانیٹر کرے گا۔

سوال :- ''وہ تو شروع ہو رہا ہے' یہ پاکستان میں''

جواب :- اگر یہ کر گزرے تو ایک حد تک کی آ جائے گی اس میں لیکن شروع کرنا ایک اور بات ہے اسے مکمل کرنا ایک اور بات ہے۔

سوال :- مدارس کے سرکاری آڈٹ اور سرکاری امتحان اور نصاب کی تجویز پر آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب :- دیکھیں جی مدارس کا آڈٹ میری ذاتی رائے میں ضرور ہونا چاہئے لیکن اس کے لئے حکومت کو تکلیف کرنے کی اور اپنا نصاب مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دینی مدارس کو ترغیب دی جائے وہ اپنا آڈٹ سسٹم بنائیں اور اپنا گوشوارہ حکومت کو بھی دکھائیں۔ اگر حکومت یہ چاہے کہ سرکاری اہلکار یہ فیصلہ کریں گے نصاب کیا پڑھایا جائے تو یہ ناممکن ہوگا۔ حکومت دینی مدارس کو اپنے سرکاری نصاب میں شامل کرے اور دینی مدرسوں کو اعلیٰ دینی تعلیم کی سپیشلائزیشن کے لئے چھوڑ دینا چاہئے۔

سوال :- کہا جا رہا ہے کہ اب افغانستان کے بعد کشمیر کی باری ہے۔ ہمیں ''کشمیر کاز'' کے تحفظ کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

جواب :- کشمیر کاز اگر آج تک زندہ ہے تو کشمیری مجاہدین اور جہادی تنظیموں کی بدولت ورنہ شاید کنٹرول لائن کو ہی مستقل سرحد تسلیم کرلیا جاتا۔ اب ہماری سابق وزیراعظم بے نظیر بھٹو کا بھارت یاترا کے لئے جانا اور وہاں پاکستان کی کشمیر کاز کے تحفظ کے بجائے امریکہ اور بھارت کی خوشنودی کے لئے بیان بازی کرنا شاید ایک نئے سلسلے کی کڑی ہو کہ بے نظیر بھٹو کو کوئی خواب دکھایا گیا ہو بھارت کے ساتھ "انڈرسٹینڈنگ" کرلیں تو آپ کو حکومت بنا دیں گے۔ افق پر کیا آثار ابھر رہے ہیں؟ لگتا ہے اب طوفان کشمیر کی طرف ہی بڑھ رہا ہے۔

سوال :- پاکستان کی آئندہ حکومت عملی کیا ہونی چاہئے؟

جواب :- میں کون ہوتا ہوں جی پاکستان کی حکمت عملی وضع کرنے والا! میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس میں سوائے حکمرانوں کے کبھی کسی دوسرے کو یہ حق نہیں دیا جاتا کہ وہ اسے اپنا ملک بھی کہہ سکے' جہاں بات کرنے کی آزادی نہیں ہے' جہاں سرکاری طور پر ملک کا اساسی نظریہ روبہ عمل لانے کی "آزادی" نہیں ہے وہاں ہم کیا تجویز کرسکتے ہیں۔ میری ذاتی رائے میں پاکستان کو سب سے پہلے اپنے آپ کو ڈیویلپ کرنے پر زور لگانا چاہئے۔ پاکستان ایک نظریئے کا نام ہے۔ اگر آپ پاکستان کے تعلیمی نصاب میں دینی نصاب کو شامل کردیں تو یہ فرقہ پرستی ختم ہو جائے گی۔ گروہ بندیاں ختم ہو جائیں گی۔ آج کل عجب عالم ہے وزیر داخلہ سے کوئی سوال کریں تو وہ فرماتے ہیں میرے علم میں نہیں ہے۔ جو چیز سفارت خانوں سے متعلق ہے آپ سفارتخانوں سے پوچھیں تو کہتے ہیں ہمیں اس کا علم نہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ کون فیصلے کرتا ہے' کیسے کرتا ہے۔

سوال :- یہ تو مسائل ہیں ان کی روشنی میں بتایئے ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں؟

جواب :- ہمیں پہلے آزاد ملک کی حیثیت سے خود کو کھڑا کرنا چاہئے۔ ہمارا ایک وجود ہونا چاہئے جس کا دوسروں کو بھی احساس ہونا چاہئے۔ تو جب تک ہم تعمیل ارشاد میں لگے رہیں گے یا نت نئے کھانے میں لگے رہیں گے ہماری اپنی حیثیت کچھ نہیں ہوگی۔ سائنس دان اور کمپیوٹر کے لوگ جو بیرونی دنیا کے دوسرے ممالک میں خدمات انجام دے رہے ہیں انہیں یہاں سیکورٹی دے کر جاب کرنے کا موقع دیا جائے۔ ایک عبدالقدیر خان واپس آیا تو آپ نے دنیا کو ہلا دیا۔ ایسے لاکھوں قدیر خان دوسرے ملکوں میں کام کررہے ہیں۔

سوال :- نظام کے حوالے سے کوئی بات کریں گے؟

جواب :- نظام کے حوالے سے سادہ سی بات ہے جو ایک مدت سے ہم کررہے ہیں کہ ہم آزاد قوم ہیں' ہمارا ایک آزاد ملک ہے' ہمارا اپنا ایک آزاد نظام ہونا چاہئے۔ ہمارے پاس اپنا نظام بنا بنایا ہے۔ اللہ کا قرآن موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سنت موجود ہے عمل کرنے والے لوگ موجود ہیں تو کیوں نہ ہم ایسے نظام پر عمل کریں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

جمعۃ الوداع اور غائبانہ نماز جنازہ

شہدائے افغانستان کے گلے کاٹنے والے' امریکہ کے بمباروں کی راہنمائی کرنے والے اور اسلام کو مٹانے کے لئے سردھڑ کی بازی لگانے والے اذانیں بھی کہہ رہے ہیں' باجماعت نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں' داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں اور تسبیح بھی ہر ایک کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ یہ تو پھر سے وہی منظر نظر آتا ہے جو کبھی دشت کرب وبلا نے دیکھا تھا' وہی منظر آج افغانستان کی سرزمین دیکھ رہی ہے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 14-12-2001

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیم o

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ o وَقَالَ اللّٰہِ تَبَارَکَ تَعَالٰی فِی مَقَامِ نَافِک o

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ o قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ راہ حق میں قتل ہو جاتے ہیں...... یاد رہے کہ قتل کا فعل بدن پر صادر ہوتا ہے۔ گردنیں کٹتی ہیں۔ سینے چھلنی ہوتے ہیں' جسموں کے پرخچے اڑتے ہیں اور ان کے جنازے ہوتے ہیں' ان کو دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ارشاد باری ہے کہ جو لوگ راہ حق میں قتل ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔ بل احیاء وہ مردہ نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ تر ہیں لیکن شعور انسانی اتنی سکت نہیں رکھتا کہ اس فلسفہ کو سمجھ سکے کہ موت میں بھی زندگی ہے۔ یہ فلسفہ ایمان سے قبول تو کیا جا سکتا ہے' صرف ونحو سے حل نہیں کیا جا سکتا۔ منطق دلائل سے یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہے' اللہ پر یقین کی ضرورت ہے اور اصدق الصادقین ﷺ کی زبان حق ترجمان پر یقین کامل کی ضرورت ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے...... جو بات قرآن کی آیت کریمہ سے ثابت ہوتی ہے اس کا کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اس میں شک کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔ لہٰذا راہ حق میں مارے جانے والوں کو زندہ جاننا فرض ہے اور یہ کہنا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ کفر کی دلیل بن جاتا ہے۔ یہ تو کہنے کی بات ہوئی اب دوسری آیۃ کریمہ نے ایک پابندی اور بڑھا دی فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا راہ حق میں جو قتل ہوتے ہیں' شہداء کے بارے یہ گمان بھی نہ کیا جائے' یہ سوچا بھی نہ جائے کہ وہ مر چکے ہیں' یعنی یہ سوچنا بھی حرام ہے' یہ خیال کرنا بھی حرام ہے کہ یہ مر چکے ہیں بلکہ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ زندہ ہیں اپنے رب کے قریب ہیں' تمہاری طرح انہیں بھی رزق دیا جاتا ہے' کھاتے پیتے ہیں۔ یرزقون تم مختلف قسم کا رزق پا رہے ہو وہ دوسری قسم کا رزق پاتے ہوں گے۔ تم اس دنیا میں ہو وہ اس دنیا میں ہیں لیکن جس زندگی میں تم زندہ ہو اس زندگی میں وہ زیادہ زندہ تر ہیں' تمہاری زندگی کی تاک میں موت ہے اور انہوں نے موت کو شکست دے دی۔ موت مات کھا گئی ان کے سامنے' موت زیر ہو گئی جبکہ تم جو زندہ ہو تمہاری تاک میں ہر وقت' ہر آن' ہر لحظہ موت ہے۔

جو ایمان' جو یقین آقائے نامدار ﷺ نے تقسیم فرمایا اس کا کمال یہ تھا کہ احد میں تیر اندازوں کے ہٹ جانے سے جب کفار مکہ نے پلٹ کر مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا تو سامنے بھی کافر تھے' پیچھے بھی کافر تھے' درمیان میں مسلمان پس گئے اور اس قدر گھسان پڑا کہ کئی مسلمان' مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے' دوست دشمن کی تمیز مٹ گئی تھی۔ ایک جگہ کے'

ایک علاقہ کے' ایک لباس کے' ایک شکل کے لوگ تھے۔ پھر اتنی گرد اڑ رہی تھی اور طوفان مچا ہوا تھا' گھوڑے تھے سوار تھے' پیادے تھے' تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ تو کسی نے اعلان کر دیا کہ آقائے نامدار ﷺ شہید ہو گئے ہیں' کسی کافر نے نعرہ لگا دیا۔ رخ اقدس زخمی ہوا' دندان مبارک شہید ہوئے' کسی کافر نے نعرہ لگا دیا کہ میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا (نعوذ باللہ من ذالک) اب اور سراسیمگی صحابہ کرام میں پھیلی تو ایک صحابی نے دوسرے سے کہا کہ کیوں جان مار رہے ہیں ہم حضور ﷺ کی خاطر' حضور ﷺ کی حفاظت کی خاطر لڑ رہے تھے' اگر ہم حضور ﷺ کو بچا نہیں سکے تحفظ نہیں کر سکے تو لڑنے کی ضرورت کیا ہے' مرنے دو جو مرتا ہے۔ تو اس نے کہا' پاگل! ہم تو اللہ کے لئے لڑ رہے تھے اور اللہ زندہ ہے اور تم بے وقوف ہو جو کھڑے ہو مجھے تو اس پہاڑی کے دامن سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے' ادھر آؤ میرے ساتھ آؤ ' مجھے ادھر سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ وہ اس گھاٹی کی طرف بڑھا اور شہید ہو گیا۔

مدینہ منورہ کا ایک باسی' صحابہ کرام میں سے تھا' ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا عمر رسیدہ آدمی تھا چار جوان بیٹے تھے۔ جب احد کے لئے تیاری ہوئی تو چاروں بیٹے اس کے کمر بستہ ہو گئے اور اس سے کہا کہ آپ ادھر ٹھہریں' بچوں کی نگہداشت' ان کی نگرانی ان کے لئے سودا سلف لانا' گھر کا کام کاج تو خواتین اور بچے ہیں گھر میں آپ بزرگ ہیں ہم چاروں آپ کے جگر گوشے ہیں' آپ کے وجود کا حصہ ہیں' آپ کی جگہ ہم جا رہے ہیں۔ اس نے کہا' نہیں' تمہارا میرا رشتہ وجود کا ہے' خون کا ہے' لیکن اللہ سے تو تمہاری دوستی اپنی ہے میری اپنی ہے۔ تمہارا ایمان و یقین اپنا ہے میرا اپنا ہے' تم نے نبی کو خود مانا ہے میں نے نبی کو خود مانا ہے میری جان اپنی ہے تمہاری جان اپنی ہے' میں اپنی جان دوں گا۔ وہ احد میں گئے اور شہید ہو گئے۔

فتح کے بعد جنہیں ہمارے

جو لوگ راہ حق میں قتل ہوتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو۔

دانشوروں نے مسلمانوں کی شکست لکھا ہے وہ بھی اہل مکہ کی شکست تھی جو دوبارہ حملے کے بعد وہ بھاگے اور تین منازل تک صحابہ اکرام نے ان کا تعاقب کیا اور واپس احد میں آئے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تین دن وہاں مقیم رہے' وہاں قیام فرمایا۔ فاتح وہی فوج ہوتی ہے جس کے ہاتھ میں میدان کارزار ہو۔ نقصان ہوا مسلمان فوج کا اور شہداء کی تعداد 70 تک پہنچ گئی لیکن میدان محمد الرسول اللہ ﷺ کے قدموں میں رہا۔ جن دانشوروں نے اسے شکست لکھا ہے وہ انہوں نے اپنی دانش کے زور پر لکھا ہے۔ شہدا کی میتیں اٹھائی گئیں۔ اب جب ان کی باری آئی تو بوڑھا آدمی' لنگڑی ٹانگ' شہید کٹا پھٹا پڑا تھا۔ اس کے بیٹوں نے سنبھال کر اونٹ پر لادا۔ اب اونٹ نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ سارا زور لگاتے تھے نہیں اٹھتا تھا۔ تو جب اتار لیتے تو اونٹ کھڑا ہو جاتا۔ انہوں نے کہا اونٹ تو ٹھیک ہے' انہیں اٹھا کر نہیں اٹھتا۔ یہ مسئلہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے والد کی میت لے جانا چاہتے ہیں مدینہ منورہ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں جنت البقیع میں دفن کیا جائے لیکن اونٹ پر رکھتے ہیں اونٹ نہیں اٹھتا۔ آپ نے فرمایا اس کے ساتھ اور اس کا دوست کوئی ساتھی جو بچ گیا ہو' ایک اور بابے کو تلاش کر کے لے آئے' کوئی اس کی بات تمہارے علم میں ہو آپ ﷺ نے پوچھا' کہنے لگا' جی! ہم دوست تھے' ہم نے تہیہ کیا تھا اور میں نے دعا کی تھی یارسول اللہ ﷺ کہ فلاں جو سردار ہے مکہ کا وہ میرے ہاتھوں مارا جائے اور مجھے حسرت ہے کہ میں اس کی زرہ پہنوں اور اس کی تلوار میرے ہاتھ میں ہو میں اسے قتل کروں اور اس کی زرہ اور اس کی تلوار مجھے ملے تو انہوں نے آمین کہی تھی۔ پھر اس نے دعا مانگی تھی کہ بارالہا! میں دنیا سے جی بھر چکا ہوں مجھے شہادت عطا فرما اور احد میں عطا فرما اور وہیں میری قبر بنے اور میدان حشر جب قائم ہو تو میں احد کے میدان سے اٹھوں اور میرا سینہ چاک ہو اور خون بہہ رہا ہو اور میرا لباس

www.naqshbandiaowaisiah.com

خون آلود ہوا اور میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ تو میں نے آمین کہی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! دونوں کی قبول ہوگئی۔ تیرے پاس اس کی زرہ اور تلوار ہے اور اسے شہادت مل گئی اور اس کے بیٹوں سے فرمایا کہ اسے نہ لے جاؤ' اسے یہیں دفن ہونا ہے۔

حضرت حنزلہؓ نوجوان آدمی تھے' شادی ہوئی اور اسی شام شادی ہوئی' دلہن اپنے گھر لائے' علی الصبح نبی کریم ﷺ نے کوچ کا اعلان کر دیا احد کی طرف یہ بھاگم بھاگ پہنچے' شہید ہو گئے۔ شہدا کو جب دیکھا گیا' ان کے ساتھ لڑنے والوں نے دیکھا کہ حنزلہ یہاں گرے تھے' یہاں شہید ہوئے تھے' جب لاشیں اٹھا رہے تھے شہدا کی تو دیکھا کہ حضرت حنزلہ کی لاش وہاں نہیں تھی۔ عجیب بات ہے ابھی تو کافر بھاگ گئے اور یہاں ایسی تو کوئی بات نہیں ہوئی' کس نے لاشہ اٹھا لیا بھئی۔ بارگاہ رسالت پناہی میں عرض کیا تو انہوں نے فرمایا پھر جاؤ' اسی جگہ جاؤ' جب دوبارہ گئے تو وہاں موجود تھے' ان کا سارا جسم تر بتر تھا اور بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اٹھا کر لائے اور بڑی حیرت سے عرض کیا یا رسول اللہ! عجیب بات ہے' وہیں پڑے تھے لیکن انہیں تو غسل دیا گیا ہے اور بالوں سے پانی بھی ٹپک رہا ہے۔ فرمایا شام ہی یہ دلہن لائے تھے اور صبح اس پر غسل واجب تھا لیکن جلدی جب کوچ کا نقارہ بج گیا تو اس کے پاس غسل کا وقت نہیں تھا تو اس نے سوچا کہ یہ نہ ہو کہ میں پیچھے رہ جاؤں اور وہ جنگ میں شہید ہو گیا اور شہدا کو غسل دیا نہیں جاتا اس لئے اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے اٹھا لاؤ آسمانوں پر غسل دو اس کو۔ حالت جنب میں بندہ مر جائے تو ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے کہ پتہ نہیں مرتے وقت اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔ شیطان غالب آ سکتا ہے ناپاک وجود پر' غلط کلمے کہلوا سکتا ہے لیکن یہ شان شہید کی ہے کہ اس پر غسل واجب ہوا تو فرمایا کہ اٹھا لو اس کو آسمانوں پر اسے غسل دو۔

میں سمجھتا ہوں کہ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں ہم تو سمجھتے ہیں کہ وہ تباہ ہو گئے لیکن ہمیں انتظار کرنا چاہئے کہ تباہی مقدر کس کا ہے' ہم خوش ہوتے ہیں اور ہمارے دانشور بڑا بڑھ چڑھ کر لکھتے ہیں کہ کہاں گیا ان کا خدا اور کیا ہوا ان کا اسلام اور حیرت اس وقت ہوتی ہے جب یہ لکھا جاتا ہے کہ طالبان والا اسلام۔ کیا طالبان نے نمازیں بدل دی تھیں' قرآن میں تحریف کر دی تھی' فرائض میں کوئی تبدیلی کر دی تھی' سنن و واجبات میں کوئی تبدیلی کر دی تھی؟ کوئی ان پر عملی گرفت تھی۔ ہاں یہ قصور ضرور ہوا ان سے کہ ساری قوم جب انگریزی تہذیب میں رنگی جا رہی ہے تو انہوں نے سنت رسول اللہ ﷺ کو زندہ کیا' محرمات سے روکا' جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان سے روکا اور حلال پر چلنے کی تاکید کی اور افغانستان کی تاریخ جہاں تک میری نظر سے گزری ہے اس میں وہی عرصہ امن کا ہے جس عرصہ میں افغانستان طالبان کے زیر اثر رہا۔ اس سے پہلے بڑے بڑے سلاطین آئے' غازی امان اللہ خاں بھی آیا اور بچہ سقہ نے بھی حکومت کی۔ اچھے بھی آئے اور خونخوار لوگ بھی آئے۔ شمال کے حملہ آوروں کی گزرگاہ بھی رہی' چنگیزی بھی وہاں سے گزرے' بابر کا راستہ بھی وہی تھا لیکن ساری تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو امن کے چند سال وہی ہیں جب مکروہات اور شرعی محرمات چھوڑ دی گئیں اور اسلام کے اول و آخر پر عمل کرنا پڑا۔

> **میں نے ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھا تھا کہ اندرا گاندھی کی لاش جل رہی تھی اور دو مولوی پاس بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔**

ہمارے دانشوروں کے حلق سے اسلام نہیں اترتا۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ مرتے ہیں تو جنازے کیوں پڑھواتے ہیں' جو ساری زندگی نظریہ اسلام پر طنز کرتے رہتے ہیں لیکن ہمارے عہد کا ہمارا دینی سربراہ جو ہے وہ بھی بڑا سستا ہو گیا ہے۔ میں نے ان گناہ گار آنکھوں سے دیکھا تھا کہ اندرا گاندھی کی لاش جل رہی تھی' ٹیلی ویژن پر دکھایا جا رہا تھا اور دو مولوی پاس بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے۔ تو جب اس طرح کے وہ لوگ جو بے حاجتی لوگ ہیں' جن کی حاجتیں بڑھ گئی ہیں اور لوگوں نے انہیں مولوی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کہنا شروع کر دیا ہے' جن کی تعلیم نہیں ہے' جن کی تربیت نہیں ہے' خالی تعلیم بھی کام نہیں آتی۔ تعلیم محض خبر رہتی ہے۔ جب تک تربیت نہ ہو' جب تک کیفیت نہ بنے' جب تک تعلیم' حال نہ بنے' جب تک تعلیم جی میں نہ اترے تو محض خبر رہتی تو ایسے لوگ چونکہ اس معاشرے میں بھی بہت ہیں جو ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھانا بڑی سعادت سمجھتے ہیں اور ان کا غائبانہ پڑھاتے ہیں حالانکہ احناف کے نزدیک جنازہ جب ایک دفعہ پڑھ لیا جائے تو بات ختم ہوگئی خواہ دو آدمیوں نے پڑھ لیا۔ یہ فرض کفایہ ہے سب کی طرف سے ادا ہوگیا۔ غائبانہ جنازہ ان سربلند وسرفراز شہیدوں کا ہوتا ہے جن کا کوئی جنازہ نہیں پڑھتا' کوئی گور وکفن نہیں دیتا' کوئی دفن نہیں کرتا۔ کچھ تو انھیں گے میدانوں سے شہدا' کچھ ایسے بھی ہیں جو مختلف درندوں کے پیٹ سے جن کے اعضا نکل رہے ہوں گے۔ مختلف آگ کے شعلوں سے وجود کے ٹکڑے برآمد ہو رہے ہوں گے۔ مختلف درندوں کے سینوں سے ان کے جسم کے اعضا نکل رہے ہوں گے میدان حشر میں۔ جہاں جہاں کوئی ٹکڑا گیا ہوگا وہاں وہاں سے آرہا ہوگا۔ کیسے خوش نصیب لوگ ہوں گے وہ۔ تو ایک صحابیہ تھیں حضرت خنساءؓ اور بہت اعلیٰ پائے کی شاعرہ تھیں اور ان کی شاعری آج تک بھی ان گنتی کے شعرا میں شامل کی جاتی ہے جو اس عہد کے معروف عرب شعرا تھے۔ ان کا ایک بھائی تھا ''صخر'' وہ عین عالم شباب میں فوت ہو گیا تو انہوں نے اس کا قصیدہ لکھا' اس کا ایک شعر ہے:

یُذَکِّرُنِی طُلُوعُ الشَّمْسِ صَخْرًا

کہ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو میرے لئے صخر کی یاد دلاتا ہے۔ لوگ اپنے کام پر لگ جاتے ہیں' لوگوں کے لئے اور مصروفیات ہوتی ہیں لیکن مجھے آنے والا سورج مجھے میرا بھائی یاد دلاتا ہے۔

وَاَذْکُرُہٗ بِکُلِّ غُرُوبِ الشَّمْسِ

اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو وہ مجھے اس حال میں چھوڑتا ہے کہ میں بھائی کا ذکر

ہمیں تو اس دور میں دین کے نام پر وہ ہستیاں ملیں جن کے لئے دین بھی کمائی کا ذریعہ بن گیا۔

کر رہی ہوتی ہوں اور اس کی یاد میں آنسو بہا رہی ہوتی ہوں۔ شاعرہ تھیں' بہن تھیں' حساس تھیں لیکن جب جمال نبوی نصیب ہوا تو ذوق بدل گئے مرثیے کہنے کی بجائے یہ شوق پیدا ہوگیا کہ اللہ مجھے بھی اولاد دے' میرے بھی بڑے بیٹے جوان ہوں' کڑیل جوان ہوں اور تیری راہ میں شہید ہوں اور روز حشر شہدا کی ماؤں میں میرا بھی حشر ہو۔ یہیں میں بھی کھڑی ہوسکوں۔ عہد فاروقی تک زندہ تھیں' عہد فاروقی کے ایک بہت بڑے معرکے میں ان کے چار بیٹے شریک تھے اور یہ وہ خاتون تھیں جو ساتھ تشریف لے گئیں جنگ میں خواتین کے خیموں میں موجود تھیں' سر کے سارے بال سفید ہو چکے تھے' بڑھاپے نے بدن کو لاچار کر دیا تھا اس کے باوجود ساتھ گئیں کہ مجھے اپنے بیٹے اپنے ہاتھوں سے اللہ کو پیش کرنے ہیں اور جب اطلاع ملی کہ بی بی آپ کے تو چاروں بیٹے شہید ہو گئے ہیں۔ خیمے سے نکل آئیں آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور کہنے لگیں میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں کہ تو نے میرا سارا سرمایہ قبول کر لیا ہے۔ مجھے اپنے بیٹوں پر فخر ہے کہ مجھے اس قابل بنا دیا کہ میں شہدا کی ماؤں کی صف میں کھڑی ہوسکوں۔

ہماری نظر کہیں بھی دوڑے' ہمارا علم کہیں بھی جائے' ہماری تحقیق کہیں بھی پہنچے' ہماری ہر بات کا مرکز ہے محمد رسول اللہ ﷺ۔ ہم جہاں بھر سے پھر کر پھر اسی در اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور جب آپ ﷺ کو دیکھتے ہیں تو دس سالہ حیات مدنی میں چوراسی غزوات وسرایا ہیں اور تھوڑا ہی عرصہ گزرتا ہے کہ اکسٹھ ہجری کا محرم سارے خاندان رسول کو میدان کربلا میں پاتا ہے۔ آپ کے وہ جگر گوشے جنہیں محمد ﷺ نے بڑے نازوں سے پالا تھا۔ یہ حسین نامی شخص جو صحرائے کربلا میں کھڑا ہے اس کے بڑے ناز اٹھائے محمد الرسول ﷺ نے۔ آپ ﷺ امامت فرما رہے تھے اور یہ حجرہ مبارکہ سے نکل کر مسجد میں آ گئے۔ حضور ﷺ سجدے میں گئے۔ انہوں

نے نانا جان کو گھوڑا بنالیا اور اوپر سوار ہو گئے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب تک بیٹا کمر سے اترا۔ نہیں' تب تک سجدہ طویل کر دیا اور 72 تسبیحات پڑھی گئیں سجدہ میں' سبحان ربی الاعلیٰ' کہ اٹھنے سے کہیں انہیں چوٹ نہ لگ جائے وہ اپنی مرضی سے اتر گئے تو حضور ﷺ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا۔ وہی حسین ہے جو دشت کربلا میں تیروں کی زد میں ہے اور وہی گلا ہے جسے حضور ﷺ چوما کرتے تھے جسے نہ صرف کاٹا گیا بلکہ نیزے کی انی پر پرو دیا گیا۔ یہ کاٹنے والے' یہ پرونے والے کیا عیسائی تھے' یہودی تھے' مشرک تھے' کافر تھے؟ ارے نہیں' میدان کربلا میں بھی باجماعت نمازیں ادا کرتے تھے۔

شہدائے افغانستان کے گلے کاٹنے والے' امریکہ کے بمباروں کی راہنمائی کرنے والے اور ڈیوائیسیں رکھنے والے اسلام کو مٹانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے والے اذانیں بھی کہہ رہے ہیں' باجماعت نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں' داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں اور تسبیح بھی ہر ایک کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ یہ تو پھر سے وہی منظر نظر آتا ہے جو کبھی دشت کرب و بلا نے دیکھا تھا' وہی منظر آج افغانستان کی سرزمیں دیکھ رہی ہے۔ کہ اذاں ایک ہے' کلمہ ایک ہے' نماز ایک ہے' اللہ ایک ہے' نبی ایک ہے اور ایک کے ہاتھ میں چھری ہے اور دوسرے کی گردن ہے۔ ایک ہاتھ میں نیزہ ہے اور دوسرے کا سینہ ہے' تو فرق کیا ہوگا؟ فرق یہ ہے کہ ایک کا تعلق محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے اور ایک کا مذہب ڈالروں میں ہے۔ دوسرے نے مذہب سے دین کے عوض' نمازوں کے عوض' تسبیحات کے عوض ڈالروں کے ڈھیر اکٹھے کر لئے جس کے ہاتھ میں چھری ہے اور جس کی گردن پر چھری ہے اس نے ڈالروں کو ٹھکرا دیا اور سنت رسول ﷺ پر قربان ہونا قبول کر لیا۔ یہ ایک فرق ہے۔ یہی فرق ہے جو کربلا میں تھا۔ مارنے والے القامات کے خواہش مند تھے اور مرنے والے رضائے باری کے طالب تھے اس

> **یہاں تو لوگوں کو اسلام کی بجائے اسلام آباد کی زیادہ ضرورت ہے -**

کے علاوہ کیا فرق تھا؟

کربلا میں شکست کس کی ہوئی تھی؟

مارنے والوں کی۔ کربلا کی شکست بھی مارنے والوں کا مقدر بن گئی اور اسلام کے لئے حیاتِ نو کا سبب بن گئی اور قیامت تک کے لئے ایک دلیل بن گئی کہ اگر اولاد محمد الرسول اللہ ﷺ کی بھی ہو تو وہ ذبح کروائی جا سکتی ہے لیکن اسلام کے احکام اور قوانین سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ حکومت شرعی ہونی چاہئے' نفاذ اسلام ہونا چاہئے۔ ارے ہم اس بات کو کیا جانیں۔ جن کی پشت ہا پشت انگریز کی آمد سے لے کر آج تک دو سو سال جنہیں کافروں کے قوانین پر چلتے بیت گئے' جن کی عدالتیں کافرانہ قانون پہ چلتی ہیں' جن کی معیشت کافرانہ قانون پر چلتی ہے جن کی سیاست کافرانہ قانون پر چلتی ہے اور جن کا نظام تعلیم کافر کا دیا ہوا ہے جن کے نظام تعلیم میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا نام نہیں ہے۔ ہم کیا سمجھیں کہ اسلام کے ارکان کی اہمیت کیا ہے۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور دینی راہنما ہمیں تو اس دور میں دین کے نام پر وہ ہستیاں ملیں جن کے لئے دین بھی کمائی کا ذریعہ بن گیا۔ اگر ہماری دینی جماعتوں نے جہاد کی حمایت کی تاریخ کا رخ سیاست اور اسلام آباد کی طرف موڑنے کا قصد نہ کیا ہوتا تو جو طوفان ملک میں اٹھا تھا شاید یہ امریکہ کو روکنے کا ایک سبب بن جاتا۔ بے کسوں کی حمایت کا سبب بن جاتا لیکن یہاں تو لوگوں کو اسلام کی بجائے اسلام آباد کی زیادہ ضرورت ہے۔ اور جب رخ کو موڑنے کی کوشش کی گئی تو لوگ واپس گھروں کو چلے گئے کہ اسلام آباد جانا ہے تو آپ تشریف لے جائیں۔ ہم تو جہاد کے لئے نکلے تھے لیکن پوری قوم اور ملک کو مایوس اور منتشر کر دیا گیا۔ لیکن ایک وقت آ رہا ہے جہاں بش کو بھی جواب دینا ہے' ہم بھی ہوں گے' آپ بھی ہوں گے اور شہدائے افغانستان بھی ہوں گے۔ شہدائے کرب و بلا بھی ہوں گے' شہدائے بدر و احد و حنین بھی ہوں گے۔ فیصلے کی گھڑی ابھی باقی ہے۔ آخرت کا میدان لگنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

والا ہے لیکن اس سے پہلے ایک قیامت اور ہوگی۔ یہ جو فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں ابھی تک۔ میں نے کسی امریکی مرکز سے فتح کی خبر نہیں سنی۔ امریکہ ابھی تک پریشان ہے اور وہ کل بھی کہہ رہے تھے کہ کمال ہے کہ ہم نے پورا ملک تباہ کر دیا' ہمارے ہاتھ نہ اسامہ آیا نہ القاعدہ کی قیادت کا کوئی بندہ قابو آیا' نہ ملا عمر آیا نہ اس کی قیادت کا کوئی بندہ قابو آیا تو ہم نے اتنی دنیا مار دی اس کا کیا حاصل کہ جو بندے چاہئیں تھے وہ تو پکڑے نہیں جا سکے وہ پھر خرابی پیدا کریں گے۔ ان کے لئے تو یہ خرابی ہے کہ پھر اللہ کا نام لیں گے۔ لیکن پاکستانی دانشور' پاکستانی کالم نگار' پاکستانی اخباریں اور پاکستانی حکومت کے ارکان بڑے شادیانے بجا رہے ہیں اور بڑے خوش ہو رہے ہیں۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جنگ تو جنگ ہوتی ہے اور جب تک وہ ختم نہیں ہو جاتی میدان کارزار خالی نہیں ہو جاتا تب تک فیصلہ کرنا کہ کون فاتح ٹھہرا اور کون مفتوح' حماقت ہے۔ جنگ تو ابھی چھڑنے کو ہے۔ اب امریکی اور برطانوی فوجیں افغانستان کی زمین پر اتر رہی ہیں۔ ابھی انہیں بھی زمین پر آنے دو۔ اہل زمین بھی زمین پر ہیں' ابھی دیکھو کون کس سے لڑتا ہے۔ کون جیتتا ہے کون ہارتا ہے اور یہ جنگ گھڑیوں کی' دنوں کی' پلوں کی نہیں ہے۔ یہ جنگ سالوں کی' عمروں کی جنگ ہے انشاء اللہ۔ اس جنگ کو یہاں ختم نہیں ہونا۔ اس جنگ کو ابھی بڑھنا ہے' پھیلنا ہے اور اسے غزوۃ الہند میں تبدیل ہونا ہے۔ ابھی تو امریکہ بات تو اسامہ بن لادن کی کرتا ہے لیکن حق یہ ہے کہ امریکہ کو ذرائع اور وسائل چاہئیں جو وسط ایشیا کی مسلمان ریاستوں کے پاس ہیں۔ امریکہ کو وسائل چاہئیں وہ معدنیات' تیل اور گیس کے وہ ذخائر چاہئیں جو افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں کے سینوں میں دفن ہیں۔ اسامہ بن لادن تو ایک بہانہ ہے اور جس بیدردی اور جس ظالمانہ طریقے سے امریکہ نے قتل عام کیا ہے اس نے ہلاکو کی

> **اس جنگ کو ابھی بڑھنا ہے' پھیلنا ہے اور اسے غزوۃ الہند میں تبدیل ہونا ہے۔**

تاریخ اور چنگیز خاں کی یادیں مات کر دی ہیں۔ لیکن چونکہ پراپیگنڈہ وار ہے اور پراپیگنڈہ ان کی حمایت میں ہے۔ یہ آج نہیں یہ پہلے بھی ایسے ہی تھے کہ امریکہ کا ایک اڈا تباہ کر دیا جاپان نے جسے پرل ہاربر کہتے تھے۔ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جس پر ایک بحری بندرگاہ تھی۔ امریکہ کے بحری جنگی جہاز لنگر انداز رہتے تھے اور چھوٹا سا ہوائی اڈہ یا بحری جہازوں پر جو ہوائی جہاز ہوتے تھے وہ ہوتے تھے اور ساری سٹرینگتھ جو وہاں تھی وہ تین ہزار کے لگ بھگ تھی۔ اتنا ہی چھوٹا سا جزیرہ تھا پرل ہاربر۔ جہاں سے اڑ کر امریکی ہوائی جہاز جاپان پر حملے کرتے تھے پرل ہاربر امریکہ اور جاپان کے درمیان آتا ہے۔ اور بحری جہاز بھی۔ تو جاپانیوں نے اس پر چھاپہ مارا اور اپنی ایئر فورس لگا دی اور پرل ہاربر کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ غالباً چوبیس صد امریکی وہاں تھے جو مارے گئے اور چھپ چھپا کر جو پانچ چھ سو بچ سکے وہ بچے۔ اب جنگ کا پانسا پلٹ گیا۔ جرمنی کو جو اس نے روس پر سردیوں میں حملہ کر کے غلطی کی اسے مار پڑی اس کی واپسی شروع ہوئی تو اس کے قدم ہی نہیں لگے اور ہٹلر پیچھے ہٹتا ہٹتا برلن میں محصور ہو چکا تھا۔ جاپانی جو برما تک آ چکے تھے۔ برما سے ہٹتے ہٹتے وہ پیچھے چلے گئے' سرنڈر کرتے چلے گئے اور آج کل میں ہتھیار ڈالنے والے تھے لیکن امریکہ ایسا ظالم ملک ہے کہ پرل ہاربر کے چوبیس سو امریکیوں کا بدلہ لینے کے لئے ناگاساکی اور ہیروشیما پر دو ایٹم بم گرائے اور دو دو' تین تین لاکھ آبادی کے یہ شہر بچوں' بوڑھوں اور خواتین سمیت ملیا میٹ کر دیئے۔ پراپیگنڈہ ابھی تک ہٹلر کے خلاف ہوتا ہے حالانکہ ایٹم بم کا موجد ہٹلر تھا امریکہ نے جرمن سائنس دان اغواء کروا کر کے ان کو ایذائیں دے کر فارمولا حاصل کر کے ایٹم بم بنایا تھا۔ ہٹلر نے موت قبول کر لی۔ ایٹم بم بنانے کے باوجود اللہ کی مخلوق پر استعمال کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ امریکیوں کے جوں ہی ہاتھ لگا اور انہوں نے اس وقت جب لڑائی ختم ہو رہی تھی یہ شہر صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے جو لاکھوں کی آبادی پر مشتمل تھے۔ ان کی ساری

www.naqshbandiaowaisiah.com

تاریخ اسی طرح کی ہے۔ اب جو میزائل اب انہوں نے' قلعہ جنگی میں اس بنا پر استعمال کئے کہ قیدیوں نے بغاوت کر دی تھی تو جب لاشیں اکٹھی کی گئیں تو ان کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے۔ تمہیں مارنے ہی تھے' قتل عام کرنا ہی تھا' سینکڑوں لوگوں کو تنگ سی جگہ پر قید کر کے ان پر بموں کے تجربے کئے گئے۔ اور پھر فرضی ڈرامہ رچایا گیا۔ باہر سے گولیاں چلائی گئیں اور ان کے ٹکڑوں کو کوئی تلاش نہیں کر سکتا تھا کہ یہ پاؤں کس وجود کا ہے' یہ سر کس کا ہے یہ دھڑ کے ٹکڑے کس کے ہیں' یہ بازو مرنے کے بعد بھی رسوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ یہ باغیوں کا عالم تھا اور جن میں آپ کوڑا کرکٹ ٹرالیوں میں' یا مکان بنانے کے لئے اینٹ گارا ڈھوتے ہیں ان ٹرالیوں میں ٹکڑے لا لا کر گڑھوں میں پھینکے گئے۔ کسی نے ان کے لئے جنازہ نہ پڑھا۔ کوئی ہاتھ نہ اٹھا۔ کفن کی' دفن کی تو انہیں ضرورت نہیں تھی مگر جنازہ تو مسلمان کا ہونا چاہئے تھا۔ تو آج کا جمعتہ الوداع ہم نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ کے لئے رکھا ہے۔ شاید اللہ اسے ان کے طفیل ہماری نجات کا سبب بنا دے۔

"التعارف فی مقامات اہل تصوف"

ایک کتاب ہے جس میں اہل اللہ کے احوال دیئے گئے ہیں اس میں ایک روز میں پڑھ رہا تھا کہ ایک بزرگ خاتون فوت ہو گئیں تو کفن چور تھا کوئی پیشہ ور اور یہ کفن چور پہلی صف میں کھڑے ہو کر جنازہ پڑھا کرتے تھے کہ دیکھیں کفن چرانے کے قابل بھی ہے یا ویسے ہی قبر کھودنے کی مشقت گلے پڑے گی۔ تو اسے پسند آیا تو اس نے رات کو جا کر قبر میں سوراخ کر لیا۔ تو جب اندر سر ڈالا تو اللہ نے اندر کا حال اس پر منکشف کر دیا۔ اس نے دیکھا کہ اندر تو بڑی کھلی جگہ ہے اور بہت بڑا عالی شان محل ہے اور اس میں قمقمے جل رہے ہیں اور نوکر چاکر' چہل پہل ہے ایک بوڑھی سی بزرگ عورت خوبصورت لباس میں والان میں گاؤ تکیہ لگائے تلاوت کر رہی ہے سوچنے لگا کہ میں نے تو قبر کھولی تھی یہ میں کہاں

جس بیدردی اور جس ظالمانہ طریقے سے امریکہ نے قتل عام کیا ہے اس نے ہلاکو کی تاریخ اور چنگیز خاں کی یادیں مات کر دی ہیں۔

پہنچ گیا ہوں۔ تو اس سے پوچھوں تو سہی کہ یہ ہے کون اور یہ ماجرا کیا ہے اور میں کس دنیا میں آ گیا ہوں۔ اس نے بڑھ کر سلام کیا تو اس نے دیکھا تو فرمایا کہ تم تو جنتی ہو اور جنتی کفن چراتے ہیں؟ اب کفن چور بھی بزدل تو نہیں ہوتے' اندر سے سخت دل ہوتے ہیں تو اس نے کہا کہ میں جنتی کیسے ہو گیا میں نے تو ساری عمر کفن چرائے ہیں اور میں تو آج بھی کفن چرانے آیا تھا۔ مگر آپ کون ہیں تو اس نے کہا کہ میں وہی بڑھیا ہوں جس کا تم نے جنازہ پڑھا تھا اور تم جنتی اس لئے ہو کہ جب میں اللہ کے حضور پیش ہوئی تو میرے اللہ نے مجھ پر بڑا کرم کیا اور مجھے فرمایا کہ جتنے لوگ تیرے جنازے میں شریک تھے میں نے سب کو بخش دیا تو میں نے تمہیں پہچانا تھا' تم بھی جنازہ میں شریک تھے۔ اس نے کہا کہ میں تو چوری کی نیت سے آیا تھا' فرمایا کہ اللہ نے نیتوں کی بات نہیں کی' صرف یہ بات کی ہے کہ جو شریک تھے' تو ان میں تم بھی تھے۔ تو تم تو جنتی ہو۔ جنتیوں کا کفن چراتے پھرتے ہو۔ وہ لمحہ اس کی زندگی کے انقلاب کا تھا اور وہ بعد میں معروف ولی اللہ ہوا اور ایک دنیا کو اللہ اللہ کرائی۔

جنازہ ہوتا تو اس لئے ہے کہ جس کا جنازہ پڑھا جا رہا ہے اے اللہ اس کی بخشش کر دے لیکن بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا جنازہ پڑھنے سے جنازہ پڑھنے والے بخشے جاتے ہیں اور یہ شہدا یقیناً ایسے 'مقبولان بارگاہ الٰہی ہیں کہ ایک طرف اگر یہی طالبان حکومت اسلامی تہذیب رائج نہ کرتی مغربی ثقافت لے آتی بے حیائی لے آتی ' بے پردگی لے آتی ' فحاشی لے آتی تو امریکہ اس پر قربان ہو جاتا اور کروڑوں ڈالر اسی کو دیتا لیکن یہ ہے ہی کوئی جاہل قوم ہے۔ انہوں نے روس سے پیسے نہیں لئے اور زندگیاں دیتے رہے۔ اب امریکہ سے دولت نہیں لی اور جانیں لٹا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہیں ہی ان پڑھ۔ اگر یہ ہمارے دانشور ہوتے جن کی بیٹیاں ٹی وی پر ناچتی ہیں اور باپ بیٹھا فخر سے تالیاں بجا کر کہتا ہے کہ یہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

میری بیٹی ہے۔ یہ میری بیٹی ہے۔

ببیں ایں تفاوت را از کجا است تا بکجا

اب اس فہم و ادراک کے لوگ اس فلسفے کو کیا سمجھیں کہ بھوک اور پیاس میں رمضان

> **خدا ان اہل دانش کو ہدایت دے کہ حق کو حق سمجھ سکیں اور خدا مسلمان حکومتوں کو زندگی دے' بے چارے سارے ہی مر چکے ہیں۔**

کے آنے سے پہلے جن کے روزے شروع ہو گئے۔ جن کا رمضان بھی مسلسل آٹھ آٹھ پہر کے روزوں پر گزرا۔ جو خون جگر پی کر پھر بھی قربانیاں دے رہے ہیں' ڈالر نہیں لیتے' مہذب بننا نہیں چاہتے۔

امریکی دانشور بحث کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ:

They are going to finish our culture around the Globe.

انہوں نے ایک ایسی سلطنت بنا دی تھی کہ روئے زمین پر ہماری تہذیب کے لئے خطرہ بن گئے تھے کہ لوگ ان جیسا ہونا شروع ہو جائیں گے۔ لڑائی تو اس بات پر تھی جسے امریکہ کلچر کہتا ہے اسلام اسے دین کہتا ہے۔ کلچر کیا ہوتا ہے رہنے سہنے کا طریقہ' لباس پہننے کا طریقہ' میل جول کا' لین دین کا' کھانے پینے کا۔ انسانوں کو حیوان بنانا امریکی کلچر ہے اور حیوانوں کو انسان بنانا اسلامی کلچر ہے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے اس زمانے میں اللہ کا نام لیا۔

رپٹ جا جا کر لکھوائی رقیبوں نے یہ تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

لیکن جس کے نام پر وہ کٹ رہے ہیں وہ قادر ہے۔ وہ صرف تماشا نہیں دیکھ رہا آج انہیں انعامات سے نواز رہا ہے اور کٹے ہوئے سینوں کو اپنے در پر بلا رہا ہے۔ یاد رہے کہ کانٹا لگ جائے ناں انگلی میں اور خون کا قطرہ بہہ نکلے تو وضو فاسد ہو جاتا ہے' کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے' جب شہید کا لہو بہتا ہے تو ہر چیز پاک ہوتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خون آلود لباس مت اتارنا۔ ایسا لباس دوسرا نہیں ملے گا۔ اسے غسل مت دینا اس کے خون نے جو غسل دیا ہے وہ کافی ہے۔ اتنا مبارک پانی تمہارے پاس نہیں ہے کہ جس سے اس کا خون دھویا جائے۔ یار حلال جانور کا ذبح کے وقت جو خون نکلتا ہے وہ بھی حرام ہے۔ لیکن شہید کے خون میں وہ تقدس آ گیا کہ ہر چیز کو پاک کرتا چلا گیا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک قطرہ شہید کے خون کا جو زمین پر گرتا ہے دنیا و مافیہا سے' دنیا میں جو کچھ ہے سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ اور مقبول ہے۔ خدا ان شہدا کے درجات بلند کرے۔ اور خدا ان اہل دانش کو ہدایت دے کہ حق کو حق سمجھ سکیں اور خدا مسلمان حکومتوں کو زندگی دے' بے چارے سارے ہی مر چکے ہیں۔

مردے وہی نہیں ہوتے جو دفن ہو جائیں' کچھ مردے ایسے ہوتے ہیں جو مر تو جاتے ہیں لیکن دفن ہونے میں تاخیر ہوتی ہے۔ وہ بے حس ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں پہ حضور اکرم ﷺ کی بات کا اثر نہیں ہوتا تھا عرب شاعر نے ان کے متعلق کہا تھا "قبر میں جانے سے پہلے ان کے دلوں کے' ان کے مزاج کے' ان کے ایمان کی قبریں بن گئی ہیں ان کے وجود' یہ چلتی پھرتی قبریں ہیں"' جنہیں محمد الرسول اللہ ﷺ کی آواز سنائی نہیں دیتی۔

> **جو لوگ سمجھتے ہیں کہ امریکہ نے افغانستان فتح کر لیا اور جنگ ختم ہو گئی وہ بے وقوف ہیں۔**

تو ان عالم اسلام کی ستاون حکومتوں میں سے کسی نے بھی اف نہیں کی' زندہ ہوتے تو آہ تو بھرتے' زندہ ہوتے تو مدد نہ بھی کرتے تو فریاد تو کرتے' اور زندہ ہوتے تو شہدا کو یاد تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتے مدد نہ کرتے ان پر طنز تو نہ کرتے۔ کیا کیا جا سکتا ہے بجز دعا کے کہ اے اللہ! تو قادر ہے یخرج الحی من المیت مردوں سے زندہ نکالتا ہے یا اللہ! ان ستاون ملکوں کی حکومتوں کو

> **ہماری حکومتیں خوش نہ ہوں کہ ہم بچ گئے۔ آپ بچ نہیں گئے آپ اب زد پر آگئے ہو۔**

بھی زندہ کر دے، اے اللہ! مسلمانوں کو زندگی عطا کرے، بے حسی اور بے غیرتی سے نجات عطا فرما۔ رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے۔ کتنے ساتھی تھے جو پچھلے رمضان المبارک کے اس جمعہ کو ہمارے ساتھ تھے اب اللہ کے پاس ہیں اور ہم میں سے کتنے ہوں گے جو آئندہ ہوں گے یا نہیں ہوں گے لیکن میری بات یاد رکھنا کہ جنگ ابھی شروع نہیں ہوئی۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ امریکہ نے افغانستان فتح کر لیا اور جنگ ختم ہوگئی وہ بے وقوف ہیں۔ جنگ تب شروع ہوگی جب امریکہ بھی زمین پر قدم جمائے گا۔ امریکہ کو یہاں رہنا ہے سیٹل ہونا ہے۔ ابھی وہ اسامہ کو شمالی پہاڑوں میں گھسائے گا اس کے پیچھے اپنی فوجیں گھسائے گا۔ ہندوستانی پارلیمنٹ میں جو ڈرامہ ہوا ہے وہ بھی امریکہ کے ڈرامے کا ایک حصہ ہے۔ تو یہ جی گھس گئے پارلیمنٹ میں اور بغیر کوئی نقصان کئے خود مارے گئے۔ کوئی پکڑے ہوں گے لوگ کشمیر کے انہیں وہاں جا کر گولی مار کر کہا کہ مقابلے میں مارے گئے۔ یہ ڈرامہ پلان کیا جا رہا ہے کہ ادھر سے ہندوستان کشمیر میں حملہ کرے تو امریکہ کے لئے راستہ بن جائے کشمیر میں داخلے کا یہ صلح کرانے کے بہانے تشریف فرما ہو جائے۔ امریکہ اگر ہمالیہ کی چوٹیوں پر نہیں بیٹھتا تو افغانستان میں اپنے بیس (Base) نہیں بنا سکتا، اپنی تجارت پھیلا نہیں سکتا، وہاں کے وسائل جمع نہیں کر سکتا، اسے چین پر بھی نظر رکھنا ہے، اسے روس پر بھی نظر رکھنا ہے، اسے ایشیا پر بھی نظر رکھنا ہے۔ یہ اس کی ضرورت ہے اور ہماری حکومتیں خوش نہ ہوں کہ ہم بچ گئے۔ آپ بچ نہیں گئے آپ اب زد پر آگئے ہو۔

روس کا پروگرام بھی گرم پانیوں تک پہنچنا تھا۔ مگر اس وقت کا حکمران ان جیسا بھی تھا اللہ اس کی مغفرت کرے، ضیاء الحق مرحوم نے پاکستان کی جنگ افغانستان میں لڑ کر روس سے وہاں مقابلہ کیا ورنہ روس کو افغانستان نہیں چاہئے تھا اسے بلوچستان سے گزر کر گرم پانیوں تک پہنچنا تھا۔ اس نے پاکستان کی جنگ افغانستان میں لڑی اور آج افغانستان کی جنگ ہم پاکستان کی طرف کھینچ رہے ہیں اور اس خوش فہمی میں بھی ہیں کہ ہم بچ گئے ہیں۔

ایک بھائی کو بھیڑیا کھا رہا ہو دوسرا بیٹھا تالیاں بجائے کہ میں بچ گیا۔ بچ کہاں گیا تیری تو باری آنے والی ہے۔ لیکن یہ وہ قوم ہے کہ کوئی شخص باہر جا رہا تھا کہ اسے مگرمچھ نے پکڑ لیا، آدھا نگل چکا تھا اور وہ سگریٹ پی رہا تھا۔ اسے یہ احساس نہیں تھا کہ میرا حشر کیا ہو رہا ہے۔ اور دوسرا کنارے پر کھڑا تھا اس نے تماشا دیکھا کہ مگرمچھ اسے نگلنے کی کوشش کر رہا ہے، آدھا نگل چکا ہے، اس نے کہا یار، ذرا تھمنا یہ میری سگریٹ سلگواتے جانا۔ یہ وہ قوم ہے کہ آدھی مگرمچھ کے منہ میں ہے اور آدھی سگریٹ لئے کنارے پر کھڑی ہے کہ میرے سگریٹ پر بھی

> **عالم اسلام کی ستاون حکومتوں میں سے کسی نے بھی اف نہیں کی، زندہ ہوتے تو آہ تو بھرتے۔**

آگ لگوا دو۔ ان کے لئے زندگی کی دعا کرو۔ ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگو۔

اس کے بعد دو رکعت نماز ہوگی فرض اور فرض کے بعد چار تکبیر نماز جنازہ غائبانہ شہدا اور اس کے بعد دعا ہوگی انشاء اللہ العزیز۔ اللہ کریم ہماری ان حقیر کوششوں کو قبول فرمائے۔ حاضر و غائب تمام مسلمانوں کے گناہ معاف فرمائے اور توفیق دے عالم اسلام کو اس جہاد میں شریک ہونے کی۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

شہدائے افغانستان کی غائبانہ نمازِ جنازہ کی جھلکیاں

تحریر ...... محمد اسلم ...... مدیر "المرشد"

امیر تنظیم الاخوان محمد اکرم اعوان نے 7 دسمبر کو اعلان کیا تھا کہ جمعۃ الوداع 14-12-2001 کو منارہ میں شہدائے افغانستان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ اتنا مختصر وقت دینے کے باوجود لوگ ہزاروں کی تعداد میں غائبانہ نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ عوام کی یہ شرکت کسی ایک علاقہ کے لوگوں تک محدود نہیں تھی۔ پاکستان بھر سے لوگ جوق در جوق نماز جنازہ میں شرکت کی غرض سے منارہ میں تشریف لائے۔

☆ بلوچستان سے الاخوان اور سلسلہ عالیہ کے امیر قاری یونس اپنے ساتھیوں کے ساتھ غائبانہ نماز جنازہ کے لئے تشریف لائے۔ انکا بھتیجا حافظ عبدالولی مزار شریف میں 11 نومبر کو امریکی بمباری سے شہید ہو گیا تھا۔ ان کا بیٹا بھی جہاد میں شریک رہا ہے۔

☆ پنڈی سے کرنل (ر) بشیر احمد، ملتان سے مقبول احمد شاہ کھگہ، لاہور سے کرنل (ر) غلام سرور اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھے۔

☆ ان کے علاوہ مختلف شہروں سے دیگر ذمہ داران بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ شریک ہوئے۔ شرکاء میں تنظیم الاخوان اور سلسلہ عالیہ کے علاوہ عام لوگوں نے بھی بھرپور شرکت کی۔

☆ بسوں، ٹرکوں اور کاروں کی پارکنگ اور سیکورٹی کا مناسب انتظام کیا گیا تھا۔

☆ لوگوں کا جوش و جذبہ دیدنی تھا۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ عام طور پر افغانستان اور امریکہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے پائے گئے۔ ان کا خیال تھا کہ اسامہ صرف بہانہ ہے، امریکہ کا اصل نشانہ افغانستان کی اسلامی ریاست ہے۔

☆ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف لوگوں میں غم و غصہ پایا جاتا تھا۔

☆ پاکستان میں یہ شہدائے افغانستان کی پہلی غائبانہ نماز جنازہ تھی۔

☆ پروگرام کے مطابق نماز جنازہ 12-30 بجے ادا کی جانی تھی لیکن لوگوں کی آمد کا تانتا بندھا ہوا تھا اس لئے اس خیال سے کہ دور دور سے آنے والوں میں سے کوئی رہ نہ جائے، شیڈول میں تبدیلی کی گئی اور نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

☆ 10 سے 11 بجے تک حضرت جی (امیر محمد اکرم اعوان) نے اپنے دفتر میں ساتھیوں سے ملاقاتیں کیں اور افغانستان کی صورتحال کے حوالے سے بات چیت کی۔

☆ 11 سے 12 بجے تک حضرت امیر محمد اکرم اعوان دارالعرفان کے گرداگرد گراؤنڈ میں اور دیگر مقامات پر انتظامات کا جائزہ لینے میں مصروف رہے۔

☆ 12 سے 01 بجے تک حضرت جی نے جمعہ کی تیاری کی۔

☆ 01 بجے حضرت جی نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں جنگ ابھی شروع ہوئی ہے، ختم نہیں ہوئی لہٰذا ہمارے بعض دانشور، تبصرہ نگار اور کالم نگار خوش ہو ہو کر امریکہ کی فتح کے شادیانے نہ بجائیں۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان سے لے کر برما تک، سارا برصغیر ایک دن اسلامی ریاست بنے گا اور دنیا دیکھے گی کہ امریکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔

☆ انہوں نے کہا کہ آسمان نے دشت کربلا کے بعد افغانستان میں یہ منظر دوسری دفعہ دیکھا ہے کہ اسلام کو مٹانے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے والے اذانیں بھی دے رہے ہیں، باجماعت نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں، داڑھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں اور مسلمانوں پر بمباری کے لئے امریکی طیاروں کی راہنمائی بھی کر رہے ہیں۔

☆ انہوں نے کہا کہ قلعہ جنگی اور دوسرے مقامات پر جس طرح امریکہ نے قتل عام کیا ہے اس سے ہلاکو اور چنگیز خان کے ظلم کی داستانیں ماند ہو کر رہ گئی ہیں۔

☆ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی ستاون حکومتیں مردہ ہو چکی ہیں جنہوں نے اس ظلم پر اف تک نہیں کی، اگر زندہ ہوتیں تو مدد نہ بھی کرتیں آہ تو بھرتیں۔

☆ انہوں نے بھارت میں پارلیمنٹ کے حادثہ کو ڈرامہ قرار دیا۔

☆ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی نظریں افغانستان اور وسط ایشیا کی معدنیات، تیل اور گیس کے ذخائر پر لگی ہوئی ہیں۔

☆ انہوں نے حکومت پاکستان کو انتباہ کیا کہ وہ خوش نہ ہو کہ ہم بچ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ بچ نہیں گئے بلکہ اب زد پر آ گئے ہو۔

☆ 01-45 پر جمعۃ الوداع کی نماز ہوئی۔ اس کے بعد شہدائے افغانستان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

☆ مسجد کا پورا ہال، مسجد کا برآمدہ، صحن، باہر گراؤنڈ، اکیڈمی کی گراؤنڈ اور سڑک کے پار تک لوگ صفیں باندھے کھڑے تھے۔ نماز جنازہ کے بعد سنتیں پڑھی گئیں۔

☆ حضرت جی نے حسب معمول مختصر دعا فرمائی۔

☆ حضرت جی نے ساتھیوں سے بیعت لی۔

☆ مدیر المرشد محمد اسلم نے بھی اڑھائی بجے اپنے ساتھیوں سمیت حضرت جی سے ان کے دفتر میں الوداعی ملاقات کی۔

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

جنگ ابھی شروع ہوئی ہے

ستاون ریاستوں میں حکمران بھی ہیں' سیاستدان بھی ہیں اور قومی قائدین بھی ہیں۔ لیکن بے حسی کا یہ عالم ہے کہ سکوت مرگ طاری ہے' کوئی اونچی سانس بھی نہیں لے رہا۔ او یار! کم از کم کچھ نہیں کر سکتے تو کیا ان کے لئے دعا بھی نہیں کی جا سکتی۔ آپ نے اتنا بڑا تبلیغی اجتماع کیا لاہور رائیونڈ میں۔ آپ کہتے ہیں پندرہ لاکھ' بیس لاکھ' تیس لاکھ بندے اکٹھے ہوئے' حکمران بھی تشریف لے گئے' گورنر بھی گئے' سیاستدان بھی گئے' علماء بھی گئے۔ کیا کسی نے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کی ہے

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان' منارہ 07-12-2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ o الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ o

سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیہ مبارکہ کا ایک حصہ میں نے تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ ارشاد باری ہے کہ قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے اور ہدایت کے دو شعبے ہوتے ہیں۔ ایک شعبہ ہوتا ہے راہنمائی...... راستہ بتانا...... دوسرا شعبہ ہوتا ہے راہبری...... کسی کا ہاتھ پکڑ کر اسے راستے پر چلانا۔ اس کے آگے آگے چل کر اس کی راہبری کرنا۔

راہنمائی کے معنوں میں قرآن حکیم هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ہے۔ کائنات کے ہر فرد و بشر کے لئے راہنمائی فرماتا ہے' راہ حق کی نشاندہی کرتا ہے لیکن راہبری کے مضمون میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے۔ متقین کون ہیں؟ جن کی قرآن حکیم راہبری فرماتا ہے' ان کی سب سے پہلی شناخت ہوتی ہے' يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کہ وہ بغیر دیکھے' بغیر جانے' بغیر چھوئے' کسی بھی ظاہری حس سے محسوس کئے بغیر غائبانہ طور پر اللہ پر ایمان لاتے ہیں' یقین رکھتے ہیں۔

انسان کو جتنی حسیات دی گئی ہیں' اس عالم آب و گل میں وہ اس خالق کل کے جمال کو دیکھنے کی سکت نہیں رکھتیں۔ انسانی ذہن' انسانی فکر' انسانی علم' اس کے احاطے کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ سب کچھ مخلوق ہے اور وہ خالق ہے۔ خالق اور مخلوق کا ایک فرق یاد رہے کہ مخلوق بہرحال محدود ہوتی ہے۔ اس کی ایک ابتداء ہوتی ہے' ایک انتہا ہوتی ہے اور خالق حدود سے بالاتر ہے۔ وہ کسی ابتداء اور انتہا میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے لامحدود احاطہ محدود میں نہیں سما سکتا۔ انسان اپنی دانش' اپنی عقل' اپنی خرد' اپنے مطالعہ سے جو کچھ جان سکتا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ کوئی ہے جو اس کائنات کو چلا رہا ہے۔ اس نظام ہستی کو پیدا کر رہا ہے' اسے چلا رہا ہے۔ وہ کوئی' کون ہے' کیسا ہے اس کے لئے ساری مخلوق محتاج ہے ارشادِ محمد رسول اللہ ﷺ کی۔ تو فرمایا:۔

جو لوگ ایمان لاتے ہیں' نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت قبول کرتے ہیں وہ متقی ہیں اور قرآن حکیم ان کی دستگیری فرماتا ہے' راہبری کرتا ہے۔ متقی وہ لوگ ہیں' يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ غائبانہ ایمان لانے کے لئے ایمان بالغیب ایک دل کی کیفیت ہے یہ ایک کیف ہے جو دل پر چھا جاتا ہے' جسے لکھا پڑھا نہیں جا سکتا۔ چونکہ واضع نے کیفیات کے لئے حروف وضع نہیں فرمائے' الفاظ وضع نہیں فرمائے۔ کیفیات لکھی پڑھی نہیں جاتیں۔ ہم کہہ دیتے ہیں کہ فلاں بندے کو بڑا غصہ آیا۔ غصہ ایک لفظ ہے لیکن اس پر جو حالت طاری ہوتی ہے اس کی تصویر نہیں بناتا۔ جسے غصہ آتا ہے وہ اس کیفیت کو سمجھ سکتا ہے۔ ہم کہہ دیتے ہیں کہ فلاں بندہ بڑا خوش ہے۔ لفظ ''خوش'' اس کیفیت کی کوئی تصویر نہیں بناتا۔ خوشی کیونکہ ایک کیفیت کا نام ہے اس لئے جو خوش ہوتا ہے اسے محسوس ہوتا ہے کہ خوشی کیا ہوتی ہے۔

اس ایمان بالغیب کو' اس ایمان بالغیب کی کیفیت کو قلوب میں سمونے کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

خالق کائنات نے اپنی عبادت کا دروازہ کھولا۔ عبادت کا حاصل ایمان و یقین' قرب الٰہی اور ایسی کیفیت کا حصول ہے کہ بندے کو حضور الٰہی نصیب ہو جائے' وہ کبھی اپنے کو تنہا نہ سمجھے' وہ کبھی یہ نہ جانے کہ میں اکیلا ہوں' میں بے بس ہوں' میں لاوارث ہوں بلکہ ہر آن' ہر جگہ' ہر لحہ اس کا پروردگار اس کے ساتھ ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ وَ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تم جہاں بھی ہو' وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ متقی' عبادات میں بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ جو اللہ کے ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اس یقین کی اپنی لذت ہے جو محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس کی اپنی ایک شیرینی ہے' ایک کیفیت ہے جو دل پہ طاری ہو جاتی ہے اور ہر سجدہ' ہر تسبیح' ہر وہ عمل جو ہم سنت کے مطابق کرتے ہیں اس کیف میں زیادتی کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا متقی عبادات میں بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ' اَقَامَتُ الصَّلٰوة یہ نہیں فرمایا کہ نماز ادا کرتے ہیں یا عبادت کرتے ہیں' فرمایا! قائم کرتے ہیں عبادات کو۔ عبادات کے قائم کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ نہ صرف بندہ خود عبادت کرے بلکہ اس سے ملنے جلنے والے' اس کی بات سننے والے' اس سے تعلق رکھنے والے' جہاں تک اس کی بات کا اثر جائے لوگ عبادت گزار بنتے چلے جائیں۔ عبادت کو قائم کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاں تک اس کی آواز جائے' جو بھی اس کی آواز سنے' جو بھی اس کے ساتھ کوئی رشتہ یا تعلق استوار کرے تو وہ بھی اللہ کی عبادت میں مستحکم ہوتا جائے اور اس پر قائم ہوتا چلا جائے۔ ایمان کے راستے کا روڑا عبادات کے راستے کا روڑا شیطان ہے۔

دنیا میں دو ہی راستے ہیں۔ ایک وہ راستہ جس پر نقش کف پائے رسول عربی ہے ﷺ اور دوسرا راستہ وہ جس پر شیطان کے نقوش پا ہیں۔ اسی لئے فرمایا گیا اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّة سارے کے سارے اسلام کے اندر داخل ہو جاؤ' وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔

دنیا میں دو ہی راستے ہیں۔ ایک وہ راستہ جس پر نقشِ کفِ پائے رسولِ عربی ہے ﷺ اور دوسرا راستہ وہ جس پر شیطان کے نقوش پا ہیں۔

'اسلام کے باہر جو قدم بھی رکھو گے وہ شیطان کے نقش پا پر آئے گا۔

رمضان المبارک کی برکات میں بہت بڑی بات یہ کہ رمضان کا چاند طلوع ہوتا ہے تو شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں' چھوٹے بڑے ابلیس سمیت تمام۔ اور شوال کا چاند طلوع ہونے تک شیطان قید ہو جاتے ہیں۔ نوافل کے درجات اور نوافل کا بدلہ فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے اور فرائض کا ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ بندوں کو بخشش مانگنے کی توفیق ہوتی ہے۔ غیر رمضان میں بھی لیکن رمضان میں رب جلیل خود اعلان فرماتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش کا طلبگار جسے بخش دیا جائے' ہے کوئی میری رحمت کا امیدوار کہ جس پر میں رحم کروں اور جو بھی اٹھ کر اسے راتوں کو' سحری کو صدائیں دیتا ہے' سجدے کرتا ہے' تسبیحات پڑھتا ہے' ایک رات کا قیام' مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ جس کسی نے رمضان المبارک کی ایک رات کا قیام کیا ایمان اور احتساب سے' اللہ پر یقین رکھتے ہوئے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کہ میں کس قدر خطا کار ہوں اور مجھے کتنی رحمت کی ضرورت ہے اور اللہ کی مغفرت چاہئے۔ اس نیت سے ایک رات کا قیام زندگی بھر کی خطاؤں کو بخشنے کے لئے کافی ہے۔

اس طرح فرمایا: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا جس نے رمضان کا ایک روزہ بھی رکھ لیا ایمان و یقین کے ساتھ اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے تو اس کی پہلی زندگی کے تمام گناہوں کو بخشنے کا سبب بن جاتا ہے۔ رحمت عام ہو گئی۔ توفیق عبادت ارزاں ہو گئی' لیکن ایک بات یاد رہے کہ قیام اللیل کا سبب' قبولیت کا سبب' دن کو روزے کی قبولیت کا سبب' جب بخشش ہو جاتی ہے گناہوں کی تو ہمارے پاس کیا رسید ہے' ہم کس طرح محسوس کریں کہ آیا ہمارے گناہ بخشے گئے ہیں یا نہیں۔ تو ایک سادہ سی مثال ہے کہ اگر جسم پر زخم لگ جائے' وہ مندمل

ہو جائے وہ ٹھیک ہو جائے تو پھر بھی وہ جگہ حساس رہتی ہے اور اس پر اگر اس طرح ہاتھ رکھ دیں تو پھر درد محسوس ہوتا ہے۔ جس کے گناہ معاف ہو جائیں اسے گناہ کرنے سے درد محسوس ہوتا ہے۔ گناہ سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے اور مزاج عبادت اور نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اگر یہ فرق ہماری زندگی میں نہیں پڑتا' ہماری عملی زندگی میں یہ تبدیلی نہیں آتی تو ہم نے رمضان ضائع کر دیا۔ قیام اللیل کے لئے علماء کرام لکھتے ہیں کہ جس نے عشاء باجماعت ادا کی اور فجر با جماعت نصیب ہو گئی وہ قائم اللیل ہے' اسے ساری رات کی عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ جو جاگا سو وہ تو جاگا لیکن جو عشاء ادا کر کے سو گیا اور اسے فجر نصیب ہو گئی وہ بھی قائم اللیل ہے۔

تیسری بات جو ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ ومما رزقنھم ینفقون ہم نے انہیں جو نعمتیں عطا کی ہیں وہ ہمارے حکم کے مطابق ان کو خرچ کرتے ہیں جنہیں دولت دی ہے وہ دولت بانٹتے ہیں غرباء کو مساکین کو' مفلسوں کو' اللہ کی مخلوق کو' جنہیں علم دیا ہے وہ علم بانٹتے ہیں اللہ کے بندوں میں اور ان کی راہنمائی کا سبب بنتے ہیں' جنہیں اختیار و اقتدار دیا ہے وہ اپنا اختیار و اقتدار لوگوں کو عدل فراہم کرنے پر اور لوگوں کو تحفظ فراہم کرنے پر اور لوگوں کو آرام و سکون پہنچانے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ اور اللہ کے محبوب تو وہ بندے ہوتے ہیں جنہیں اس نے جان دی اور انہوں نے جان بھی خرچ کر دی۔ انہیں خاندان دیئے' والدین دیئے' بہن بھائی دیئے' دوست احباب دیئے وہ سب بھی نچھاور کر دیئے۔ انہیں گھر دیا' وطن دیا' وہ بھی انہوں نے قربان کر دیا۔ اور ان کے پاس ایک جان بچی وہ جان نچھاور کر دی۔ انہیں وجود دیا وہ بھی انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور اس کے بھی پرخچے اڑ گئے۔ روز محشر کسی ایک قبر سے' کسی ایک کفن میں نہیں اٹھیں گے بلکہ ادھر ادھر سے' یہاں وہاں سے' کہیں سے خون کے قطرے اٹھ رہے ہوں گے' کہیں سے ہڈیوں کے ریزے اور کہیں سے

خادم نے پوچھا! بی بی' آپ انہیں جانتی ہیں۔ کہنے لگی' نہیں میں نہیں جانتی۔ لیکن یہ چہرہ کسی چھوٹے بندے کا چہرہ نہیں ہے۔

اعضاء جسم کے۔ کیسے خوش نصیب لوگ ہیں وہ' اللہ کے کتنے مقبول و محبوب بندے ہیں وہ جنہیں جو ملنا تھا اسے خرچ کرنے کا حق ادا کر دیا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے' علمائے حق ابن کثیرؒ کو تفسیر سے زیادہ حدیث کی کتاب مانتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہر آیت کے ماتحت جتنی ممکن تھیں احادیث جمع کر دیں اور بے شمار احادیث کا ذخیرہ یکجا کر دیا اپنی تفسیر میں۔ ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ جب صور پھونکا جائے گا تو لوگ اٹھیں گے' کوئی کسی حال میں ہوگا' کوئی کسی حال میں ہوگا۔ صحابہ کبارؓ کی ایک جماعت اٹھے گی' سینے شق ہوں گے۔ وجود کے ٹکڑے ادھر ادھر سے آ کر جسم سے جڑ رہے ہوں گے' لباس تار تار اور خون آلود ہوگا' اسلحہ پاس ہوگا' اور جب کھڑے ہوں گے تو عرصہ محشر میں جنت بھی پاس ہوگی اور دوزخ بھی دوسری طرف قریب ہوگی وہاں دوزخ کو بھی لایا جائے گا کہ سب دیکھ کر تسلی کر لو کہ دوزخ یہ ہے اور جنت کو سنوار کر قریب کھڑا کر دیا جائے گا۔ تو وہ اٹھیں گے تو وہ جنت کی طرف چل پڑیں گے اور ان میں سے کوئی ایک تلوار کے قبضے سے' دستے سے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا کہ دروازے کھولئے۔ رضوان جو جنت کا نگران فرشتہ ہے وہ عرض کرے گا کہ حضور ابھی تو حشر قائم ہوا ہے۔ آپ ابھی تو زمین کی گود سے اٹھے ہیں۔ آپ کو ابھی تو میزان عدل پر جانا ہے' ابھی تو حساب کتاب باقی ہے' اس کے آگے پل صراط ہے پھر جب آپ پل صراط سے گزر کر آئیں گے تو دروازہ تو تب کھلے گا جنت کا۔ تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ اپنی تلواریں پھینک دیں گے اور متوجہ الی اللہ ہو جائیں گے اور کہیں گے اے اللہ! تیرے احسانات کا کوئی شمار نہیں ہے ہم گمراہ تھے تم نے اپنا رسول رحمت مبعوث فرما کر ہمیں ہدایت دی' ہم کمزور تھے تو نے ہمیں طاقت دی' ہم جاہل تھے تو نے ہمیں علم دیا' تو نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا کیں جو گنی نہیں جا سکتی لیکن ہم عاجز بندے تھے اللہ! ہمارے پاس گھر تھے ہم نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

تیری راہ میں قربان کر دیئے' ہمارے پاس خاندان تھا تیرے راستے میں نچھاور کر دیا۔ ہمارے پاس باغات اور مال اور زمینیں تھیں وہ چھوڑ کر ہم آ گئے' ہمارے پاس جان تھی جسے تیری راہ میں قربان کر دیا۔ ہمارے پاس وجود تھا دیکھ لیں اس کے کتنے ٹکڑے ہو گئے۔ اب یہ تیرا فرشتہ کس بات کا حساب مانگتا ہے؟ کیا بچا کے رکھا تھا ہم نے جس کا حساب مانگا جا رہا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ارشاد ہوگا کہ ان کے لئے جنت کے سارے دروازے کھول دو' ان کا حساب کتاب ہو چکا۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ کمال ایمان اللہ کے انہی بندوں کا ہے جنہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں' آپ کا جمال اپنا ایک اثر رکھتا تھا۔ عرب کی ایک تاجر خاتون اپنا قافلہ لے کر مدینہ منورہ وارد ہوئی۔ یہ چرچا تو لوگوں نے سن رکھا تھا کہ ایک بندے نے نبی ہونے کا اعلان فرمایا ہے لیکن جانتی نہیں تھی' آپ ﷺ کو دیکھا نہیں تھا۔ عرب تاجروں کا اصول ہوتا تھا کہ جس شہر میں وارد ہوتے اس شہر کے باہر پڑاؤ لگا دیتے۔ رات گزارتے اور اگلے دن کاروبار کرتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ پورے شہر کو رات کو خبر ہو جاتی تھی کہ کوئی تجارتی قافلہ آیا ہوا ہے۔ اور جس جس کو خرید و فروخت کرنی ہوتی تھی وہ صبح وہاں پہنچ جاتا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے گئے۔ کیا زمانہ تھا کون سا سورج تھا...... اور وہ کون سی زمین تھی وہ کون سی فضا اور کون سی ہوا تھی جس کی نگاہوں نے رخ مصطفےٰ ﷺ کے بوسے لئے۔ جس نے قدوم مصطفےٰ ﷺ کو چوما' کیا خوش نصیب لوگ تھے جنہوں نے آقائے نامدار ﷺ کو دیکھا۔ آپ قافلے میں تشریف لے گئے اور قافلے والوں کو یہ نہیں پتہ کہ یہ کون شخص ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک اونٹ پسند فرمایا۔ اس اونٹ کا سودا طے ہو گیا کھجوروں کے عوض۔ کھجوروں کی مقدار مقرر ہو گئی کہ کتنی کھجوریں دی جائیں گی اور یہ اونٹ حضور ﷺ نے خرید

یہ افغانوں کی اور امریکہ کی جنگ نہیں ہے یہ دونظریوں کی جنگ ہے' یہ خلافت اسلامیہ کی اور غیر اسلامی طاقتوں کی جنگ ہے۔

فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس کے کارندے کے ہاتھ سے اونٹ کی رسی لے لی اور واپس آنا چاہا تو اس نے روکا کہ آپ نے کھجوریں تو دی نہیں ہیں اور اونٹ لے جانا چاہ رہے ہیں تو وہ خاتون خیمے میں بیٹھی چلمن سے دیکھ رہی ہے۔ اس نے اپنے کارندے کو آواز دی کہ ادھر آؤ' وہ آیا' اس نے پوچھا کیا حکم ہے' اس نے کہا جانے دو۔ کل شہر جا کر کھجوریں لے آنا۔ خادم نے پوچھا! بی بی' آپ انہیں جانتی ہیں۔ کہنے لگی' نہیں میں نہیں جانتی۔ لیکن یہ چہرہ کسی جھوٹے بندے کا چہرہ نہیں ہے۔ ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھی لیکن رخ اقدس کا یہ کمال تھا کہ غیر مسلم کی نگاہ بھی پڑ گئی تو یہ کہنے پر مجبور ہو گئی کہ **ماھذا الوجه بوجه الکذاب** یہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ جب اسے پتہ چلا کہ یہی بندہ تو کہتا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں تو اس نے کہا کہ میں بھی اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ یہ جو کہتا ہے سچ کہتا ہے۔ خوش نصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے رخ انور کو دیکھا۔ بانصیب تھے وہ لوگ جنہوں نے آپ کی اقتدا میں سجدے کئے۔ آپ کی غلامی میں سفر کئے' آپ کے ہم رکاب جہاد کئے اور اپنی جانیں جان آفریں کے سپرد کیں لیکن کم خوش نصیب یہ بھی نہیں ہیں جو سوا چودہ سو سال بعد میرے اور آپ جیسے ملاؤں سے حضور ﷺ کی حکایت دلربا سن کر ان پہ فریفتہ اور نچھاور ہو گئے۔

کم و بیش ستاون ریاستیں ہیں مسلمانوں کی۔ ستاون ریاستوں میں حکمران بھی ہیں' سیاستدان بھی ہیں اور قومی قائدین بھی ہیں۔ لیکن بے حسی کا یہ عالم ہے کہ سکوت مرگ طاری ہے' کوئی اونچی سانس بھی نہیں لے رہا۔ او یار! کم از کم کچھ نہیں کر سکتے تو کیا ان کے لئے دعا بھی نہیں کی جا سکتی۔ آپ نے اتنا بڑا تبلیغی اجتماع کیا لاہور رائیونڈ میں۔ آپ کہتے ہیں پندرہ لاکھ' بیس لاکھ' تیس لاکھ بندے اکٹھے ہوئے' حکمران بھی تشریف لے گئے' گورنر بھی گئے' سیاستدان بھی گئے' علماء بھی گئے۔ کیا کسی نے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی کی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

حنفیوں کے نزدیک جس آدمی کا جنازہ پڑھا جا چکا ہو اس کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں ہوتی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو ثابت ہے غائبانہ نماز جنازہ ان شہدا کی ہے جو میدان کارزار میں شہید ہوئے، لاشے بے گور و کفن رہے اور مدینہ منورہ اطلاع پہنچی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور جنازے کے بعد جو دعا کا جھگڑا آج کل چل رہا ہے قوم میں، حضور ﷺ نے جنازے کے بعد دعا بھی وہیں فرمائی جہاں غائبانہ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اس کے بعد چونکہ کفن دفن تو تھا نہیں لہٰذا دعا فرمائی گئی۔ اور جب میت سامنے ہوتی ہے تو طریقہ یہ ہے کہ جنازہ پڑھا، میت اٹھائی، اس کو دفن کیا، قبر برابر کرنے کے بعد دعا کی گئی۔ دعا دونوں جگہ ہے لیکن فارغ ہونے کے بعد۔ وہاں فراغت میت کو دفن کرنے کے بعد ہے یہاں فراغت نماز جنازہ کے بعد تھی۔ میں دیکھتا رہا، میں انتظار کرتا رہا کہ کہیں سے کوئی غائبانہ نماز جنازہ کی خبر ہی آ جائے۔

کیا ایمان تھا ان لوگوں کا جن کے جسم کے اجزا بکھر گئے۔ جن ٹرالیوں میں آپ گوبر اور گندگی اور گارا ڈھوتے ہیں ان ٹرالیوں میں بھر بھر کر کافروں نے گڑھوں میں پھینک دیا۔ اتحادی فوجیوں نے انہیں ہاتھ لگانا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ تو جراثیم سے ڈرتے ہیں کہ ان میں پتہ نہیں کیا کیا جراثیم ہوں گے۔ وہ کوفے والوں سے اٹھوائے گئے۔ کوفے والوں سے میری مراد وہ لوگ ہیں جو ان اہل حق کے ساتھ اپنے اسلام کے دعوے سمیت لڑ رہے ہیں۔ اسی طرح جنہوں نے خانوادہ نبوی کو ذبح کیا وہ بھی خود کو مسلمان کہا کرتے تھے۔ [illegible] ان کی جیبوں میں تسبیحات اور چہروں پر داڑھیاں تھیں، جو نماز کے وقت جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے لیکن جن کی تلواروں نے اللہ کے نبی کے خون کو بھی معاف نہیں کیا اور ان کی گردنیں بھی کاٹیں اور ان کا خون بھی ان کی تلواروں نے چاٹا۔ بالکل اسی طرح نام نہاد مسلمانوں نے خلافت اسلامیہ کے خلاف کافروں کی ایجنٹی کر کے ان نوجوانوں کو شہید کیا جو ماؤں کی گود، خاندانوں کے رشتے دوست احباب، آرام دہ ماحول، رہائش گاہیں چھوڑ کر جنگلوں میں، ویرانوں میں اللہ کی راہ میں کٹ مرے اور جن کے جسموں کے چیتھڑے اڑ گئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے وہ میرے حکم کے مطابق میری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پیسہ خرچ کرنا اچھی بات ہے، علم بانٹنا اچھی بات ہے لیکن جانیں لٹانا تو چیزے دیگر است۔

جب نظر آ رہا ہو...... کیا میں نہیں جانتا تھا کہ حکومت اسلامیہ افغانستان کے پاس ہوائی طاقت نہیں ہے، امریکی بمباری کا مقابلہ کرنے کی بجائے صرف مر سکے گی؟ آپ نہیں جانتے تھے؟ جو لوگ ہمارے ساتھ سے اٹھ کر چلے گئے وہ بھی جانتے تھے۔ کیوں گئے؟ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ جو ہمارے پاس ہے اے اللہ، ہم نچھاور کریں گے۔

وہ جو سجدے کی حالت میں نبی کریم کی پشت پر چڑھ جائیں تو آپ سجدے سے سر نہیں اٹھایا کرتے تھے کہ کہیں گر کر انہیں چوٹ نہ آ جائے وہ ذات گرامی جن کی گردن کو نبی اکرم ﷺ بوسے دیا کرتے تھے۔ اس گردن کو نیزے پر چڑھا کر بلند کیا گیا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کوفے والوں کو فتح ہو گئی اور اسلام مٹ گیا۔ اسلام مٹا نہیں بلکہ اہل کربلا کا خون، شہیدوں اور نمازیوں کا خون اسے جلا بخش گیا۔ اور اسے نئی زندگی عطا کر گیا۔ اسلام مٹنے کے لئے آیا ہی نہیں ہے۔ شہدائے افغانستان کا خون اسے ایک نئی زندگی دے گا اور ایک نئی جلا دے گا اور یہ ایک نیا مینارہ نور بن جائے گا جو پھر سے روئے زمین پر اللہ کی مخلوق کو اللہ کی طرف متوجہ کر دے گا۔ میری پرسوں یا اس سے اگلے دن نیویارک میں بات ہو رہی تھی تو وہ بتا رہے تھے کہ جتنی کمپنیوں

ہم جمعۃ الوداع کو شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھیں گے - ملک بھر سے جتنے مسلمان آنا چاہیں آسکتے ہیں ضروری نہیں کہ صرف الاخوان اور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے لوگ ہی آئیں -

کے پاس قرآن مجید تھے سب بک گئے ہیں اور ان کے پاس قرآن مجید کے اتنے آرڈر ہیں کہ وہ انہیں پورا نہیں کر پا رہے' پریس پورا نہیں کر پا رہا۔ کیونکہ ہر امریکی قرآن پڑھنا چاہتا ہے' سمجھنا چاہتا ہے کہ یہ فلاسفی کیا ہے' یہ فلسفہ کیا ہے' یہ بات کیا ہے کہ لوگوں کو جب پتہ ہے کہ مرنا ہے پھر مرنے کے لئے آگے جارہے ہیں اور مر رہے ہیں۔ تنخواہ کوئی نہیں دیتا' اٹھا کر لے کوئی نہیں جاتا' بھرتی کوئی نہیں کرتا' اپنے خرچے پر' اپنے پاؤں پر چل کر خالی ہاتھ بھی جا کر وہاں مرجانا سعادت سمجھتے ہیں تو قرآن میں بات کیا ہے۔ وہ ساتھی کہہ رہے تھے جو نیویارک کے امیر ہیں کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ ساری زندگی میں اتنے لوگوں کو ہم قرآن پڑھا سکیں گے جتنے لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ یہ کس ملا کا کمال ہے یا کس مقرر کا کمال ہے' میری برکت ہے' آپ نے کچھ کیا ہے؟ نہیں' یہ ان کی تبلیغ ہے جنہوں نے اپنے سینوں کے بھی پرخچے اڑا دیئے' جنہوں نے آگ اور آہن کی بارش میں کھڑے ہو کر ثابت کر دیا۔ شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں؟ وہ گواہ ہوتا ہے اللہ کے وجود کا' اللہ کی ذات کا' اس کی یکتائی کا۔ اس کی قدرت کاملہ کی گواہی اپنا سینہ چاک کر کے دیتا ہے' اپنے جسم کے پرخچے اڑا کر دیتا ہے۔

کوئی بڑی بات نہیں ہے کہ امریکہ نے افغانستان لے لیا۔ کیا فرق پڑا۔ جن دوستوں کو بڑی جلدی ہے لکھنے کی کہ قصہ ختم ہو گیا وہ ذرا تھوڑا سا غور فرمائیں کہ جنگ جاری ہے اور جب تک کوئی ایک ایمان والا بھی زمین پر باقی ہے یہ جنگ جاری رہے گی اسے چھیڑنا آسان تھا ختم کرنا امریکہ کے بس میں نہیں ہے۔ یہ افغانوں کی اور امریکہ کی جنگ نہیں ہے یہ دو نظریوں کی جنگ ہے' یہ خلافت اسلامیہ کی اور غیر اسلامی طاقتوں کی جنگ ہے ان کے ساتھ دنیا ہے اور اس کے ساتھ اللہ رب العزت ہے۔ احد میں نعرہ لگایا تھا مکے والوں نے لَنَا عُزّیٰ وَلَا عُزّیٰ لَکُم ہمارا عزیٰ ہے جو ہماری مدد کرتا

ابھی جنگ شروع ہوئی ہے' یہ جنگ بڑھے گی اور نہ صرف افغانستان بلکہ سارا برصغیر اسلامی ریاست بنے گا انشاء اللہ العزیز۔

ہے اور مسلمانوں کا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے حکم دیا کہ نعرہ لگایا جائے کہ لَنَا مَوْلَا وَلَا مَوْلَا لَکُم ہمارا اللہ ہے اور تم اللہ سے بے گانے ہو۔

حضرات! جنگ ختم نہیں ہوئی اور افغانستان فتح نہیں ہوا۔ بلکہ جنگ شروع ہو رہی ہے۔ ابھی جنگ کے کئی مرحلے باقی ہیں۔ امریکہ ایک زبردستی کی حکومت بنا رہا ہے۔ پھر صرف حکومت بنانا امریکہ کا مقصد نہیں ہے۔ امریکہ نے افغانستان کی معدنیات پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے اور وسطی ایشیائی ریاستوں کی معدنیات پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے۔ یہ حکومت سیٹلڈ ڈاؤن ہوگی پھر امریکن کمپنیاں آئیں گی' پھر امریکی تیل نکالیں گے' کوئلہ نکالیں گے' سونا نکالیں گے' ہیرے نکالیں گے اور اس سے امریکہ کی اکانومی مستحکم ہوگی۔ یہ بڑا لمبا کام ہے اور تب تک کیا ہوگا یہ اس کے علم قدرت میں ہے۔

امریکہ والوں نے فوجیں چڑھا دیں تورا بورا کے پہاڑی سلسلہ پر۔ تورا بورا کا پہاڑی سلسلہ پاکستان کی سرحد سے ملحق ہے اور جلال آباد سے مشرق میں ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ وہاں پہ جو بڑا غار ہے اس کے نقشے اور اس کا سارا کہ کس طرح کا سیٹ اپ ہے' کس طرح بنا ہے' کہاں کہاں کمرے ہیں' کہاں پٹرول ڈپو ہے' کہاں ایمونیشن ڈپو ہے' کہاں رہائشی کمرے ہیں' کہاں دفتر ہے' وہ سارا امریکہ اپنے نیٹ ورک میں دکھا رہا ہے اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کر رہا ہے کہ روس کے خلاف یہ غار امریکی پیسے سے امریکی انجینئروں نے بنایا ہے۔ تو کیا امریکہ اتنا سادہ ہے کہ لینڈ سکیپ پر بھی اس کا قبضہ ہے' پہاڑوں پر بھی اس کا قبضہ ہے' غار بھی اس نے بنوایا اور اسامہ بن لادن اس غار میں بیٹھا ہے..... امریکہ پاگل نہیں ہے۔ امریکہ سمجھدار ہے۔ اس نے کہا کہ اسامہ یہیں ہے۔ غاروں پر گولے برساتے رہے اب آج کہہ رہے ہیں کہ ہم نے فتح کر لی۔ اور اسامہ یہاں نہیں ہے۔ آپ ذرا سوچئے کہ وہ وہاں سے نکل

www.naqshbandiaowaisiah.com

کر کہاں جا سکتا ہے۔ شمال کا علاقہ بھی اور حکومت بھی اتحادیوں کے پاس ہے' مغرب کا علاقہ امریکہ اور اتحادیوں کے پاس ہے' جنوب کا علاقہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے پاس ہے' مشرق کی طرف پاکستان کے شمالی علاقہ جات کی سرحد ہے اس کا مطلب ہے کہ امریکہ کل کہے گا کہ ان شمالی علاقوں میں' ان پہاڑوں میں چلا گیا ہے۔

ہمارے اہل وطن تو بڑے خوش ہیں کہ ہم نے پاکستان بچا لیا ہے لیکن جب تک امریکہ پاکستان کے شمالی پہاڑوں پر قبضہ جما کر اپنے فوجی اڈے بنا نہیں لیتا تب تک وہ افغانستان میں چین سے ایک رات بھی سو نہیں سکتا۔ اس کی مجبوری ہے۔ جس طرح اسامہ کا نام لے کر خلافت اسلامیہ افغانستان پر آگ اور آہن کی بارش کی گئی۔ اب یا تو آپ بہ رضا و رغبت جس طرح پہلے آپ فرمانبرداری کر رہے ہیں' اسی طرح فرمانبرداری کرتے جائیں گے کہ جناب علاقہ آپ کے سامنے ہے آپ جو جی چاہے کریں۔ سارا ملک آپ کا ہے ہم تو غلام ہیں آپ کے۔

ملکہ برطانیہ جب یہاں آئی تھی تو ہمارے قومی اسمبلی کے سپیکر انہوں نے جب ملکہ کو سلام کیا تو ساتھ کہا کہ We are all your most obedient servant. کہ ہم تو آپ کے سچے خادم اور غلام ہیں۔ تو اس پر انگلینڈ کے اخبارات میں ایک لطیفہ شائع ہوا تھا کہ وہ جب ملکہ واپس گئی تو اس نے اپنی کابینہ سے پوچھا کہ بھئی مجھے تو بتایا گیا ہے کہ برصغیر کو آزاد کر دیا گیا ہے اور دو ریاستیں بھارت اور پاکستان بن گئی ہیں تو میں تو جب وہاں دورے پر گئی ہوں تو پاکستان والے تو مجھے کہہ رہے تھے کہ ہم آج بھی آپ کے غلام ہیں تو کیا آپ نے انہیں آزادی نہیں دی۔ انہوں نے کہا کہ نہیں جی ہم نے تو انہیں آزادی دے دی ہے۔ تو اس نے کہا کہ پھر انہیں جا کر بتاؤ تو سہی کیونکہ وہ تو آج بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ

انشاء اللہ کبھی مورخ یہ لکھے گا کہ زمین پر ایک یونائیٹڈ سٹیٹ ہوا کرتی تھی جو بکھر گئی اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی

ہم تو آپ کے ہی غلام ہیں۔ اگر آزادی دی ہے تو انہیں جا کر بتا کر بھی آؤ۔ اب اگر وہ غلامی ہم نے ادھر سے ادھر کر لی ہے تو یا تو ہم یہ کہیں گے کہ جناب وہ سامنے ہے آپ اپنی چھاؤنیاں بنائیں۔ پھر اسے کوئی روکے تو چین کو تکلیف ہوگی تو روکتا رہے گا اور اگر ہم کہیں گے کہ جناب ہمارے پہاڑوں پہ آپ مت آیئے تو ہمیں خاموش کرانے کے لئے امریکہ پیسہ بھی دے رہا ہے' اسلحہ بھی دے رہا ہے اور ایمونیشن بھی دے رہا ہے ہندوستانی حکومت کو اور انہوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ جسے آپ آزاد کشمیر کہتے ہیں یہ ہمارا حصہ ہے ہم اس پر کسی وقت بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ تو گویا ہم بچ گئے؟ لاکھوں فرزندان توحید کو ذبح کرا کر ہماری باری بھی آ چکی ہے۔ اتنی دیر کے لئے ہم بچ گئے' جتنی دیر اللہ کے معصوم بندے صرف جرم بے گناہی میں مارے جاتے رہے۔ کیا قصور تھا ان کا کہ اپنے ملک میں' اپنے دین کے مطابق زندہ رہنا چاہتے تھے۔ امریکہ کی تہذیب کو مغرب کی تہذیب کو' اتحادیوں کی تہذیب کو خطرہ پڑ گیا اور اتحادیوں کی تہذیب کیا ہے؟ انسانی تہذیب سے بے گانہ ہو جاؤ تو اتحادی تہذیب میں آ جاتے ہیں۔ بالکل جانوروں کی طرح بن جاؤ' بے لباس رہنا شروع کر دو' پاک ناپاک کی تمیز ہٹ جائے' ماں اور بیٹی کی آبرو کا خیال نہ رہے' حیا اور بے حیائی سے فرق ہٹ جائے' خنزیر کی زندگی اختیار کر لو تو مغرب کی تہذیب آپ نے اپنا لی۔

اسلام کیا ہے؟ انسانی زندگی اور انسانیت کا معیار اختیار کر لو' انسانی ضابطے اپنا لو' اسلام نے جو انسان کیلئے ایک احترام دیا ہے وہ اپنا لو تو آپ مسلمان ہو گئے۔ اللہ کی ذات کو مانو اللہ کے نبی کی عظمت کو پہنچانو' انکے دیئے ہوئے حقوق اور ضوابط کو اپنا لو تو مسلمان ہو گئے تو یہ ٹکراؤ تھا وہ تہذیبوں کا' ٹکراؤ ہے اور ابھی یہ چلے گا۔ مسلمان ختم نہیں ہوں گے' اسلام ختم نہیں ہو گیا۔ یہ خطرہ ابھی باقی ہے اور ابھی وہ راکھ بھی شعلے اگلے گی جسے یہ راکھ سمجھ رہے ہیں۔ افغانستان

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھی آتش فشاں کا دہانہ ہے۔ ذرا امریکہ کو چھاؤنیاں بنا تو لینے دو۔ جو حکومت بنائی ہے اس کو سیٹل ڈاؤن تو ہونے دو۔ اپنی کمپنیاں وغیرہ لے تو آئے یہاں پر' لوٹنا شروع تو کرے۔

جو لوگ بڑی تیزی میں اور بڑی جلدی میں آج نعرے لگا رہے ہیں امریکہ کی فتح کے انہیں کل ہم نے ''ایشیا سرخ ہے'' کے نعرے لگاتے دیکھا جب روس افغانستان میں آیا تھا اس وقت۔ امریکہ نے تو بڑا خرچ کر کے' کھربوں ڈالر خرچ کر کے بندے مروا کے' جہاز ضائع کروا کر' بڑی رات دن بمباری کر کے لینڈ سکیپ پر قبضہ کیا ہے۔ روس نے اس سب کے بغیر قبضہ کر لیا تھا اور وہ کیوں نہیں وہاں ٹھہرا؟ اس نے اتنی مشکل سے قبضہ کیا ہے مگر یہ قبضہ برقرار بھی تو رکھنا پڑے گا۔ ابھی وقت باقی ہے۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ باقی کسے رہنا ہے' حق کو یا باطل کو۔ میرا ایمان ہے' مومن کا ایمان یہ ہے کہ بقا حق کے لئے ہے اور فنا باطل کے لئے ہے۔

یہ سارے مجاہدے' سارے اعتکاف' سارے ذکر اذکار' سارے مراقبات' ساری تسبیحات کا حاصل یہ ہے کہ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ جو پاس ہو اسے اللہ کی راہ میں لٹایا جائے۔ خود خدا نہ بن بیٹھے کہ اپنی مرضی کے فیصلے کرے' اپنی طبیعت سے جہاں چاہے خرچ کرے بلکہ جہاں رب چاہتا ہے وہاں خرچ کرے اور بڑے خوش نصیب ہیں جو اپنی دولت اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کی راہ میں دیتے ہیں' بڑے خوش نصیب ہیں جو اپنا علم اس کی راہ میں لٹاتے ہیں' بڑے خوش نصیب ہیں جو اپنا اقتدار اور طاقت اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں لیکن سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہیں جو اپنی جانیں اس کی راہ میں نچھاور کرتے ہیں۔

قطرہ خون نکل پڑے' ایک کانٹا لگے اور خون جاری ہو جائے تھوڑا سا اپنی جگہ سے نکل کر چل پڑے تو وضو فاسد ہو جاتا ہے۔ کپڑے پر لگ جائے اسے ناپاک کر دیتا ہے۔ لیکن جو اللہ کی راہ میں جان دیتے ہیں' اللہ فرماتا ہے اسے غسل نہیں دینا' نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ شہید کو غسل نہ دیا جائے۔ خون کو دھویا نہ جائے کیونکہ جو پاکیزگی اس کے جسم کے ٹکڑوں کو اس کے خون نے دی ہے وہ پاکیزگی کوئی دوسری مائع نہیں دے سکتی' جس لباس میں وہ شہید ہوا ہے وہی اس کا کفن ہے' لیکن یار! جنازہ تو پڑھا جاتا ہے۔ چودہ کروڑ کے مسلمانوں کے اس ملک میں' اتنے شوقین ہیں کہ بڑے سیاستدانوں کے غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ شاید مرنے والے کو خود نماز آتی بھی تھی یا نہیں لیکن کتنے شرم کی بات ہے کہ کسی نے شہدا کے لئے یہ تکلف نہیں کیا اگر چہ سنت یہ ہے کہ ان شہداء کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی جائے جو بے گور و کفن پیوند خاک ہو گئے۔

انشاء اللہ اگلا جمعہ' جمعۃ الوداع ہے۔ ویسے بھی آپ حضرات جمعۃ الوداع پر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اعلان کر دو کہ ہم جمعۃ الوداع کو شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھیں گے۔ ملک بھر سے جتنے مسلمان آنا چاہیں آ سکتے ہیں ضروری نہیں کہ صرف الاخوان اور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے لوگ ہی آئیں' ضروری یہ ہے کہ جتنے مسلمان آنا چاہیں' جو اس سعادت میں شریک ہونا چاہیں۔ انشاء اللہ العزیز جمعۃ المبارک کو ساڑھے بارہ بجے اس مسجد میں' انہیں احاطوں میں' اسی جگہ پر غائبانہ نماز جنازہ شہدا کی ادا کی جائے گی پھر اس کے بعد جمعۃ المبارک ہو گا۔ کاش اللہ ہمیں بھی وہ دل دیتا' کاش اللہ ہمیں بھی قبول کر لیتا' کاش رب العزت ہمارے گناہ گار وجودوں کو بھی وہ سعادت بخش دے۔

یاد رکھیں ابھی جنگ شروع ہوئی ہے' یہ جنگ بڑھے گی اور نہ صرف افغانستان بلکہ سارا برصغیر اسلامی ریاست بنے گا انشاء اللہ العزیز۔ امریکہ فخر نہ کرے' امریکہ کی اب ٹوٹنے' بکھرنے اور مٹنے کی باری ہے۔ جن کو امریکہ بہت بلند نظر آ رہا ہے انہیں کہو کہ کسی سے نظر مستعار لے لو' ان کی اپنی نظریں ظاہری چمک دمک سے چندھیا چکی ہیں' انہیں کہو کسی فقیر کی نگاہ ادھار لے لو۔ اس میں تمہیں صحیح تصویر نظر آئے گی۔ اب باری امریکہ کی شادیانے بجانے کی نہیں ہے بلکہ ایسے گھاؤ چاٹنے کی ہے جو کبھی مندمل نہیں ہوں گے اور انشاء اللہ کبھی مورخ یہ لکھے گا کہ زمین پر ایک یونائیٹڈ سٹیٹ ہوا کرتی تھی جو بکھر گئی اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹ گئی۔ آنے والا وقت ثابت کر دے گا کہ صحیح اندازہ کس کا تھا اور غلط امیدیں کس نے باندھیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

فتح کیا ہے شکست کسے کہتے ہیں

یوں تو فلسطین میں بھی جہاد ہو رہا ہے لیکن کیا وہاں اسلام کا نام ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ فلسطین سے اگر یہودی چلے گئے تو وہاں اسلام نافذ ہو جائے گا۔ شاید یہ ہو کہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اور ان کی مدد کی جائے تو یہ کار ثواب ہو لیکن اسے جہاد ثابت کرنا مشکل ہے۔ گزشتہ باون برسوں سے کشمیر میں جہاد ہو رہا ہے اور کروڑوں روپے اس قوم نے اس کے لئے چندے دیئے اور لاکھوں خاندانوں کے جگر گوشے وہاں شہید ہوئے لیکن کیا ان کی شہادت سے اگر ہندو کشمیر کو چھوڑ دے تو اس پر اسلام نافذ ہو جائے گا۔ اور اگر اسلام نافذ نہیں ہوگا اور یہی جمہوریت ہوگی جو آزاد کشمیر میں ہے تو پھر اسے بھی جہاد ثابت کرنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ اس کو غلبہ حق اور غلبہ دین کے لئے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے' مسلمانوں کی آپ مدد کر رہے ہیں تو کار ثواب ضرور ہے لیکن جہاد ثابت کرنا آسان نہیں ہے۔

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان ' منارہ 30-11-2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر" o

قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o

قرآن کریم کی ان آیات مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ تو ملک کا مالک ہے۔ تو جسے چاہے اسے حکومت عطا کر دے اور جس سے چاہے اس سے اختیار و اقتدار چھین لے۔ جسے چاہے عزت عطا کر دے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کر دے۔ تمام بھلائیاں تیرے دست قدرت میں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس دفعہ کا رمضان المبارک اس طرح سے آیا کہ ہمیں رمضان المبارک کے فضائل و برکات اور روزے کے احکامات' مسائل اور عبادات پر بات کرنے کا موقع تک نہ ملا۔ اس لئے کہ سوا چودہ سو سال بعد اس رمضان میں اس رمضان کی یاد تازہ کر دی جب 313 میدان بدر میں ایک ہزار کے لشکر جرار کے مد مقابل تھے اور جن کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں یہ عرض کیا تھا کہ بار الٰہی! میں سارے کا سارا اسلام لے آیا ہوں۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات' محاورے اور استعارے نہیں ہوتے آپ جو فرماتے ہیں وہ حق ہوتا ہے۔ ان 313 افراد کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام قرار دیا۔ فرد کا نظریے میں تبدیل ہو جانا' مادی وجود کا ایمان بن جانا غیر معمولی بات نہیں ہے۔ اور عرض کیا بار الٰہی! اگر یہ کھیت رہے' یہ 313 اگر یہاں پر ختم ہو گئے تو قیامت تک کوئی پیشانی تیرے سجدوں سے آشنا نہیں ہو سکے گی۔ یہ سارے کا سارا اسلام ہے۔ اتنی بڑی لمبی گردش کے بعد زمانہ اس جگہ پہنچا کہ آج کے وہ مسلمان جن کے خلوص پر ان کے مخالف بھی ان پر انگلی نہیں اٹھا سکتے' جن کا اللہ کے ساتھ' اللہ کے نبی کے ساتھ اور اللہ کے دین کے ساتھ وہ خلوص ہے کہ ان پر انہوں نے مٹ جانا قبول کیا ہے لیکن اس رشتے کو توڑنا منظور نہیں کیا۔

ہم قومی مسلمان ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ برائے نام مسلمان ہونا بھی کافر ہونے سے کروڑوں درجہ بہتر ہے۔ لیکن ہمارا برائے نام مسلمان ہونا ہمیں وہ خلوص اور وہ لذت عطا ہی نہیں کر سکتا جو اس نے ان لوگوں کو بخشی جنہیں یہ خلوص کی دولت نصیب ہوئی ہے۔

لذت ایں مے بخدا نہ شناسی تا نہ چشی

جب تک ان کیفیات سے کوئی گزرے گا نہیں' ان کی لذت کو کیسے جان سکے گا؟

کیسے عجیب لوگ ہیں کہ جن کے قاتل بھی اس بات کی داد دیتے ہیں کہ مر تو سکتے ہیں لیکن نہ بکتے ہیں نہ جھکتے ہیں۔ ظلم و جور کی

داستانیں صفحہ قرطاس پر ہیں' تاریخ نے چنگیز خان کے مظالم کی فہرست بنائی' ہلاکو کے مظالم کی فہرست بنائی اور اس صدی میں' گزشتہ صدی عیسوی میں ہٹلر کے مظالم کی ایک فہرست بنی۔ مغربی میڈیا نے اور مغربی پراپیگنڈہ نے جاپانیوں کو بڑا ظالم کہا لیکن شاید یہ ساری تاریخ خودساختہ اور غلط تھی۔ اس لئے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ تاریخ کی اساس کیا ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں فرمایا جاتا ہے کہ یہ یُدَوَّنُ مِن اَفْوَاہِ النَّاسِ تاریخ لوگوں کی باتوں سے بنتی ہے۔ لوگوں کی باتوں کو مُدَوَّن کیا جاتا ہے' تدوین کی جاتی ہے۔ لوگوں کی باتوں کو ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے' تاریخ کوئی منزل من اللہ نہیں ہوتی۔

جاپانی بے شک سخت گیر ہوں گے لیکن ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم پھینک کر جتنا ظلم امریکہ نے کیا تھا اس کی مثال نہ ہٹلر بنتا ہے اور نہ جاپانی۔ اتنے قتل نہ ہٹلر کے سر جاتے ہیں اور نہ جاپانیوں کے ذمے ثابت ہوتے ہیں جتنے قتل آناً فاناً' شہری اور مرنجاں مرنج آبادیوں کو آنِ واحد میں ختم کر کے امریکہ نے کر دیا۔ تو تاریخ ہٹلر کو ظالم کہتی ہے' جاپانیوں کو ظالم کہتی ہے لیکن ظلم میں اس وقت امریکہ ان سے بہت آگے تھا۔

آج کی تاریخ بھی کبھی لکھی جائے گی اور اس میں یقیناً ان بے گناہوں کا' ان مجبور قیدیوں کا ذکر آئے گا جنہیں بے گناہی میں اس لئے قتل کر دیا گیا کہ وہ اللہ کا نام لینے سے باز نہیں آتے۔ رومیوں کے اکھاڑے تاریخ کا حصہ ہیں' رومی حکمران اور امراء بیٹھ جاتے اور قیدیوں کو اکھاڑے میں چھوڑ کر ان پر بھوکے درندے' شیر' چیتے' بھیڑیئے' مختلف درندے چھوڑ دیئے جاتے اور نتیجتاً انسان ان کے آگے بھاگتے' وہ کاٹتے' گراتے' چیرتے پھاڑتے' انسان چیختے اور رومی تماشا دیکھتے تھے لیکن افغانستان میں کیا ہو رہا ہے۔ زندوں کو مرواتے تھے رومی' افغانستان میں جنرل عبدالرشید دوستم کی تاریخ کا حصہ ہے کہ اسے سب سے مزے دار جو کھیل پسند ہے وہ یہ

امریکی فوجوں اور شمالی اتحاد نے جو نیا ظلم ایجاد کیا ہے وہ ہے
Dead Body Dance
مردے کا رقص۔

ہے کہ زندہ انسان کی کھال اتروائی جائے اور امریکی فوجوں اور شمالی اتحاد نے جو نیا ظلم ایجاد کیا ہے وہ ہے Dead Body Dance مردے کا رقص۔ بندے کو پکڑ کر اس کی گردن مار دی اور پھر اس کے حلق سے گیلن دو گیلن جتنا ہو سکا اتنا پٹرول اس کے اندر انڈیل کر اسے آگ لگا دی۔ اب وہ آگ مردے کے اندر تک چلی جاتی ہے گیسز بنتی ہیں' وہ اچھلتا' کودتا' تڑپتا ہے' گیس کے فوارے چلتے ہیں اور یہ لوگ باہر کھڑے ہو کر تالیاں پیٹتے ہیں کہ یہ مردے کا ناچ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ تدبیر ہلاکو یا چنگیز یا ہٹلر یا کسی اور بھی ایسے تاریخ کے بدنام ترین شخص کے حصے میں' اس کے ذہن میں آئی ہو کہ اس نے کبھی مر جانے کے بعد کسی مردے کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو۔

ہمارے یہاں اس جنگ سے پہلے بھی تنقید کرنے کا انداز یہ تھا کہ ہمیں طالبان والا اسلام نہیں چاہئے اور یہ بعض دینی جماعتوں کے سربراہوں کے بیانات میں بھی میں نے پڑھا کہ ہمارا اسلام طالبان والا نہیں ہوگا۔ اسلام نہ طالبان سے منسوب ہے اور نہ کسی اور سے اسلام تو قرآن وسنت کا نام ہے اور اسلام صرف اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کا نام ہے۔ طالبان سے یہ غلطی ضرور ہوئی کہ انہوں نے ہمارے والا اسلام...... طالبان کے پاس تو اسلام وہی تھا جو قرآن وسنت کا ہے۔ ہمارا اسلام الگ طرح کا ہے کہ ہم نماز بھی پڑھتے ہیں اور سود بھی کھاتے ہیں' ہمارا اسلام الگ طرح کا ہے کہ ہم حج بھی کرتے ہیں اور ڈاکے بھی ڈالتے ہیں۔ ہمارا اسلام اور طرح کا ہے کہ ہم جھوٹ بھی بولتے ہیں ' ہماری عدالتیں اور قانون غیر اسلامی ہے' ہمارا رہن سہن' اٹھنا بیٹھنا غیر اسلامی ہے' اور ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا اسلام الگ طرح کا ہے۔ ان کے پاس تو سادہ سا اسلام ہے جو قرآن و سنت کہہ دے وہی فیصلہ ہے اور وہی اسلام ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ طالبان کا اسلام ٹھیک نہیں ہے انہیں امریکی حملے کے بعد یاد آیا اس

سے پہلے چار پانچ سال جب طالبان حکومت کرتے رہے اس وقت ان لوگوں کو ان علماء کو اور ان حضرات کو ان دانشوروں کو ان کالم نگاروں کو چاہئے تھا کہ ان کے بارے لکھتے ان کی گرفت کرتے انہیں بتاتے کے یہاں تم غلط کر رہے ہو اور حکم شرعی ایسا نہیں ہے اور اگر وہ اس بات پر ضد کرتے کہ ہم شرعی حکم نہیں مانیں گے اپنا حکم چلائیں گے تو پھر یہ بات تھی کہ وہ اسلام نہ ہوتا۔

میں نے کل ایک مسلمان کا کالم پڑھا 'وہ بڑا ناراض تھا ان لوگوں پر کہ جو ابھی تک یہ جاننے کو تیار نہیں کہ طالبان کو شکست ہوئی ہے میری ذاتی رائے میں یہ سوچ بڑی سطحی ہے۔ یہ نہ امریکہ کی فتح ہے نہ طالبان کی شکست ہے یہ دو نظریوں کی جنگ تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ طالبان ایک نظریے کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور ہم سجدے کی حد تک تو اس نظریے کو مانتے ہیں لیکن حلال وحرام، قربانی یا جہاد تک جانے کو ہم تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنا گھر، اپنے وسائل، اپنا ملک، اپنی قوم، اپنی جان، اپنے بچے، اپنا سب کچھ اس نظریے پر نچھاور کر دیا۔ یہ بات میری نہیں ہے اب امریکن بھی کھل کر اس بات کو بیان کرتے ہیں اور پرسوں وہ کہہ رہے تھے۔ میں ان کا Live پروگرام سن رہا تھا کہ These people were going to destroy our culture all over the world یعنی یہ لوگ، یہ جنگلی سے جو ہیں، یہ داڑھیوں والے، یہ روئے زمین سے ہماری تہذیب کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اصل جنگ اسامہ بن لادن کی نہیں ہے۔ اصل جنگ طالبان اور امریکہ کی نہیں ہے، اصل جنگ دو نظریوں کی جنگ ہے۔ ایک وہ نظریہ جسے لے کر طالبان اٹھے اور ایک وہ نظریہ جو مغرب پوری دنیا پر مسلط کئے ہوئے ہے ہمارے سمیت۔ پاکستان میں بھی شلوار قمیض داڑھی اور پگڑی والے بندے کو غیر مہذب اور تھرڈ کلاس سمجھا جاتا ہے اور کلین شیو اور ٹائی اور مغربی رنگ میں رنگے ہوئے بندے کو مہذب اور شریف آدمی سمجھا جاتا

اصل جنگ اسامہ بن لادن کی نہیں ہے، اصل جنگ طالبان اور امریکہ کی نہیں ہے، اصل جنگ دو نظریوں کی جنگ ہے۔

ہے۔ کسی داڑھی والے بندے کو بس میں کوئی سیٹ دینے کو تیار نہیں ہوتا، دکاندار سودا دینے کو تیار نہیں ہوتا۔ کسی سرکاری دفتر میں چلے جاؤ تو وہ نفرت سے دیکھتا ہے۔ پولیس والے نفرت سے دیکھتے ہیں۔ لیکن اسی بندے کی داڑھی مونڈھ دو اور اسے ٹائی اور کوٹ پینٹ پہنا دو تو وہ جس دفتر میں جائے گا اسے پہلے تو وہ کرسی پیش کریں گے۔ اب جب کہ وہ اپنی تہذیب مسلمانوں میں پھیلا چکے ہیں اور جزیرہ نمائے عرب کے مقدس ساحلوں پر بیچز (Beaches) بن چکے ہیں۔ جب ان کی فوجیں چودہ سو سال بعد حرم پاک کی زمین پر خیمہ زن ہیں اور وہاں خنزیروں کے جہاز (شپ) آتے ہیں جو وہاں سلاٹر کئے جاتے ہیں اور سرزمین حجاز پر بیٹھ کر خنزیر کھائے جاتے ہیں، شراب پی جاتی ہے، جب بیت المقدس کے بعد بیت اللہ کو اپنے نرغے میں لینے کا اور ہڑپ کرنے کا منصوبہ بنا رہے اور اس وقت انہیں ایک کونے سے ایسی آوازیں آنے لگیں کہ لوگ داڑھیاں بھی رکھیں، عورتیں پردے بھی کریں، گانے بجانے بند کر دیئے جائیں۔ فواحشات سے اجتناب کیا جائے، اللہ کی عبادت کی جائے، رزق حلال کھایا جائے۔ اور میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ پورے افغانستان میں جتنا طالبان کے زیر کنٹرول تھا، جو مثالی امن اس عہد میں اس علاقے میں تھا ویسا امریکہ کے کسی ایک شہر میں بھی نہیں۔ برطانیہ کے دارالحکومت میں بھی ویسا مثالی امن نہیں ہے جیسا طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں تھا اور اب وہ علاقہ جب انہوں نے خالی کر دیا، امریکہ اور امریکی اتحادیوں کے زیر اثر ہے......

ہمارے کالم نگار بھائی لکھتے ہیں کہ پہلے طالبان کا اسلام غالب تھا اور اب شمالی اتحاد کا اسلام غالب ہے، دونوں طرف اسلام ہے۔ اس طرح تو کربلا میں بھی دونوں طرف اسلام تھا۔ جو شہید ہوئے وہ بھی اسلام کا دعویٰ رکھتے تھے اور جنہوں نے گردنیں کاٹ کر سر نیزوں پر چڑھائے وہ بھی خود کو مسلمان کہتے تھے۔ خانوادہ

نبوت کے قاتلوں میں سے کون تھا جو خود کو کافر کہتا ہو۔ تو کیا خانوادہ نبوت کے شہید ہو جانے سے اسلام مٹ گیا اور گردنیں کاٹنے والوں کو فتح ہوئی؟ فتح و شکست کے نتائج سامنے ہیں کہ اسلام کو فروغ ملا اور غیر اسلامی حرکات کو مٹنا پڑا۔ اب اگر طالبان سارے بھی شہید ہو جائیں تو کیا اسلام مٹ جائے گا اور مغربی تہذیب پھیل جائے گی؟ ہرگز نہیں!

میرے دانشور اور کالم نگار دوستو!

ابھی تو جنگ شروع نہیں ہوئی اور آپ فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ ابھی جہاد شروع نہیں ہوا، ابھی جنگ شروع نہیں ہوئی، ابھی مرنے والے مر رہے ہیں اور مارنے والے مار رہے ہیں، ابھی شہید ہونے والے شہید ہو رہے ہیں اور قاتل مار رہے ہیں اس لئے کہ طالبان کے پاس کوئی ہوائی فوج نہیں تھی اور امریکہ نے اپنی ایٹمی طاقت تک اس جنگ میں جھونک دی اور پندرہ ہزار پونڈ وزنی جو بم وہاں گرائے گئے ان میں ایٹم بھی موجود ہے۔ صرف آخری ایک بم رہ گیا جو سارے افغانستان کے لئے ایک ہی کافی تھا۔ اس کے بعد جو دوسرے درجے کا ایٹمی بم تھا وہ تو استعمال ہوا وہاں۔ لیکن جہاد ابھی باقی ہے ابھی تو امریکن اب زمین پر پاؤں رکھ رہے ہیں ابھی تو امریکی چھاؤنیاں بنیں گی، تو امریکہ اپنی پسند کے حکمران وہاں لائے گا۔ وہاں بھی اپنے ڈھنگ کے، اپنے طور کے لوگ مسلط کرے گا اور پھر اپنی تہذیب کو وہاں بسانا چاہے گا جس کے مقابلے میں جہاد شروع ہوگا جب دونوں طاقتیں زمین پر ہوں گی تو آپ نے یہ نتیجہ کیسے نکال لیا کہ جہاد شروع ہونے سے پہلے اور جنگ شروع ہونے سے پہلے وہ ہار گئے؟ آج تک امریکہ ان کی جنگی صلاحیت چھین نہیں سکا ان کی فوجی طاقت کو کچل نہیں سکا۔ امریکہ نے چند سو قیدی مار دیئے یا امریکہ نے نہتے شہریوں کا قتل عام کیا۔ جب فوجیں فوجوں کے مقابل آئیں گی، جب امریکہ کے جہازوں کو دوست دشمن تلاش کرنے مشکل ہو جائیں گے، جب فوجیں ایک دوسرے کے اندر اس طرح گھس جائیں گی جس طرح ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، اس وقت پتہ چلے گا کہ کون کتنا لڑ رہا ہے اور وہ وقت بھی آ رہا ہے۔ فتح و شکست کا فیصلہ اس کے بعد ہوگا۔ آپ لکھئے، کالم لکھئے بلکہ جو جی میں آئے لکھئے، شادیانے بجایئے، ہم نے تو یہاں آپ کو ناچتے دیکھا کہ ایشیا سرخ ہے یہ کوئی دور کی بات تو نہیں ہے۔ یہی کالم نگار تھے یہی دانشور تھے جو کیمونسٹ انقلاب کی راہ دیکھ رہے تھے اور سوشلزم کو اس ملک پر مسلط کرنا چاہ رہے تھے اور نعرے لگ رہے تھے کہ ایشیا سرخ ہے۔ تو یہاں تو کسی نے جہاد بھی نہیں کیا۔ یہاں کسی میں اتنا دم بھی نہیں تھا کہ اس قباحت کے مقابلے میں بندوق لے کر یا ہاتھ میں شمشیر لے کر کھڑا ہوتا اس کے باوجود اللہ نے اسے تباہ کر دیا اور آپ ہم جیسے برائے نام مسلمانوں پر، پاکستانیوں جیسے نام نہاد مسلمانوں پر سرخ انقلاب مسلط نہ کر سکے تو یہ تو سیاہ انقلاب ہے، یہ تو سیاہ آندھی ہے۔ یہ سیاہ آندھی ان روشن ضمیروں پر کیسے فتح پا لے گی جن کے دل کی ہر دھڑکن سے پانچ پانچ سو بار اللہ کا نام نکلتا ہے۔

میرے دانشور اور کالم نگار دوستو! ابھی تو جنگ شروع نہیں ہوئی اور آپ فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں۔

دنیا اپنی نظر سے دیکھتی ہے۔ اگر اس نظر سے دیکھا جائے تو کم و بیش چالیس برس لگ گئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون سے مکالمہ اور مقابلہ کرتے۔ چالیس برس تو فرعون ہی غالب رہا۔ اس کی تہذیب ہی غالب رہی، اس کا حکم ہی ملک پر چلتا رہا اور وہ جو اپنے آپ کو خدا منوانے پر مصر تھا، تباہی اس کے حصے میں آئی۔ اگر اس عارضی غلبے کو غلبہ کہا جائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور خود آقائے نامدار ﷺ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنا پڑی اور کفار اور مشرکین مکہ پر قابض ہو گئے لیکن اس پر فتح کے شادیانے بجانا اور ناز کرنا تو زیب نہیں دیتا۔ اس لئے کہ وہی مشرکین اور وہی شہر مکہ تھا اور جب حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو ان میں اتنی بھی سکت نہیں تھی کہ اپنے شہر کا دفاع کر سکیں اور وہی مکہ بغیر کسی

جنگ کے لشکر اسلام کے سپرد کر دیا گیا۔

آپ اتنی جلدی میں کیوں ہیں؟

آپ اتنی جلدی فیصلے کیوں لکھتے ہیں؟ آپ اتنی تیزی میں کیوں ہیں؟ یہ اللہ کا نظام ہے اور اس کے بندوں پر آزمائشیں آتی ہیں اور بڑی شدید آتی ہیں۔ اس لئے کہ ان کا اس سے رشتہ ہوتا ہے اور جن کا ان سے رشتہ نہیں ہوتا ان کا حساب وہ دوسرے وقت پر چھوڑ دیتا ہے۔ امہلھم قلیلا انہیں تھوڑی سی مہلت دے دو' چلنے دو۔ انھم یکیدون کیدا واکید کیدا کافر اپنی تدبیریں کرتے ہیں اپنے پروگرام بناتے ہیں' میرے اپنے پروگرام ہیں فمھل الکفرین امھلھم رویدا کافروں کو تھوڑی سی ڈھیل دے دو' اسے مہلت دے دو' دیکھو کرتے کیا ہیں' کہاں تک جاتے ہیں' ان کی حد کیا ہے؟ لیکن حتمی بات یہ ہے کہ فتح اسلام کی ہوگی۔ یہ طے شدہ بات ہے۔ غلبہ حق کا ہوگا اور مٹنا باطل کا مقدر ہے۔ آج جو امریکہ کی فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں وہ میری اس بات کو لکھ لیں کہ ہم انشاء اللہ اسی امریکہ کو ٹوٹ کر بکھرتا ہوا دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔ آپ کیوں گھبرا رہے ہیں۔ آپ کو کیا جلدی ہے کہ اتنی جلدی فیصلے کرنے پر تل گئے۔

روس اگر مرا' روس کا پیٹ پھٹا تو اس کا صرف اتنا نقصان ہوا کہ اس نے جو ریاستیں باہر سے ہڑپ کر رکھی تھیں وہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکل گئیں لیکن امریکہ تو ہے ہی ریاستوں کا مجموعہ اور انشاء اللہ اس کی ہر ریاست الگ ہوگی اور ہر ریاست کے ہر شہر میں ان کی اپنی گوروں اور کالوں کی لڑائی ہوگی اور جو بچیں گے وہ کلمہ بھی پڑھیں گے۔ ان بے قصوروں نے اور ان بے گناہوں نے جنہیں صرف اس لئے ذبح کیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کا نام لیتے ہیں۔ جن کی عزتیں اس لئے لوٹی جا رہی ہیں کہ وہ بچیاں مسلمان ہیں۔ جن کے گھر اس لئے جلائے جا رہے ہیں کہ مغربی تہذیب کے لئے راستہ صاف کیا جائے ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔

کربلا میں تو قصہ ختم ہو گیا تھا۔ 72

آج جو امریکہ کی فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں وہ میری اس بات کو لکھ لیں کہ ہم انشاء اللہ اسی امریکہ کو ٹوٹ کر بکھرتا ہوا دیکھیں گے۔ انشاء اللہ۔ آپ کیوں گھبرا رہے ہیں۔ آپ کو کیا جلدی ہے کہ اتنی جلدی فیصلے کرنے پر تل گئے۔

آدمی تھے وہ دفن کر دیئے گئے لیکن ان کا خون' ان کے مدفن' ان کی قربانیاں ابھی تک اللہ کے دین کو جلا دے رہی ہیں۔

ایک سوال مجھ پر کسی نے کیا کہ جہاد ہے کیا؟ اس فتویٰ کے اعتبار سے تو غلطی اہل حق کے حصے میں آتی ہے۔ جہاد کا سادہ سا مفہوم ہے کہ جو کوشش بھی آپ ظلم کو ہٹانے اور غلبہ حق کے لئے کریں گے وہ جہاد ہے۔ اس میں آپ فاتح ہیں یا مفتوح' اس میں آپ اقتدار چھین لیتے ہیں یا اپنی جان ہار جاتے ہیں لیکن بات جہاد کی صرف اتنی ہے کہ مقصود غلبہ حق ہو۔ بدر میں جہاد دیکھ لیں غلبہ حق کے لئے ہے' احد میں دیکھ لیں' غزوات نبوی میں دیکھ لیں اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں دیکھ لیں' غلبہ حق کے لئے ہے اور حکم ہے قرآن کا حتی لا تکون فتنۃ' ویکون الدین کلہ للہ اس وقت تک جہاد کرتے چلے جاؤ کہ روئے زمین پر کوئی فساد باقی نہ رہے اور ویکون الدین کلہ للہ روئے زمین پر سارا دین اللہ کا ہو جائے' حاکمیت اللہ کی قائم ہو جائے اور مخلوق اللہ کے در پر جھکے' بندے بندوں کے در سے اور بندوں کی حکومتوں سے آزاد ہو جائیں۔ اس اعتبار سے ہماری یہ جو خانہ جنگی آپس میں ہے' یہ شیعہ ہے اسے قتل کر دو' یہ سنی ہے اسے گولی مار دو' یہ دیوبندی ہے اسے مار دو' یہ بریلوی ہے اسے مار دو یہ جہاد نہیں ہے۔ نہ بریلوی کا غلبہ جہاد ہے نہ دیوبندیوں کی جیت جہاد ہے' نہ شیعوں کی جیت جہاد ہے اور نہ سنیوں کی جیت جہاد ہے۔ یہ سارا فساد ہے جہاد کے نام پر کیونکہ کہیں بھی غلبہ حق مقصود نہیں ہے۔

اللہ نے دو آزادیاں ہر متنفس کو دی ہیں۔ ایک' اسے زندہ رہنے کا حق ہے اور بغیر اللہ کے حکم کے اس کی جان لینا ظلم ہے اور اس کا جواب قیامت کو دینا پڑے گا۔ شرعی عدالت ہو اور وہ کسی کے قتل کا فیصلہ شریعت کے مطابق نہ کرے تو وہ قتل ہوگا یا باطل کے لئے کوئی کھڑا ہو جائے اور دوسری طرف احقاق حق کے لئے لڑ رہا ہو تو مقابل کا قتل جائز ہوگا اور یہ جہاد ہوگا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اب اس ضمن میں ہم دیکھیں تو یوں تو فلسطین میں بھی جہاد ہو رہا ہے لیکن کیا وہاں اسلام کا نام ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ فلسطین سے اگر یہودی چلے گئے تو وہاں اسلام نافذ ہو جائے گا۔ شاید یہ ہو کہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اور ان کی مدد کی جائے تو یہ کارِ ثواب ہو لیکن اسے جہاد ثابت کرنا مشکل ہے۔ گزشتہ باون برسوں سے کشمیر میں جہاد ہو رہا ہے اور کروڑوں روپے اس قوم نے اس کے لئے چندے دیئے اور لاکھوں خاندانوں کے جگر گوشے وہاں شہید ہوئے لیکن کیا ان کی شہادت سے اگر ہندو کشمیر کو چھوڑ دے تو اس پر اسلام نافذ ہو جائے گا۔ اور اگر اسلام نافذ نہیں ہوگا اور یہی جمہوریت ہوگی جو آزاد کشمیر میں ہے تو پھر اسے بھی جہاد ثابت کرنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ اس کو غلبہ حق اور غلبہ دین کے لئے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں! مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے مسلمانوں کی آپ مدد کر رہے ہیں تو کارِ ثواب ضرور ہے لیکن جہاد ثابت کرنا آسان نہیں ہے۔

افغانستان میں جو ہو رہا ہے کہ کسی ظالم و مظلوم کی بات نہیں، خالصتاً غلبہ دین کے لئے جنگ ہو رہی ہے اور دین ہی کو مٹانے کے لئے مغربی طاقتیں اپنا سارا زور صرف کر رہی ہیں۔ وہاں آپ فتویٰ دیتے ہیں کہ جہاد نہیں ہے اس لئے کہ امریکہ طاقتور ہے تو مکے والے کمزور تھے جب محمد ﷺ بدر میں تشریف لائے۔ جب قیصر روم کو صحابہ کبارؓ نے لکھا ... جب قیصر روم کے مقابلے میں زید بن حارثہ کا لشکر محمد رسول اللہ ﷺ نے تیار کیا تو کیا قیصر کمزور تھا اور مدینہ کی سلطنت طاقتور تھی؟ کسریٰ و ایران کمزور تھا اور عرب کے خانہ بدوش بدو طاقتور تھے۔ مولانا، جہاد کمزور اور طاقتور کی شناخت نہیں کرتا، جہاد حق اور باطل کو الگ کرتا ہے۔ احقاق حق کیلئے باطل کے مقابلے میں کھڑا ہو جانا اور آپ تاریخ کو چھوڑ دیجئے، قرآن کو کھول کر دیکھئے تو اللہ فرماتا ہے۔ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ کتنی ہی محدود اور تھوڑی سی جماعتوں نے اللہ کی مدد سے بڑے بڑے لشکروں پر فتح پائی۔

آج آپ مجھے پاگل لکھئے، آپ آج مجھے بیوقوف کہئے، لیکن وقت آرہا ہے جب میں آپ کو دکھاؤں گا کہ بے وقوف کون تھا؟

3 لاکھ رومیوں کے مقابلے میں 30 ہزار صحابہ کرام کا لڑنا، طاقت کا توازن کس طرف ہے؟ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ تین لاکھ میں سے چند سو بھی بچ کر نہیں جاسکے اور تیس ہزار میں سے چند سو شہید ہوئے۔

حضرات گرامی! اس عہد میں اگر جہاد ہے تو صرف مغرب کی کافرانہ تہذیب، مغرب کا کفر اور مغرب کی بے حیائی کو روک کر اس کے مقابلے میں دین برحق کے احیاء کا نام جہاد ہے، اس بات کو چھوڑ دیجئے کہ کس کے پاس کتنی طاقت ہے، طاقت صرف اللہ کے پاس ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ روس کے پاس بھی ایٹم بم کم نہیں تھے اور اب بھی اس کے پاس موجود ہیں۔ لاؤ لشکر بھی اس کے کم نہیں تھے اور اس نے بھی افغانوں پر اور افغانستان پر حملہ کر کے قابو کر لیا تھا اور جو جماعتیں لڑتی رہیں ان میں شہید ہونے والے جذبہ اسلام سے شہید بھی ہوئے اور یہی وجہ طالبان کے کھڑا ہونے کی تھی کہ روس کے جانے کے بعد کوئی جمہوری حکومت انہوں نے قبول نہ کی اور انہوں نے نفاذ اسلام کر ڈالا۔ ہاں! یہ بات درست ہے کہ وہ فرشتے نہیں ہیں۔ ان میں سارے لوگ اس پائے کے عالم بھی نہیں ہیں۔ اکثریت عوام کی تھی۔ تو بعض غیر ضروری چیزوں پر اتنا زور دیا گیا جو نہیں دیا جانا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ اسلام ایک ترتیب سے چلتا ہے۔ فرائض کو اولیت حاصل ہوتی ہے، حلال و حرام کو اولیت حاصل ہوتی ہے اور اس کے بعد منکرات اور اس کے بعد مستحبات اور منکرات آتی ہیں۔ تو یہ ضرور ہوا کہ انہوں نے بعض معمولی معمولی باتوں پر اتنا Insist کیا جتنا فرائض پر کیا جانا چاہئے تھا اور جس کے نتیجے میں لوگوں نے اسلام کو مشکل سمجھنا شروع کر دیا۔ یہ دین کی خدمت نہیں بلکہ دین سے لوگوں کو بھگانا اور لوگوں کو بیزار کرنے کا کام تھا لیکن یہ حکومت کی پالیسی نہیں تھی اس لئے، کہ حکومت کو تو کسی نے Establish ہونے نہ دیا، حکومت کی پالیسی تو یہ تھی کہ اب تعلیمی ادارے بن رہے تھے، سڑکیں بن رہی تھیں۔ اس بھوک

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور افلاس میں بھی Development ہو رہی تھی' چوری چکاری ختم ہوگئی' لوٹ مار ختم ہوگئی' مثالی امن قائم ہو گیا اور پہلی بار تاریخ میں افغانوں سے کسی نے اسلحہ جمع کر لیا اور پورا افغانستان بغیر اسلحہ کے نظر آتا تھا زندگی میں پہلی بار یہ چار پانچ سال جو طالبان کی حکومت کے گزرے یہ افغانستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ افغانوں نے اپنا اسلحہ' اپنے ہتھیار رضا کارانہ طور پر جمع کروا دیئے اس لئے کہ اس کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی' کوئی بدامنی نہیں تھی اور سارے امن و امان کی ذمہ دار حکومت تھی۔ آج پھر وہی افغانستان ہے جس میں امریکی دانشور بھی ہیں' امریکی فوجیں بھی ہیں' برطانوی دانشور بھی ہیں' برطانوی فوجیں بھی ہیں' ہندوستان کے راہنما بھی وہاں موجود ہیں اور ہندوستان کی فوجیں وہاں پہلے سے موجود تھیں۔ باقی دنیا کی افواج اور لاؤلشکر بھی موجود ہیں اور ساری دنیا کے دماغ بھی وہاں موجود ہیں لیکن کسی ایک جان کی حفاظت کا ذمہ لینے کو کوئی تیار نہیں ہے۔ خود امریکی صحافی ' غیر ملکی صحافی ' برطانوی اور مغربی صحافی لوٹے اور قتل کئے گئے۔

ہمارے ہاں' ہم نے اپنے ملک کا نام تو پاکستان رکھ لیا لیکن ہمارا اسلام یہ ہے کہ آج بھی ہمارے کلبوں اور ہوٹلوں میں شراب عام پیش کی جاتی ہے' عیاشی کے لئے خواتین اور لڑکیاں پیش کی جاتی ہیں اور اب لڑکیاں ہی نہیں' نوعمر لڑکے بھی سپلائی کئے جاتے ہیں۔ اب اس سب کے باوجود جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں طالبان کا اسلام تو بڑا مشکل ترین اور بڑا نا قابل قبول لگے گا' اس پر تو سارے کالم نگار خوش ہیں ناں۔ ان لڑکوں کے خلاف ایک پولیس سب انسپکٹر نے چھاپے مارے راولپنڈی میں اور کچھ پکڑے اور چالان کئے اس شریف آدمی نے داڑھی بھی رکھی ہوئی تھی سنت کے مطابق اس تھانیدار کا نام بھی انہوں نے طالبان رکھ دیا۔ آپ نے بھی شاید اخبار میں اس کے بارے میں پڑھا ہو۔ بڑے چرچے ہوئے اور اس کا نام بھی

آج اگر طالبان کی قربانیاں ان بے ضمیر مسلمانوں میں کوئی ضمیر کی رمق پیدا کر دیں تو یہ گھاٹے کا سودا تو نہیں ہے۔

طالبان رکھ دیا گیا۔ طالبان تھانیدار۔ میری نظر سے نہیں گزرا کہ اس ایک آدمی کے علاوہ کسی کو پولیس' کسی سرکاری ادارے' کسی دانشور' کسی صحافی' کسی قلم نگار نے اس پر احتجاج کیا ہو اور یہ آج بھی ہو رہا ہے۔ آج بھی ماؤں کے بیٹے سمگل ہو رہے ہیں جو مڈل ایسٹ میں اونٹوں کی ریس کے کام آتے ہیں۔ آج بھی عزت دار گھرانوں کی بچیاں اٹھا کر بیچی جا رہی ہیں' آج بھی قہوہ خانے آباد ہیں اور آج بھی اسلام آباد سے یہ خبر آتی ہے کہ ایک بیوہ ماں کی دونو جوان بیٹیاں قحبہ گری پر تیار نہ ہوئیں تو انہیں اتنا تنگ کیا گیا کہ وہ گھر چھوڑ کر' بھاگ کر ہوٹل میں جا کر ٹھہریں اور ان کے پیچھے پولیس بھی گئی۔ اس خاتون کے ساتھ جو عورتیں سپلائی کرتی ہے اس کے ساتھ پولیس بھی گئی' ایک تھانیدار صاحب' اے ایس آئی کا فوٹو بھی اخبار میں تھا جن کی موچھیں بھی صاف تھیں اور بڑے انگریز نظر آتے تھے۔ اس نے انہیں تیسری منزل سے دھکے دے دے کر نیچے پھینک دیا۔ کیا اس لئے کہ تم پیشہ کیوں نہیں کرتی ہو۔ ان کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں' ان کے بازو ٹوٹ گئے' ان کے سر پھٹ گئے اور ان کے خلاف خودکشی کا پرچہ بھی ہو گیا۔ یہ کہاں ہوا؟ پاکستان تو ایک وسیع ملک ہے جس کا تو چپہ چپہ پاک ہے پھر اس میں ایک اور روشن جگہ ہے جسے اسلام آباد کہتے ہیں جہاں سارا اسلام ہی اسلام آباد ہے جہاں آبادی بے شمار ہے اور اسلام کا نام کوئی نہیں ہے۔ یہ واقعہ بھی اسلام آباد میں ہوا اور کیا کسی صدر' کسی پریزیڈنٹ' کسی گورنر' کسی آئی جی' کسی ڈی آئی جی' کسی کمشنر' کسی یہ نئے عہدیدار کسی ناظم نے نوٹس لیا؟ اگر نہیں تو پھر یقیناً ہمارا اسلام اور ہے اور طالبان کا اسلام اور ہے۔ طالبان کی حکومت میں تو اس طرح کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اگر اس اسلام کے ساتھ ہم جی رہے ہیں تو یہ جسے آپ اسلام سمجھتے ہیں جس میں مسلمان سود کھانے پر مجبور ہوں' جس میں مسلمان انگریز کے بنائے ہوئے قانون کے فیصلوں کے تحت

پھانسی پر لٹکائے جاتے ہوں' جس میں انگریزی قانون پہ عدالتیں عمل درآمد کرتی ہوں' جس میں سیاست ساری امریکہ اور برطانیہ کی چلتی ہو' آپ کا یہ اسلام وہی اسلام ہے جو کوفے والوں کا تھا اور طالبان کا اسلام وہ اسلام ہے جو حضرت حسینؓ اور ان کے رفقائے کار کا تھا۔ اس لئے آپ کو وہ اسلام پسند نہیں ہے۔ آپ بڑے خوش ہیں' آپ اس میں بڑا فخر کر رہے ہیں کہ مغرب جیت گیا اور کیوں نہ کریں' ہمارے یہاں ایک چیف منسٹر ہوا کرتے تھے' بڑے نامور' چونکہ وہ چیف منسٹر تھے اس لئے TV والے بھی ان کے خاندان کی قدر کرتے تھے۔ ان کی بیٹی تھرک تھرک کرتی ہوئی ناچا کرتی تھی اور گایا کرتی تھی تو وہ بڑے فخر سے بتاتے تھے کہ یہ میری بیٹی ہے اور جب وہ منسٹری سے گئے تب اس کے بعد وہ ریچھ نما بیٹی بھی ہم نے TV پر نہیں دیکھی۔ تو جن کا اسلام یہ ہے کہ باپ بیٹی کو نچا کر فخر کرتا ہے' جن کا اسلام یہ ہے کہ بیٹیاں گانے گاتی ہیں اور لوگ تالیاں بجاتے ہیں اور اس کا سینہ فخر سے تن جاتا ہے کہ یہ میری بیٹی ہے' تف ہے تمہارے اوپر اور تمہارے اس برائے نام اسلام پر۔

میں کراچی میں تھا تو ایک نو مسلم غالباً سویڈن کا تھا یا کسی سکنڈے نیوین کنٹری کا تھا مجھے یاد نہیں ہے اور ان تبلیغ والے ساتھیوں کے ساتھ اسلام قبول کرے .... اب پھر یہ تھوڑا سا آگے بھی بڑھاتے ہیں بندے کو چلہ لگاؤ اور وقت دو اور یہ کرو' وہ کرو تو کھینچ کھوچ پر اسے بھی لے آئے' کلمہ تو غریب غلطی سے پڑھ بیٹھا لیکن اسے کھینچ کر لے آئے۔ کراچی آئے' مسجد میں گیا جوتے اتار کر' واپس آیا تو جوتے غائب۔ اس نے کہا کہ بھئی میں باز آیا۔ آپ اپنا اسلام رکھیں' میں کافر ہی ٹھیک ہوں میرے کفر میں ساری زندگی کسی نے میرے جوتے نہیں چرائے۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ وہاں سے واپس چلا گیا۔

اور اب میں کل اخبار میں فوٹو دیکھ رہا تھا کہ شمالی اتحاد کے سپاہی' شہدا' کے پاؤں سے

مسجد میں گیا جوتے اتار کر' واپس آیا تو جوتے غائب۔ اس نے کہا کہ بھئی میں باز آیا۔ آپ اپنا اسلام رکھیں' میں کافر ہی ٹھیک ہوں

بوٹ اتار کر' جوتے جمع کر رہے ہیں۔ ایک تصویر ہمارے اخباروں کی زینت تھی کہ کسی کے منہ سے سونے کا دانت ایک نعش کے منہ سے نکالا جا رہا ہے' آپ نے بھی دیکھی ہوگی۔ حالانکہ خالص سونے کے دانت نہیں بنتے' وہ سنہری ضرور ہوتے ہیں لیکن ہوتا پیتل سا ہے اس کے اوپر سونے کی پالش ہوتی ہے' خالص سونا دانت نہیں بنا سکتا اور نہ خالص سونے کے دانت کوئی بنواتا ہے۔ اب ایک پیتل کا ایک اتنا سا ٹکڑا کسی نے اتار لیا تو کیا وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو کھاتا رہے گا۔ یہ بھی اسلام ہے اور وہ بھی اسلام ہے پتہ نہیں کس ماں کا جگر گوشہ تھا' اور کس زمین پر اس نے جنم لیا' کن لوگوں میں پلا بڑھا اور کہاں سے چل کر دین اسلام کے احیاء کے لئے اس نے قربانی کہاں جا کر دی۔ کتنی لاشیں اس قید خانے سے جن کے اعضاء بکھر گئے تھے اور عجیب بات ہے کہ بکھر کر بموں سے اڑ کر جو دور جا گرے تھے باہر' ان کے بازو بھی رسیوں سے باندھے ہوئے تھے۔ اب اسے آپ تہذیب کہتے ہیں' اسے آپ مہذب قوم کہتے ہیں۔ لیکن تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ یہ گردش دوران کا پہیہ ہے اور یہ چلتا رہتا ہے۔ اب اگر کفر نے اسلام کو مٹانے کا تہیہ ہی کر لیا ہے تو اسلام کو مٹنا نہیں ہے' اس کو غالب ہونا ہے۔ ہم تو صرف اپنے لئے فیصلے کر رہے ہیں۔ آج اگر ہم اس پر خوش ہیں کہ ہم کفر کے حق میں لکھیں گے' کفر کے حق میں نعرے لگائیں گے' امریکہ ہم سے خوش ہوگا تو اپنی پسند کی بات ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ کل میدان حشر میں آپ کو بھی' ان لوگوں کو بھی جو بش کی فتح پر خوش ہیں انہیں بش کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔ اور جو لوگ آج کل نقصان اٹھا رہے ہیں' گھاٹا اٹھا رہے ہیں' مار کھا رہے ہیں لیکن اللہ کے دین کے ساتھ کھڑے ہیں انہیں انشاء اللہ لوائے حمد کے نیچے محمد الرسول اللہ ﷺ کے قدموں میں کھڑا ہونا ہوگا۔ انتخاب ہر ایک کا اپنا ہے' ہم فیصلہ نہیں کر سکتے' اپنے لئے چن رہے ہیں صرف۔ فیصلہ وہی کرے گا اور اس کا فیصلہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے جاء الحق و زھق باطل ان الباطل کان زھوقا حق آیا اور باطل کو مٹنا ہے مٹ جائے گا اس لئے کہ باطل کا مقدر ہی مٹنا ہے۔ آج نہ سہی دس دنوں بعد سہی' دس مہینے بعد سہی' دس سال بعد سہی لیکن غلبہ دین حق کا ہوگا' یہ خلافت جاری رہے گی' مسلمانوں کی اور اسلام کی حکومت بنے گی اور انشاء اللہ العزیز نہ صرف افغانستان میں' فکر نہ کرو آپ کو لاہور میں بھی ملے گی۔ آپ کے لاہور سے گزر کر دہلی تک بھی جائے گی اور میں تو اسے برما اور ہانگ کانگ کی سرحدوں تک دیکھتا ہوں' آپ کیوں گھبراتے ہیں۔ اس لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشمیر کا ذکر نہیں کیا' پنجاب یا پاکستان کا ذکر نہیں فرمایا' بھارت کا ذکر نہیں فرمایا' فرمایا غزوۃ الہند' پورا برصغیر اس کی لپیٹ میں آئے گا اور انشاء اللہ سارے علاقہ پر دین اسلام کی حکومت قائم ہوگی۔ آج آپ مجھے پاگل لکھئے' آپ آج مجھے بیوقوف کہئے' لیکن وقت آرہا ہے جب میں آپ کو دکھاؤں گا کہ بے وقوف کون تھا؟ بے وقوف وہ ہے جسے اللہ کی طاقت پر بھروسہ نہیں ہے۔ بے وقوف وہ ہے جسے محمد الرسول اللہ ﷺ کی رسالت پر یقین نہیں ہے۔ بے وقوف وہ ہے جسے اسلام کی حقانیت پر اعتبار نہیں ہے اور بے وقوف وہ ہے جو سمجھتا ہے حق مٹ جائے گا۔

آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں' قرآن آخری کتاب ہے اور اسلام آخری دین ہے' اسے مٹنا نہیں ہے' اسے جاری رہنا ہے اور مٹنا کفر کا مقدر ہے۔ انشاء اللہ العزیز' وہی لوگ سرخرو اور سربلند ہوں گے جو دین حق کا ساتھ دیں گے۔ کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا تو دعا تو کر سکتا ہے۔ یہ مذاق اڑانا کہاں کی شرافت اور کون سی مسلمانی ہے؟ اور یہ آپ کی آزادی اور آپ کا یہ ملک' یہ آپ کی کوششوں کا ثمر نہیں ہے' میری کوششوں کا ثمر نہیں ہے' یہ ان شہداء کا احسان ہے ہم پر جو انگریزوں کی آمد سے میدان جہاد میں اترے اور انگریز کے جانے تک لڑتے رہے۔ ایک ایک کر کے لڑتے رہے' جماعتیں بن کر لڑتے رہے۔ یوں تو بالاکوٹ میں بھی سید احمد شہیدؒ کو شکست ہوگئی تھی اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کو۔ لیکن کیا وہ اسلام کی شکست تھی یا وہ مسلمانوں میں اجتماعیت کا ایک شعور پیدا کر گئے؟

آج اگر طالبان کی قربانیاں ان بے ضمیر مسلمانوں میں کوئی ضمیر کی رمق پیدا کر دیں تو یہ گھاٹے کا سودا تو نہیں ہے:

کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا
لاکھوں ستارے ڈوبتے ہیں تب

سورج نکلتا ہے۔ تب صبح ہوتی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اسلام کا سورج بلند کرنے کے لئے اپنی جانیں جان آفرین کے سپرد کر رہے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو پھٹے ہوئے سینوں اور خون آلود دامنوں کے ساتھ کل بارگاہ نبوت میں اور اللہ کی عدالت میں کھڑے ہوں گے وہ کتنے خوش نصیب لوگ ہیں۔ خوش بخت ہیں وہ مائیں اور خوش قسمت ہیں وہ باپ جن کے وہ جگر گوشے ہیں۔

فیصلہ کرنے میں جلدی مناسب نہیں ہے۔ ضرور لکھئے لیکن فیصلہ نہ لکھئے۔ اپنی رائے ضرور لکھئے۔ فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے اور انشاء اللہ غلبہ حق کا فیصلہ ہوگا کہ یہ فیصلہ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ٥ اور اللہ سے اگر یہ عرض کیا جائے کہ اے بار الہا پھر تو کس کو عزت دے گا' کس کو ذلت دے گا کہ عزت اور ذلت تیرے اختیار میں ہے۔ فرماتا ہے' وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ عزت میری عظمت کے لئے ہے۔ عزت میرے حبیب ﷺ کے لئے ہے اور عزت میرے ایماندار بندوں کیلئے ہے۔ فیصلے تو لکھنے والے نے لکھے اور اسے زیبا ہے کہ وہ خالق کائنات ہے' ہر چیز پر قادر ہے' وہ فیصلہ لکھ سکتا ہے۔

تو میرے کالم نگار بھائیو! تمہاری حیثیت' تم تو چند لفظ لکھ کر چار ٹکے لے کر گزارہ کرنے والے لوگ ہو۔ میں تمہیں کالم نویس' کالم نگار نہیں سمجھتا' اس طرح کے لکھنے والوں کو میں قلم فروش سمجھتا ہوں۔ تمہیں تو سیاہی بیچ کر' حروف اور الفاظ بیچ کر کچھ ڈالرل جائیں گے' تم کیا جانو کہ اپنی رگِ جاں کے خون سے جو کلمہ حق لکھتے ہیں وہ کون لوگ ہوتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں ان لوگوں کے ساتھ رکھے جو حق پر ہیں اور ہمیں باطل سے دبنے سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

جعلی کرنسی

پروفیسر حافظ عبدالرزاق

یہ وسیع کائنات جس میں مخلوق کی اتنی قسمیں ہیں جو شمار میں نہیں آ سکتیں یہ از خود وجود میں نہیں آ سکتی' اس کا کوئی خالق ضرور ہے۔ پھر صدیوں سے جو اس کا نظام چل رہا ہے اور جس باقاعدگی سے چل رہا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ لازماً کوئی مدبر کائنات بھی ہے جو نہایت قادر اور حکیم ہے جو اس خوبی سے یہ نظام چلا رہا ہے۔

اس نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔

ایک قسم مخدوم ہے دوسری خادم اور یہ جو مخدوم ہے اس کو شعور بھی دیا اور اس میں اس کی اہمیت بھی رکھی کہ اس راز کو سمجھ سکے۔ اس نے جسے مخدوم بنایا اس کو یہ راز یوں بتایا کہ **وسخر لکم مافی السموت و مافی الارض جمیعا منہ**۔ یعنی جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کا سب تیری خدمت کے لئے ہے اور جسے مخدوم بنایا اس کا مقصد تخلیق بتاتے ہوئے اس سے پہلے کی ایک مخلوق کو اس کے پیدا کرنے سے پہلے بتایا کہ **انی جاعل فی الارض خلیفۃ** کہ میں کرہ ارض پہ ایک نائب بنانے والا ہوں۔ اس مخلوق کا نام انسان ہے اور اس کے اس منصب کی وجہ سے اس کو اشرف المخلوقات کہتے ہیں۔ ہاں تو نائب وہ ہوتا ہے جو اصل حاکم کا قانون اپنی ذات پر اور اس کی رعایا پر نافذ کرے۔ لفظ خلیفہ یا نائب سے اس حقیقت کا اظہار بھی ہے کہ لفظ انسان کا اطلاق صرف اس پر ہوتا ہے جس میں یہ دونوں بنیادی خصوصیات موجود ہوں یعنی اپنے خالق کا قانون اپنی ذات پر بھی نافذ کرے اور ان پر بھی جو اس کے دائرہ اختیار میں ہوں۔ اگر ایسا نہیں تو وہ انسان نہیں بلکہ انسان نما حیوان یا ڈنگر ہے ہاں اس مخلوق میں سے جو اعلیٰ درجے کا شعور رکھنے کے مدعی ہیں انہوں نے اس کے دو نام رکھے ہیں اول **Social animal** (سوشل اینیمل) دوم حیوان ناطق۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مخلوق کو جس کا حقیقی نام انسان ہے اس کو اپنا مقصد تخلیق پورا کرنے کا طریقہ اور سلیقہ کون سکھائے گا۔ تو اس کا جواب خود خالق نے ایک اور انداز میں دیا۔ فرمایا **وما خلقت الجن والانس الالیعبدون** کہ میں نے جنوں اور انسان کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔ معلوم ہوا کہ انسان کا مقصد تخلیق صرف عبادت ہے مگر عبادت کے لفظ کے ساتھ انسان نے جو مفہوم چسپاں کر دیا ہے اتنا محدود اور ناقص ہے کہ ذہن یہ بات قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس ذریعے سے وہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ عبادت کا مطلب ہے عبد شدن یعنی غلام بن جانا اور غلام وہ ہوتا ہے جس کا نہ تو اپنا ارادہ ہوتا ہے نہ اپنی پسند بلکہ وہ سارے کا سارا مالک کا ہوتا ہے۔ تو عبادت کا مفہوم بالکل سادہ سا ہے کہ زندگی بھر میں صرف وہ کام کر جو میں کہوں یعنی تیرا بولنا' اٹھنا' بیٹھنا' سونا' جاگنا' کھانا' پینا' کمانا' خرچ کرنا' جمع کرنا' میل جول' دوستی' دشمنی' جنگ' صلح ہر کام میرے کہنے کے مطابق ہو۔ یہ ہے عبادت۔ اب آپ غور فرمائیں کہ اگر انسان صحیح معنوں میں اپنے خالق کی عبادت کرے یعنی صرف وہی کرے جو خالق کہے تو کیا اس کا مقصد تخلیق کما حقہ پورا نہیں ہو سکتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون بتائے کہ خالق نے کیا کہا ہے جو کرنا ہے۔ تو اس کے لئے خالق نے جب انسان کو کرہ ارض پر بسایا اسی روز سے یہ نظام چلایا کہ انسانوں میں سے ایک برگزیدہ انسان کا انتخاب کر لیا۔ اس کو سارا پروگرام بتایا اور اس کی ڈیوٹی لگائی کہ دوسرے انسانوں تک میری باتیں پہنچاؤ اور میری باتوں پر عمل کرنے کا طریقہ سکھاؤ ایسے انسانوں کے لئے نبی یا رسول کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ روز اول سے چلا آیا حتیٰ کہ خالق کا آخری نمائندہ یعنی آخری رسول محمد ﷺ کے نام سے آج سے چودہ صدیاں پہلے ایک عرب میں مبعوث ہوا اور خالق نے اس سے اعلان کرایا کہ **یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** یعنی اے بنی نوع انسان میں تم سب کے لئے رسول بنا کے بھیجا گیا ہوں۔ اور اسے خالق نے اپنی آخری کتاب ہدایت عطا کر دی اور اس آخری نمائندے کے ذمہ خالق نے چار ڈیوٹیاں لگاتے ہوئے ارشاد فرمایا **یتلوا علیھم ایتہ** یعنی میری تعلیمات میرے بندوں تک پہنچائے' چنانچہ اس نے پہنچانے' ان کو جمع کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کے لئے ایسے عظیم انسان تیار کئے جنہوں نے ڈیوٹی ادا کرنے کا حق ادا کر دیا۔ آج چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود یہ وہی ہے جس حالت میں اس عظیم نمائندے کے شاگرد یہ امانت دنیائے انسانیت کو دے کر گئے۔ اس کے کسی حرف چھوڑ کسی حرکت میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ دوسری ڈیوٹی **ویزکیھم** یعنی ان کا تزکیہ کرے۔ تزکیہ کا صحیح

www.naqshbandiaowaisiah.com

مفہوم یہ ہے کہ ان کو انسان بنانے اور اس نے ایک اجڈ قوم کے افراد کو انسان بنانے میں وہ کمال دکھایا جس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ چنانچہ ایک اہل نظر نے اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

درفشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

تیسری اور چوتھی ڈیوٹی ویعلمھم الکتب والحکمۃ یعنی انہیں کتاب الٰہی کی تعلیم دے اور حکمت و دانائی کے علوم سکھائے چنانچہ اس کے عظیم شاگردوں نے آدمی کو انسانیت کے عظیم مرتبے پر بٹھانے کے لئے دنیا میں علوم کے دریا بہا دیئے ہر شاگرد زبان حال سے یہ کہتا ہوا سنائی دیتا ہے کہ میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا۔

اس عظیم انسان نے جہاں آدمی کو اس کے مقصد تخلیق سے آشنا کیا وہاں اس کو ایک عظیم حقیقت سے بھی آگاہ کیا۔ وہ راز یہ ہے کہ

(1) انسان کا اصل وطن وہ ہے جہاں پہلا انسان پیدا ہوا۔ آخر میں ہر ایک نے اپنے وطن جانا ہے۔

(2) انسان کو کرہ ارض پر اس لئے بھیجا گیا کہ یہ دولت کمانے کیلئے مارکیٹ ہے۔ اور انسان کو تعلیم دی گئی کہ اس مارکیٹ سے زیادہ سے زیادہ دولت کما کر اپنے وطن میں بھیجتا رہے۔ تاکہ جب یہاں چند روزہ عارضی زندگی گزار کر وطن جائے تو وہاں ابدی زندگی اطمینان اور عیش سے گزار سکے۔

(3) اس وطن میں کام آنے والی دولت صرف ایک ہے اور وہ ہے خالق کی خوشنودی اور رضا چنانچہ خالق نے بتادیا کہ ورضوان من اللہ اکبر وذلک الفوز العظیم

(4) یہ دولت کمانے کے لئے سرمایہ کیا ہے۔ اطاعت۔ یعنی جو میں کہوں صرف وہی کر۔ مگر یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ ایک ہی کام اگر دس آدمیوں کو کرنے کے لئے کہا جائے تو ہر آدمی اپنے طریقے سے کرے گا جو دوسرے سے مختلف ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ معیاری طریقہ صرف ایک ہی ہوسکتا ہے۔ اس لئے خالق نے اس کا انتظام یہ کیا کہ جب اپنے رسول کے ذریعے انسان کو کوئی کام کرنے کا حکم دیا تو اپنے رسول سے کہا کہ یہ کام خود کر کے دکھا۔ اور انسان کو بتایا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی میرے رسول کی پوری زندگی اور اس کا کام کرنے کا انداز بلکہ اس کی ہر حرکت تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔

(5) وہ دولت کمانے کا سرمایہ اطاعت ہے اور اطاعت کا طریقہ یہ ہے کہ

(ا) جو میں کہوں وہی کرو (ب) اور صرف اس طریقے سے کرو جو میرے رسول نے سکھایا۔ اس طریقہ کا اصطلاحی نام سنت ہے۔ معلوم ہوا کہ اطاعت یہ نہیں کہ حکم ملا جیسے جی چاہا اس کی تعمیل کردی بلکہ خالق کے نزدیک اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ میرے حکم کی تعمیل صرف اس طریقے سے کرو جو میرے رسول نے سکھایا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو وہ اطاعت ہی نہیں اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ وطن میں کام آنے والی دولت کمانے کے لئے کرنسی کی بھی تعین ہوگئی۔ اس تجارت کے نظام کا اصطلاحی نام ہے۔ ''دین اسلام'' اور تجارت کرنے کے طریقہ کا نام ہے شریعت کی پابندی اور احکام کی اہمیت کے مختلف مدارج ہیں مثلاً فرض' واجب' سنت موکدہ' سنت غیر موکدہ' مستحب اور مباح۔ یوں لگتا ہے کہ اس کے لئے مختلف مالیت کے کرنسی نوٹ ہیں جیسے 1000 روپے کا 500 روپے کا 100 روپے کا 50 روپے کا 10 روپے کا اور 5 روپے کا۔

سرکاری کرنسی نوٹ کی نشانی یہ ہے کہ اس کی ایک طرف چھپا ہوا ہے کہ میرے حکم کی تعمیل صرف میری رضا کی خاطر ہو دوسری طرف چھپا ہوا ہے کہ میرے حکم کی تعمیل صرف اس طریقہ سے ہو جو میرے رسول نے سکھایا یعنی سنت کے مطابق جس کرنسی نوٹ پر یہ نشانی نہ پائی جائے وہ سرکاری کرنسی نہیں جعلی ہے۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ ہر ملک میں ایسے جرائم پیشہ لوگ ہمیشہ موجود رہے ہیں جو جعلی کرنسی کا کاروبار کرتے ہیں۔ یہ لوگ کہیں انفرادی طور پر چھوٹے پیمانے پر یہ کاروبار کرتے ہیں کہیں منظم طریقے سے وسیع پیمانے پر یہ کام کرتے ہیں اس تجارت میں بھی جعلی کرنسی کا کاروبار ہوتا ہے اور خوب ہوتا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں بیسوی صدی کے اوائل میں جعلی کرنسی تیار کرنے کا ایک بہت بڑا کارخانہ تیار ہوا تھا اور اس میں دیکھتے ہی دیکھتے نہایت وسیع پیمانے پر مختلف مالیت کے جعلی کرنسی نوٹ تیار ہوئے اور پورے ملک میں پھیلائے گئے اور وہ اتنے مقبول ہوئے کہ عام آدمی بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے آدمی بھی اصل اور سرکاری کرنسی کو قبول ہی نہیں کرتے اور جعلی کرنسی لپک لپک کر لیتے اور سینے سے لگاتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جعلی کرنسی خالق کے ہاں قابل قبول نہیں مگر پھر بھی اسے سینے سے لگائے پھرتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ اس تجارت میں جعلی کرنسی کا اصطلاحی نام ہے بدعت اور یہ اصلی کرنسی کی ایک نشانی سنت کے بالکل برعکس ایک عمل ہے۔

اور یہ بات کہ یہ جعل ساز اور جعلی کرنسی چلانے والے اس جعلسازی کو برا سمجھتے ہیں ایک مثال سے واضح ہو جائے گا۔

درود شریف پڑھنا فرض ہے کیونکہ حکم ہے کہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما یعنی یہ 1000 روپے کا نوٹ ہے۔ اگر چار رکعت کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد تشہد میں یہ لوگ درود شریف پڑھ لیں تو سجدہ سہو کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں سجدہ سہو کیا ہوتا ہے؟ یہی کہ آدمی اللہ کریم کے سامنے سجدے میں سر رکھ کر کہتا ہے کہ اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی معاف فرما دے پھر ایسا نہیں کروں گا۔ اب آپ بتائیں کیا درود شریف پڑھنا گناہ ہے کہ آدمی رو رو کے اللہ سے معافی مانگے اور عہد کرے کہ پھر ایسا نہیں کروں گا۔ یعنی درود شریف پڑھنا تو بہت بڑی عبادت ہے یعنی اعلیٰ درجے کی کرنسی ہے لیکن اس موقعہ پر اللہ کے رسول نے درود شریف پڑھنا نہیں سکھایا لہٰذا اب یہ جعلی کرنسی ہے اس سے وہ دولت جس کا اصطلاحی نام ثواب ہے وہ نہیں ملتی۔ لیکن یہی حضرات اذان سے پہلے اور بعد درود وسلام گاتے ہیں جسے وہ پڑھنا کہتے ہیں اس کے لئے سجدہ سہو نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں دیکھو یہ کتنا خوبصورت کرنسی نوٹ ہے۔ کتنی خوبصورت چھپائی ہے کیسا عمدہ اور نیا کاغذ ہے اس لئے خوب گاؤ۔ جب حشر کا دن آئے گا اس وقت دیکھا جائے گا۔

آخر اس جعلی کرنسی میں اتنی جاذبیت اور کشش کیوں ہے۔ اس کی وجہ خالص نفسیاتی ہے۔ انسان ہمیشہ نقد کو ادھار پر ترجیح دیتا ہے جعلی کرنسی سے سودا نقد ملتا ہے اور اس کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ اول فوری جو ثواب کے مقابلے میں ہے جسے پنجابی میں سواد کہتے ہیں اردو میں مزہ اور لطف کہتے ہیں۔ اسی صلاۃ وسلام گانے کو دیکھئے۔ قوم ہوگئی ہے Music Minded جب یہ گاتے ہیں تو لطف آتا ہے۔ گانے سننے کا لطف تو ایسی چیز ہے کہ لوگ اس پر مرتے ہیں۔ دوسری چیز ہے "ٹوہر" اور تیسری نام اور شہرت۔ اس کے مقابلے میں اصلی کرنسی سے بھلا کیا حاصل ہوتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہے وہ یوں کہ ہر آدمی کا اللہ کے بینک میں اکاؤنٹ کھلا ہوا ہے نہیں بلکہ تین اکاؤنٹ کھلے ہوئے ہیں کرنٹ اکاؤنٹ' سیونگ اکاؤنٹ اور فکسڈ ڈیپازٹ اور اس اصل کرنسی سے جو کچھ ملتا ہے وہ فکسڈ ڈیپازٹ میں جمع ہوجاتا ہے۔ جب آدمی وطن پہنچے گا یہ ملے گا تاکہ وطن میں ابدی زندگی عیش سے گزارے ظاہر ہے یہ ادھار کا سودا ہے۔ ادھار جس کے ذمے ہو خواہ وہ کتنا ہی قابل اعتبار شخص ہو ادھار آخر ادھار ہی ہوتا ہے۔ اور یہاں زندگی کا ماٹو یہ ہے کہ "ایہہ جہان مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا" اس لئے لوگ اس جعلی کرنسی کے شیدائی ہوتے ہیں۔

لیکن ایک خطرہ ضرور ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آدمی وطن پہنچے اور دیکھے کہ فکسڈ ڈیپازٹ کا کھاتہ خالی ہے تو حیران ہو کر رب العالمین سے عرض کرے کہ میں نے زندگی بھر ہمیشہ ہزار ہزار کے نوٹ فکسڈ ڈیپازٹ کے لئے بھیجے وہ کہاں گئے۔ جواب ملے کہ تو ہمیشہ مجھ سے دھوکا کرتا رہا سارے نوٹ جعلی کرنسی تھی اور حکم دے کہ اسے جوتے مارو اور جیل میں لے جاؤ یہ اتنا دلیر تھا کہ مجھ سے دھوکا کرنے سے بھی باز نہیں آیا۔ واقعی بدعت وہ جعلی کرنسی ہے کہ آنکھیں تب کھلیں گی جب آنکھیں بند ہوں گی۔

ابن ماجہ میں جب حذیفہ کی روایت کردہ یہ حدیث پڑھی کہ

"یعنی اللہ تعالیٰ کسی بدعت کرنے والے کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز۔ نہ اس کا صدقہ قبول کرتا ہے نہ حج و عمرہ نہ اس کا جہاد قبول کرتا ہے نہ اس کی کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے نہ نفلی عبادت بلکہ بدعت کرنے والا اسلام سے اس طرح خارج ہوجاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔"

تو حیرت ہوئی کہ بدعت اتنی بری چیز ہے۔ اس سے تو وہ فائدے میں رہا جو اللہ و رسول کو مانتا ہی نہیں اس کو سزا ملے تو تعجب نہیں کہ اس نے کیا جو کچھ نہیں۔ لیکن بدعتی کی زندگی بھر کی محنت اکارت گئی۔ اب معلوم ہوا کہ بدعت دراصل جعلی کرنسی چلانے کا کاروبار ہے۔ اور اس کے اعمال کی عدم قبولیت کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً

(1) اس نے اللہ کے رسول کو خائن سمجھا کہ اصل دین تو یہ تھا اللہ کے رسول نے چھپائے رکھا کسی کو بتایا نہیں۔

(2) اللہ کے رسول نے جو دین بتایا وہ ناقص اور نامکمل تھا۔ اصل اور مکمل دین یہ ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔

(3) اللہ کے رسول کو اللہ کے حکم کی تعمیل کا نہ ڈھنگ تھا نہ سلیقہ آتا تھا۔ اللہ کے حکم کی تعمیل کا سلیقہ یہ ہے۔

(4) بدعت اتنا بڑا دھوکا ہے کہ بدعتی آدمی اللہ سے بھی دھوکا کرنے سے نہیں چوکتا جعلی کرنسی پیش کرکے اصلی مال لینے کی توقع رکھتا ہے۔

واقعی یہ اتنے بڑے جرم ہیں کہ ان کی سزا اس سے کم کیا ہو جو حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوئے تم دوست جس کے

آسیہ اعوان
دارالعرفان، چکوال

قوموں کی تاریخ ان کے حکمرانوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ یہ مت سمجھا جائے کہ ایسا صرف بادشاہت کے دنوں میں ہوا کرتا تھا۔ نہیں، آج بھی تمام کا تمام ملک قوم کے سربراہ کی پالیسیوں کی مرہون منت ہوتا ہے۔

کاش ہمیں بھی کبھی تو کوئی صائب الرائے، صاحب ایمان و یقین، دلیر اور مخلص حکمران نصیب ہو جائے کہ ہمارے بھی دن پھرنے کی کچھ تو امید بندھے۔

ہمارے حکمران یا تو بہت بھولے ہیں اور یا پھر خودغرض، لالچی اور بہت ڈرپوک ہیں۔ دراصل یہ اللہ سے نہیں امریکہ سے ڈرتے ہیں، جس کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں اس پر بھروسہ کرنے کی بجائے جو اس کا منکر ہے اس پہ تکیہ کئے بیٹھے ہیں۔

اس قوم کا تو یہ مزاج ہے کہ ذاتی زندگی میں بھی رشتوں اور تعلقات کو ٹشو پیپر کی طرح ضرورت کے وقت استعمال کرتے اور پھینک دیتے ہیں پھر وہ ہمیں کیوں گود لینے لگے۔

ان کی اس فطرت سے دنیا میں کون نہیں واقف، اور دنیا کا کون سا خطہ ہے جو انہیں بھگت نہیں چکا۔ پھر آزمائے ہوؤں کو کیسا آزمانا؟

اس بات کا ایک چائے پان والے اور ریڑھی بان تک نے واویلا کیا لیکن ہمیشہ کی طرح امریکہ نواز حکومت نے امریکہ کے چرنوں میں بیٹھنا اپنے لئے سعادت سمجھا۔

حیرت ہوتی ہے کہ ذاتی مفاد پرستی سیاست دانوں کی تو فطرت ثانیہ ہوتی ہے، ان کے نزدیک عزت نفس و غیرت سب بے معنی و لایعنی باتیں ہوتی ہیں لیکن کسی جرنیل کو کیا پڑی ہے کہ پورے ملک کو غیر کے در پہ باندی بنا کر کھڑا کر دے۔

غیرت، جرات، حمیت یہ سب تو فوج کی گھٹی میں شامل ہوتا ہے پھر ہمارے جنرل صاحب کو کیا ہوا؟

اور یہ ہمارے جرنیل ہمیشہ مڑ مڑ کے اپنے ہی ملک کو فتح کرنے کے درپے کیوں رہتے ہیں؟؟

سنا ہے ہمارا ہر حکمران آج بھی مغرب کی طرف سے مقرر و منظور شدہ ہوتا ہے۔ وہ فوجی ہو یا غیر فوجی امریکہ اپنی مرضی کا بندہ اوپر لاتا ہے تاکہ وہ اس کے مفادات کے لئے راہیں ہموار کرے، بدلے میں اس کے سامنے اقتدار کی ہڈی ڈال دی جاتی ہے۔

چلیں وہ تو سنی سنائی سہی، یہ جو سامنے کی باتیں ہیں ان کا انکار کیسے کریں؟ ان سے فرار کیسے ہو؟ ہماری حکومتی پالیسی اور امریکی حملوں کے خلاف سارا ملک سراپا احتجاج رہا لیکن حکومت نے کہا یہ تو چند فیصد سر پھرے ہیں اور ہٹ دھرمی کا انتہائی مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ کا اتحادی بن کر اپنے ہی بھائیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے، رات دن ان پہ آگ برسائی اور ہم ہر روز پریس کانفرنسیں بلا کر ان کے لئے صفائیاں پیش کرتے رہے، جواز دیتے رہے۔

اور ہمارے سامنے معصوم شہری لقمہء اجل بنتے رہے۔ مگر انہوں نے امریکی استعمار اور اس کے ظلم کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:۔

بے تکلف برس رہی ہے آگ
اور افغان فغاں نہیں کرتے

انہوں نے تو اپنی غیرت دینی، حمیت قومی اور اپنے رب کے لئے جو کچھ کیا وہ اس کا اپنے رب کے حضور بدلہ پا لیں گے، جو شہید ہوئے انہوں نے تو اپنے مقصد کو پا لیا اور جو غازی ہیں وہ اپنی آخری سانس تک لڑیں گے۔

لیکن ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا؟

ہم نے اتنے دن خیر منالی جتنے روز ہمارے بھائی بند نہتے ہونے کے جرم میں ذبح ہوتے رہے۔ گویا یہ ہماری پالیسی کی مدت العمر تھی۔ اور اب ہماری باری ہے اور اگلا نشانہ ہم ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کہتے ہیں نال کہ۔

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

ہر ملک اور ہر قوم کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں اور اپنا مفاد۔ امریکہ کا اس خطے میں قدم جمانا اس کی اولین ترجیح ہے تاکہ وہ طویل بنیادوں پہ اپنے مفاد کو محفوظ کر سکے۔

ہمارے حکمرانوں نے بھی اپنی ترجیحات کی فہرست پیش کی اور اپنے قومی مفاد سامنے رکھنے کی بات کی۔ اور قوم اپنی بڑوں کے تاثیروں جو رہے۔

لیکن کیا واقعی ہم نے اپنے مفادات کا تحفظ کر لیا اور اپنی ترجیحات کو پا لیا؟

ہمارے حکمران اب کیا کہتے ہیں جب ایک ایک کر کے ہر وعدہ ٹوٹ رہا ہے۔ جسے ٹوٹنا ہی تھا کہ معاہدے تو برابر کی طاقتوں میں ہوا کرتے ہیں اور غلام اور آقا میں کیا برابری؟

سب سے پہلے تو یہ وعدہ ٹوٹا کہ شمالی اتحاد کو (چونکہ وہ اینٹی پاکستان ہے اس لئے) کابل کا مختار کل نہیں بننے دیا جائے گا۔ ادھر مشرف صاحب کو دوبارہ یقین دہانی کرائی گئی اور ادھر چند گھنٹوں بعد ہی وعدہ ٹوٹ گیا۔ روس اور بھارت کے پروردہ ان درندوں نے ہرات، کابل اور مزار شریف میں ظلم کے جو پہاڑ توڑے انہوں نے تاریخ کو ہمیشہ کے لئے خونچکاں کر دیا۔

ہم نے چشم پوشی سے کام لیا۔ اور دنیائے کفر تو پہلے ہی متحد ہے ہاں لیکن وہ واحد القہار دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنے ایمان والوں کو اس طرح آزمایا کرتا ہے تاکہ کھرے کو کھوٹے سے الگ کر دے اور دیکھ لے کہ کس کی ہمدردیاں کس کے ساتھ ہیں۔

اب جب بون معاہدہ کے تحت کابل میں نئی حکومت بنی ہے تو اس میں شامل دو مرکزی کردار کرزائی اور شمالی اتحاد دونوں بھارت نواز ہیں۔ باقی ازبک و تاجک وغیرہ کو ہم سے کچھ غرض نہیں ہے جبکہ پختونوں کو کوئی نمائندگی ہی نہیں دی گئی جن سے ہم توقع رکھ سکتے تھے۔

اسی نے اپنی ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہمیں افغان بارڈر پہ بھی فوج بٹھانا پڑی ہے۔ کرزائی جو مرضی سیاسی بیان دیتا رہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ دوستی و اتحاد چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن کیا وہ بھلا پائے گا کہ کمانڈر عبدالحق کے بعد طالبان کے ہاتھوں قتل ہونے کی اس کی باری تھی اور اس نے روپوش ہو کر جان بچائی۔ اور ہم طالبان نواز ہیں۔ ہمارے ملک کا بندہ بندہ اسامہ کا شیدائی ہے۔

سو یہ تو اب قولِ فیصل ہے کہ افغانستان میں ہمارا کردار اب ختم ہو چکا ہے۔ ہمیں جو کرنا تھا وہ کر چکے اب ان کی باری ہے۔ وہاں اب بھارت کے مہرے ہیں یا روس کے۔ ہماری بازی تو بری طرح سے پٹ چکی ہے کہ ہم نے اپنے پیروں پر خود سے کلہاڑی مار لی ہے۔

دوسرا قومی مفاد جسے سامنے رکھا گیا تھا وہ تھا ایٹمی تنصیبات کا تحفظ۔ تو کیا آج ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ کہہ سکیں ہماری ایٹمی تنصیبات محفوظ ہیں۔

امریکہ لوگوں کے منہ بند کرانا جانتا ہے۔ اس لئے وہ پہلے جواز گھڑتا ہے ایک Stunt کھڑا کرتا ہے ایک ڈرامہ رچاتا ہے۔ اور پھر اپنی مرضی اور مفاد کے پیش نظر کرداروں کی تقسیم کرتا ہے۔

جس سے غرض نکل جاتی ہے اس کو مجرم کا کردار سونپ دیتا ہے اور جس سے ابھی غرض باقی ہو اس کو مظلوم بنا دیتا ہے اور اس کا ساتھی بن کر مدد پہ اتر آتا ہے اور پوری دنیا کا پولیس مین ہونے کا فرض انجام دینے پر جٹ جاتا ہے۔ لیکن نہ تو اس کی دوستی اچھی ہے اور نہ دشمنی۔ کبھی بھی کہیں بھی پینترا بدل سکتا ہے بس مفاد نکل جانے کی دیر ہے۔

ہم سے بھی اب اس کی غرض نکل چکی ہے۔ اس لئے ایک تو انتھراکس والا ڈرامہ تیار ہے، دوسرے اسامہ بن لادن کے پاس ایٹمی ہتھیار موجود ہونے کا شوشہ ہے اور تیسرے ہمارے ایٹمی سائنس دان "بوجوہ" زیر تفتیش ہیں۔

اور اب جب اور جس دن اس کا دل چاہے گا وہ تمام کڑیوں کو باہم ملاتا جائے گا اور جو اس کی حسب منشا ہو گا وہ کردار ہمارے ذمے لگا کر خود ہی سزا تجویز کر دے گا جسے وہ عموماً "مسئلے کا حل" کہا کرتا ہے۔

ہم کیا بتائیں سے اس کا؟ اگر آج وہ کہہ دے ہمارے ایٹمی ہتھیار محفوظ ہاتھوں میں نہیں ہیں یا بن لادن کو ہم نے ایٹمی مواد سپلائی کیا ہے یا ہمارے سائنسدانوں پہ کوئی کڑا الزام لگا دے اور ہمارے ایٹمی پلان کو اپنی تحویل میں لے لے یا اپنی نگرانی میں لے لے دوسرے لفظوں میں قبضہ کر لے یا سرے سے ایٹمی پلان رول بیک کرنے اور بند کر دینے کا حکم صادر کر دے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہم کیا کریں گے؟ خصوصاً جب اس کے دستے پہلے ہی ہماری پاک سرزمین پر موجود ہیں اور پورا خطہ اس کی لپیٹ میں ہے۔

تیسرا وعدہ کشمیر کاز پہ ہمارے موقف کی تائید کا تھا۔ اور یہ کہ وہ مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت حل کرانے میں مدد دے گا۔ نیز بھارت کے بہیمانہ کردار پر اس کی گوشمالی کرے گا وغیرہ وغیرہ لیکن اس کا کیا ہوا؟ کیا ہم دیکھ نہیں رہے کہ وہ کشمیر کی آزادی کی تحریک کی کڑیاں دہشت گردی سے ملا رہا ہے۔

ہمیں تو اب سارا زور اس بات پر لگانا پڑ رہا ہے کہ کشمیر میں ہونے والی جدوجہد آزادی Resistance ہے Terrorist act نہیں ہے۔

وہ تو ہم پہ یہ بھی الزام لگا رہے ہیں کہ وہاں جتنی جہادی تنظیمیں کام کر رہی ہیں وہ پاکستان Based ہیں۔

گویا ہم دہشت گرد پیدا کر رہے ہیں یا بنا رہے ہیں۔

کولن پاول بھی بھارت جا کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے اور بش بھی تڑیاں دے رہا ہے کہ افغانستان کے بعد ہم دہشت گردی کے خلاف اپنا دائرہ وسیع کریں گے۔

ہم یہ بھول گئے کہ امریکہ تو وہ ملک ہے جس نے خود اسرائیل کی بنیاد رکھی۔ کیا وہ فلسطینیوں کی سرزمین پہ غاصبانہ قبضہ نہیں ہے تو پھر وہ بھارت کی مخالفت کیوں کرنے لگا۔

ادھر ہمارے حکمرانوں نے اپنے آقا کے ماتھے پہ بل دیکھے تو دفاعی پالیسی کی بجائے خود دینی مدرسوں کے خلاف کریک ڈاؤن کے درپے ہو گئے۔ یہ ہر بار اپنے ہی ملک کو فتح کرتے رہیں گے۔

چوتھا مفاد ہمارے سامنے قرضوں کی معافی' ادائیگی کی قسطوں میں چھوٹ اور مزید گرانٹ کے لالچ کی صورت میں تھا۔ لیکن کافر کے پس خوردہ پہ نظر رکھنے والے وہ بھی تجزیہ کر لیں کہ ہم افغان امریکہ وار میں جس قدر کھو چکے ہیں اور ہماری اکانومی کو جس قدر دھچکا لگا ہے کیا جو امداد ملی ہے وہ اس کو بھی پورا کرتی ہے یا نہیں۔

اگر اپنے بھائیوں کے خون کا سودا کرکے اپنی غیرت وحمیت کا سودا ہی منظور تھا تو چاہئے تھا کہ پھر ٹھوس اقدامات اٹھاتے۔

ہم یہ مطالبہ کرتے کہ ہمارے ملک کا لوٹا ہوا مال جو تمہارے بنکوں میں رکھا ہے اور لہو بن کر تمہاری اکانومی کی رگوں میں دوڑ رہا ہے اس کو تم ہی رکھ لو اور اس کے نصف سے بھی کم تو تمہارا قرضہ ہماری گردنوں پہ ہے اس کا حساب چکتا سمجھو۔

یہ نہیں تو پھر وہ سرمایہ ہمیں واپس کرو۔ لیکن نہ تو کوئی قرضہ معاف ہوا نہ ہی سرمایہ واپس۔ ان سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا کہ F-16 طیاروں کی پیشگی ادا کی ہوئی رقم ہی واپس لے لیتے۔ جو ہوا وہ یہ کہ ادائیگی کی قسطوں میں نرمی کر دی گئی۔

یعنی یہ جو دو چار ماہ انہیں ہماری احتیاج ہے اتنی مدت تک ہماری گردنوں پہ ہاتھ ذرا نرم کر دیا جائے۔ پھر وہی ہم ہوں گے اور ہماری مجبوریاں اور ناداریاں۔

یہ وہ تمام ترجیحات ہیں جن کے تحفظ کا ڈھنڈورا پیٹ کر عوام کا منہ بند کیا جاتا تھا۔ اور یہ وہ تمام وعدے ہیں جو وفا نہ ہوئے۔

ہاں مگر یہ ہے کہ ہم ان کے بارے میں جانتے تو ہیں۔ اور ان کے لالچ میں ہم نے اپنے ہی بھائیوں کو مروایا۔ حاصل کیا ہوا ہمیں' یہ بھی دیکھ لیا۔ لیکن ایک خطرہ ایسا بھی ہے جو ان کے علاوہ ہے۔ جس کی ہمیں خبر نہیں ہے لیکن وہ آندھی وطوفان کی سی تیزی کے ساتھ ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔

ایک صاحب نظر نے چند برس پیشتر ایک پیشین گوئی کی تھی کہ امریکہ نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے۔ جس کے تحت وہ ہمارے شمالی علاقہ جات میں اپنا فوجی اڈا بنائے گا۔ تاکہ وہاں سے وہ پاکستان' بھارت' چین ودیگر ممالک کی ناک میں نکیل ڈال کر رکھ سکے۔ ہر لمحہ انہیں مانیٹر کر سکے اور دنیا کے اس خطے میں اپنے سیاسی اور اقتصادی مفادات کا تحفظ کر سکے۔

سو آج وہ منصوبہ پورا ہوتا نظر آ رہا ہے۔ جب امریکہ نے تورا بورا میں بمباری شروع کی تو حیرت کا باعث یہ بات تھی کہ ایک ایسا علاقہ جو طالبان کے زیر کنٹرول نہیں ہے اور جس کے غار' خود امریکہ نے روس کے خلاف بنائے تھے وہاں بن لادن کیوں پناہ لینے لگے۔

اور واقعی تازہ ترین اطلاعات کے مطابق امریکی فوجیں وہاں سے اسامہ کو برآمد نہ کر سکیں۔ اب کہہ رہے ہیں کہ وہ تین طرف سے تو گھیرے میں تھے صرف پاکستان کی طرف سے راستہ صاف تھا۔ اس لئے یہ امکان ہے کہ وہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں روپوش ہو گئے ہیں۔

کھٹکی بجی ناں ذہن میں!

اب شمالی علاقہ جات میں امریکی فوجیں اتریں گی۔ اور اگر پاکستان نے اس پر اعتراض کیا جس کے امکانات ان حکمرانوں کی موجودگی میں کم ہی ہیں۔تو پھر غور کیجئے کہ

امریکہ نے حال ہی میں بھارت سے بھاری اسلحہ کی تجارت کا معاہدہ طے کیا ہے۔ اگر پاکستان چیں بچیں کرے گا تو امریکہ بھارت سے آزاد کشمیر پر حملہ کرائے گا اور ایسے نہیں تو ویسے اپنا مقصد حاصل کر کے رہے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح وہ عراق کا ڈراوا دے کر کویت کی سرزمین پر براجمان ہے اور اپنے لئے تیل کے ذخائر کی رکھوالی کر رہا ہے اور عربوں کے مال پر اپنی فوج کی ایک بہت بڑی تعداد کو پال رہا ہے۔

ایسے ہی اب وہ افغانستان کی معدنیات تک اور قازقستان و دیگر ریاستوں کے تیل کے ذخائر تک رسائی چاہتا تھا' جو ممالک سر اٹھاتے جا رہے تھے ان کی گردنوں کو دبانا تھا' اپنے مال اور ہتھیاروں کے لئے نئی منڈیاں درکار تھیں اور آنکھیں مل کر بیدار ہوتے ہوئے مسلمانوں کو پھر سے تہذیب مغرب کے دام میں گرفتار کرنا تھا تو اس نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔

ہمارا تو یہ خیال ہے ناں کہ امریکہ کو یہ موقع طالبان نے فراہم کیا۔لیکن ایسا نہیں ہے وہ بے شک ہماری طرح پہلے ہی دن سے تابع فرماں ہو کر دست بستہ کھڑے ہو جاتے لیکن امریکہ کو یہی کرنا تھا۔

اور جواز پیدا کر لینا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ تو خوب ہوا کہ مجاہدین نے اپنے ایمان کو آزمایا اسے داؤ پہ نہیں لگنے دیا۔ کیونکہ بالآخر بھی تو انہیں لڑ مرنا ہی تھا تو پھر پہلے گھٹنے ٹیک دیتے تو دونوں جہانوں سے جاتے۔

اب رہتی دنیا تک ان کے ایمان افروز حالات زمانے کو خیرہ کرتے رہیں گے۔ اور زمانہ انگشت بداماں رہے گا کہ کس طرح نہتے مسلمانوں نے اپنے وقت کی سپر پاور کو ناکوں چنے چبوائے۔

اور اس جہان میں ان کے لئے جو کچھ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے اس کے سچ ہونے میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اللہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔

پھر بات کون سا یہاں ختم ہو گئی ہے۔ابھی تو افغان باقی ہیں کہسار باقی ہیں۔فقط افغان ہی کیوں' کہنا چاہئے مسلمان باقی ہیں۔ ہم ابھی ختم نہیں ہوئے ہیں' مرے نہیں ہیں یہ کہانی تو اس دن ختم ہو گی جس دن ایک بھی مومن زندہ نہ بچا۔ اور وہ دن جب آئے تو ساتھ ہی قیامت واقع ہو جائے گی۔ گویا یہ جنگ ابھی تو چھڑی ہے۔

اللہ کو عجلت پسند نہیں ہے وہ کہتا ہے کہ یہ تو شیطان کا خاصہ ہے۔ وہ بڑے سہج سہج انداز میں ہر کام کرتا ہے۔ پھر اس کی شان کو یہ سزاوار نہیں کہ وہ کافر کو موقع ہی نہ دے۔ اس نے تو شیطان کو بھی مہلت دے رکھی ہے۔

وہ تو کہتا ہے تم میرے مقابلے میں اپنا ہر داؤ آزما لو۔ جو بن پڑے کر گزرو میں تمہارے ہاتھ نہیں باندھوں گا زبانیں نہیں پکڑوں گا۔ اور پھر وہ اپنی باری لیتا ہے۔ اور اس کی لاٹھی بڑی بے آواز ہے۔

یہ مت سمجھ لیا جائے کہ وہ سر پہ موجود ہی نہیں ہے۔ دیکھ ہی نہیں رہا۔ وہ تو ہمیں اندر تک آزما رہا ہے کس کی ہمدردیاں کس کے ساتھ ہیں۔ کس کو کونسی خبر خوش کرتی ہے اور کون سی اس کے چہرے کو تاریک کر دیتی ہے۔

وہ کافر کو مہلت دے رہا ہے۔ کہ وہ اپنے کفر اور ظلم میں مزید ترقی کرتا چلا جائے تا کہ پھر اسی درجہ اس پہ گرفت ڈال سکے کفر کی بساط پھیلی ہوئی ہے اور وہ ہر مہرے کو اس کی آخری حد تک جانے دیتا ہے اور پھر گھڑیوں میں بساط لپیٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے ہونے کا احساس دلاتا ہے۔

جیسے روس کے ساتھ ہوا۔ حشر امریکہ کا بھی وہی ہو گا۔ اور اب تو امریکہ کی عجلت بتا رہی ہے اس کا انجام قریب ہے۔

ہمیں تو بس اپنی باری کا انتظار ہے۔ ہمارے حکمران دشمن کے ایجنٹ سہی کہ اس کی پالیسیوں کے لئے ہمیشہ راہیں ہموار کرتے رہتے ہیں لیکن ہمارا اسلام ہمیں ایک سوراخ سے بار بار ڈسنا نہیں سکھاتا۔ اللہ نے مسلمانوں کے لئے شہادت کے دروازے کھول دیے ہیں۔ طالبان کا وجود تب تک نہیں مٹ سکتا جب تک ایک بھی مسلمان زندہ ہے۔

میدان جنگ خود ہماری طرف بڑھ رہا ہے' گھیرا ہمارے گرد تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ مگر ڈر کس بات کا' ہم تو پہلے ہی سے اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ ہم بھی اپنے ایمان کو آزمائیں گے۔ اپنے وطن' اپنے خدا اور اپنے دین کی عزت پہ کٹ مریں گے۔ ہم بہت تیار بیٹھے ہیں (انشاءاللہ)۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

تنظیم الاخوان

کے

امیر محمد اکرم اعوان

کے بیانات

اخبارات کی روشنی میں

26 نومبر تا 25 دسمبر 2001ء

THE NEWS
NOVEMBER 26, 2001

THE NEWS

Taliban to fight till victory : Akram

Al-Akhwan amir Muhammad Akram Awan has said mujahideen belonging to his party have not gone to Afghanistan to retreat but to fight till victory or embrace martyrdom. In a press statement on Sunday, he said mujahideen had gone to fight for the noble cause and pleasure of Allah Almighty and His beloved Prophet and not for the acclamation of rulers addressing a big gathering at Haran Minar, he said that they were prepared to fight till emergence of Imam Mehdi and descending of Hazrat Isa (AS), because to the prediction of Holy Prophet Islam would dominate in the end. He said not due to himself not Qazi Hussain Ahmed or Maulana Fazlur Rehman but Islam was destined to attain glory for the sacrifices of the mujahideen, who were shedding their blood for cause of Allah Almighty.

روزنامہ "پاکستان" 26 نومبر 2001ء

روزنامہ پاکستان لاہور
THE DAILY PAKISTAN LAHORE
ایڈیٹر: مجیب الرحمٰن شامی

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے' اکرم اعوان

ظلم کے دن گنے جا چکے ہیں' امریکہ بھی روس کی طرح ٹوٹے گا' منارہ میں اجتماع سے خطاب

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد کے لئے جانے والے الاخوان کے مجاہدین واپس آنے کے لئے نہیں گئے تھے سارے شہید ہو جائیں گے یا فتح کے بعد ہی واپس آئیں گے وہ حکمرانوں کے نہیں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے پابند ہیں الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کو فاتح ہونا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لادن یا ملا عمر امریکہ کا ٹارگٹ نہیں ہیں اصل بات تو یہ ہے کہ بش نے اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا ہے عالم کفر اسلام کو مٹانا چاہ رہا ہے۔ بش نے اللہ سے ٹکر لی ہے اللہ نے فرعون اور نمرود کی طرح اسے بھی چند روز مہلت دے دی ہے لیکن اب وقت قریب ہے امریکہ بھی روس کی طرح ٹوٹے گا۔ ظلم کے دن گنے جا چکے ہیں بے قصور افغانوں پر جنگ مسلط کرنے والا امریکہ اپنے ملک میں گوروں اور کالوں کی جنگ کو نہیں سنبھال سکے گا۔ افغانستان میں نہتے لوگوں اور معصوم بچوں' عورتوں اور بزرگوں کو بمباری کا نشانہ بنانے والا امریکہ اس دن کا انتظار کرے جب اپنے ملک کے ہر گھر سے لاشیں اٹھانا پڑیں گی۔

☆☆☆☆☆☆

روزنامہ "دن" 26 نومبر 2001ء

روزنامہ دن لاہور
Daily DIN Lahore

جہاد کے لئے جانے والے الاخوان مجاہد واپس آنے کے لئے نہیں گئے' اکرم اعوان

لاہور (وقائع نگار) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ امریکہ کے خلاف جہاد کے لئے جانے والے الاخوان کے مجاہدین واپس آنے کے لئے نہیں گئے وہ یا شہید ہوں گے یا فتح پائیں گے۔ گزشتہ روز دارالعرفان منارہ میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا ہمارا ایمان ہے کہ اسلام فاتح ہوگا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

روزنامہ انصاف لاہور

روزنامہ ''انصاف'' 26 نومبر 2001ء

تنظیم الاخوان کے مجاہد فتح یا شہادت کے لئے افغانستان گئے' مولانا اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد کے لئے جانے والے الاخوان کے مجاہدین ''واپس'' آنے کے لئے نہیں گئے تھے یا سارے شہید ہو جائیں گے یا فتح کے بعد ہی واپس آئیں گے وہ الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قاضی حسین احمد مولانا فضل الرحمٰن یا میری وجہ سے اسلام سربلند نہیں ہوگا بلکہ ان مجاہدین کی وجہ سے ہوگا جو میدان جہاد میں اپنے جگر گوشوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اذانیں بلند کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لادن یا ملا عمر امریکہ کا ٹارگٹ نہیں ہیں اصل بات تو یہ ہے کہ بش نے اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا ہے عالم کفر اسلام کو مٹانا چاہ رہا ہے۔

روزنامہ اساس

روزنامہ ''اساس'' 26 نومبر 2001ء

افغانستان میں الاخوان کے مجاہدین واپس آنے کے لئے نہیں گئے تھے شہادت یا فتح کے بعد ہی واپس آئیں گے' مولانا اکرم اعوان

لاہور (آن لائن) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد کے لئے جانے والے الاخوان کے مجاہدین واپس آنے کے لئے نہیں گئے تھے سارے شہید ہو جائیں گے یا فتح کے بعد ہی واپس آئیں گے وہ حکمرانوں کے نہیں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے پابند ہیں الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کو فتح ہونا ہے ہم ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ تک جہاد کی لو روشن رکھنے کا عزم کئے ہوئے ہیں رسول ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق دنیا پر غلبہ اسلام ہو کر رہنا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

روزنامہ جرات

روزنامہ ''جرات'' 26 نومبر 2001ء

الاخوان کے مجاہد واپس آنے کیلئے نہیں گئے' اکرم اعوان

اللہ کی راہ میں لڑنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے' بش کا ٹارگٹ اسامہ نہیں اسلام ہے' امریکہ نے اللہ سے ٹکر لی ہے' اب ظالم کے دن گنے جا چکے ہیں' امیر تنظیم الاخوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کے خلاف جہاد کے لئے جانے والے الاخوان کے مجاہدین واپس آنے کے لئے نہیں گئے تھے سارے شہید ہو جائیں گے یا فتح کے بعد ہی واپس آئیں گے وہ حکمرانوں کے نہیں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے پابند ہیں الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان۔منارہ میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کو فاتح ہونا ہے۔ ہم ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ تک جہاد کی لو روشن رکھنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق دنیا پر غلبہ اسلام ہو کر رہنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قاضی حسین احمد' مولانا فضل الرحمٰن یا میری وجہ سے اسلام سربلند نہیں ہوگا بلکہ ان مجاہدین کی وجہ سے جو میدان جہاد میں اپنے جگر گوشوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر اللہ کی اذانیں بلند کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسامہ بن لادن یا ملا عمر امریکہ کا ٹارگٹ نہیں ہیں اصل بات تو یہ ہے کہ بش نے اسلام کے خلاف صلیبی جنگ کا آغاز کر دیا ہے عالم کفر اسلام کو مٹانا چاہ رہا ہے بش نے اللہ سے ٹکر لی ہے اللہ نے فرعون اور نمرود کی طرح اسے بھی چند روز مہلت دے دی ہے لیکن اب وقت قریب ہے امریکہ بھی روس کی طرح ٹوٹے گا ظلم کے دن گنے جا چکے ہیں بے قصور افغانوں پر جنگ مسلط کرنے والا امریکہ اپنے ملک میں گوروں اور کالوں کی جنگ کو نہیں سنبھال سکے گا۔ افغانستان میں نہتے لوگوں اور معصوم بچوں' عورتوں اور بزرگوں کو بمباری کا نشانہ بنانے والا امریکہ اس دن کا انتظار کرے جب اپنے ملک کے ہر گھر سے لاشیں اٹھانا پڑیں گی۔

ڈیلی یارن
Daily YARN Faisalabad
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

"ڈیلی یارن" 03 دسمبر 2001ء

امریکہ افغانستان پر بمباری دین اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے کر رہا ہے' اکرم اعوان

طالبان کا دور افغانستان کا سنہری دور تھا' شمالی اتحاد نے امریکہ کے ساتھ مل کر دوبارہ قتل وغارت شروع کر دی ہے۔

اسلام اور کفر کی جنگ شروع ہو چکی ہے' امریکہ ذلیل وخوار ہو کر افغانستان سے نکلے گا' جیت دین حق کی ہوگی

فیصل آباد (سٹاف رپورٹر) تنظیم الاخوان پاکستان کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حق آ کر رہے گا اور باطل مٹ کر رہے گا۔ انشاء اللہ پورے برصغیر پر اسلام نافذ ہوگا۔ افغانستان کی جنگ اسامہ بن لادن کی جنگ نہیں ہے یہ دو نظریہ کی جنگ ہے۔ یعنی اسلام اور کفر کی جنگ ہے۔ مشرق کی فتح ہوگی اور مغرب ذلیل و خوار ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے دارالعرفان منارہ میں جمعۃ المبارک کے ایک بڑے اجتماع سے کیا۔ انہوں نے کہا ظلم کی داستانیں صفحہ قرطاس پر بکھری پڑی ہیں جتنا ظلم آج امریکہ کر رہا ہے اتنا ظلم تاریخ کے بدنام کردار چنگیز خان' ہلاکو خاں اور ہٹلر نے بھی نہیں کیا تھا۔ امریکہ نے ناگاساکی اور ہیروشیما پر بھی بم گرائے تھے آج پھر بے گناہوں کو قتل کیا جا رہا ہے صرف اس لئے کہ یہ اللہ کے دین کو پھیلا رہے تھے انہوں نے کہا کہ جنرل دوستم آج افغانستان میں مردوں کا رقص کروا رہا ہے کل ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا۔ خوشی غمی میں بدل جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ جہاد صرف اسلام کیلئے ہوتا ہے افغانستان میں جہاد ہو رہا ہے کیوں کہ طالبان اسلام کیلئے لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کی حکومت مثالی حکومت تھی انہوں نے قتل وغارت' چوری چکاری ختم کر کے افغانستان کو امن کا گہوارہ بنایا اور اللہ کا قانون نافذ کیا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ میرے پاکستان میں ایشیا سرخ ہے کا نعرہ لگاتے تھے وہ سوشلزم لانا چاہتے تھے وہ سرخ انقلاب مسلط نہ کر سکے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے صحافیوں نے چند سکوں کے عوض قلم بیچ دیا اور لکھتے ہیں کہ امریکہ جیت گیا اور فیصلہ ہو گیا ہے انہوں نے کہا ابھی جنگ ہوگی غلبہ حق کا ہوگا اور باطل مٹ جائے گا۔

ڈیلی یارن
Daily YARN Faisalabad
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

"ڈیلی یارن" 09 دسمبر 2001ء

مسلمانوں کی بے حسی قابل افسوس ہے' دنیا بھر میں 57 مسلم ریاستوں میں سے کسی ملک کو بھی شہدائے افغانستان کیلئے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی

امریکہ افغانستان میں معدنیات پر نظریں جمائے ہوئے ہے' اس کی خواہش کبھی پوری نہیں ہوگی' روس کی طرح امریکہ بھی جلد ٹکڑے ٹکڑے ہوگا' شہدا کا خون رنگ لائے گا

فیصل آباد (سٹاف رپورٹر) تنظیم الاخوان اور اکابرین ملت کے مرکزی امیر حضرت مولانا محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ جو لوگ آج امریکہ کی فتح کے جشن منا رہے ہیں کل یہی لوگ ایشیا سرخ ہے کے نعرے لگاتے تھے۔ ایشیا کو سرخ نہ بنا سکے "سیاہ" بنا دیا اور آج عالم اسلام سیاہ آندھی کی لپیٹ میں ہے۔ وہ دارالعرفان منارہ میں جمعۃ المبارک کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کی دنیا میں 57 ریاستیں ہیں لیکن بے حسی کا یہ عالم ہے کہ وہاں سکوت مرگ طاری ہے۔ کسی نے بھی افغانستان کے شہدا کے لئے دعائے مغفرت نہیں کی اور نہ ہی کسی کو غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے کی توفیق ہوئی۔ انہوں نے کہا امریکہ افغانستان کی معدنیات پر نظر رکھے ہوئے ہے یہاں سے وہ روپیہ کمانا چاہتا ہے یہ اس کی بھول ہے افغانستان کبھی امریکہ کے پاس نہیں آئے گا یہ وقت بتائے گا کہ افغانستان کس کا ہے اور حق پر کون ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ کو بکھرنا ہے اور عالم اسلام کو اکٹھے ہونا ہے فتح حق کی ہوگی اور امریکہ دنیا بھر میں نیست و نابود ہوگا انہوں نے کہا کہ جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے جنگ ختم نہیں ہوگی اور افغانستان کو فتح کر کے دم لیں گے انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان کے شہدا کا خون مینارہ نور بن جائے گا اور ان کا خون رنگ لائے گا۔ امریکہ کا نام مٹ جائے گا جس طرح روس صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔ باطل کو ہر حال میں ختم ہونا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

روزنامہ انصاف لاہور

روزنامہ "انصاف" 13 دسمبر 2001ء

تنظیم الاخوان کے زیر اہتمام شہدائے افغانستان کی نماز جنازہ کل منارہ میں ادا کی جائے گی

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان کے امیر محمد اکرم اعوان نے اعلان کیا ہے کہ کل 28 رمضان المبارک جمعۃ الوداع کو ساڑھے بارہ بجے الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں شہدائے افغانستان کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے گی جس میں الاخوان اور سلسلہ تصوف نقشبندیہ اویسیہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے علاوہ ملک بھر سے ہزاروں افراد شریک ہوں گے۔ اس موقع پر امیر محمد اکرم اعوان کا خصوصی خطاب بھی ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

Daily YARN Faisalabad
ڈیلی یارن
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

''ڈیلی یارن'' 15 دسمبر 2001ء

جنگ ختم نہیں ہوئی' امریکہ کی پٹائی شروع ہونیوالی ہے' اکرم اعوان

بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ ٹوپی ڈرامہ ہے' امریکہ اور بھارت ایسی سازشوں کے ذریعے پاکستان کو دہشت گردی میں ملوث ثابت کرنا چاہتے ہیں

منارہ (محمد اسلم سے) طالبان کی پسپائی سے افغانستان میں جنگ ختم نہیں ہوئی' بلکہ اصل جنگ اب شروع ہے اب امریکہ کے فوجی زمین پر اتریں گے جس کے بعد امریکہ کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم الاخوان مولانا محمد اکرم اعوان نے نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا اس موقع پر افغانستان میں امریکی دہشت گردی کا نشانہ بننے والے شہدا کی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی' امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ ہمارے بعض کالم نگار اور نام نہاد دانشور آج اس بات پر خوش ہو رہے ہیں کہ افغانستان میں طالبان کی پٹائی ہو رہی ہے مگر ان کی خوشی بہت جلد غم میں بدل جائے گی جب وہاں امریکہ کی پٹائی شروع ہوگی' انہوں نے کہا کہ امریکہ اسامہ اور ملا عمر کی پاکستان میں روپوشی کا بہانہ بنا کر پاکستانی علاقہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا۔ بھارتی پارلیمنٹ پر حملے کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حملہ ٹوپی ڈرامہ ہے امریکہ اور بھارت ایسے واقعات کے ذریعے پاکستان کو دہشت گردی میں ملوث ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان کی امامت میں نماز جنازہ میں تقریباً دس ہزار فرزندان توحید نے شرکت کی اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے امیر محمد اکرم اعوان نے شہدائے جہاد افغانستان اور طالبان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ فیصل آباد سے چیف ایڈیٹر ''ڈیلی یارن'' محمد اسلم' چوہدری منور حسین کلو' حفیظ لودھی اور دیگر افراد بھی غائبانہ نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

روزنامہ
جرأت

روزنامہ ''جرات'' 15 دسمبر 2001ء

پارلیمنٹ پر حملہ امریکہ اور بھارت کا مشترکہ ڈرامہ ہے' اکرم اعوان

امریکہ کا آئندہ ٹارگٹ ''تورابورا'' کے راستے پاکستان کے شمالی علاقوں تک پہنچنا ہے' پاکستان کی مزاحمت پر امریکہ بھارت کو حملے کا اشارہ کریگا' امیر تنظیم الاخوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان اور مجلس اکابرین ملت کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ اگر طالبان کی حکومت اسلامی نظام نافذ کرنیکی بجائے مغربی نظام کی پیروی کرتی' فحاشی اور عریانی عام کر دیتی ملا عمر امریکی ڈکٹیشن قبول کر لیتے تو امریکہ ان پر ڈالروں کی بارش کر دیتا لیکن امریکہ کی قیادت میں پورا عالم کفر افغانستان پر اس لئے حملہ آور ہو گیا کہ وہ خلافت اسلامیہ کو مشرقی تہذیب کے لئے خطرہ سمجھتے تھے یہ مسلم امہ کی بدقسمتی ہے کہ تمام اسلامی ممالک کے حکمران افغانستان میں طالبان کی شہادتوں اور اسلامی حکومت کی پامالی پر خاموش تماشائی بنے رہے یا عالمی کفر کا ساتھ دیتے رہے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں شہدائے افغانستان کی نماز جنازہ سے قبل ہزاروں شرکا سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

روزنامہ
انصاف
لاہور
چیف ایڈیٹر جلیل سلیم

روزنامہ ''انصاف'' 15 دسمبر 2001ء

طالبان کے خاتمہ سے جنگ ختم نہیں ہوگی' مولانا اکرم اعوان

بھارتی پارلیمنٹ پر حملہ کشمیر میں اڈے قائم کرنے کے لئے

سالوں پر محیط جنگ غزوۃ الہند میں تبدیل ہوگی' شہدائے افغانستان کی نماز جنازہ کے موقع پر خطاب

مرید کے (نمائندہ خصوصی) طالبان حکومت کے ختم ہونے سے جنگ ختم نہیں ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار گزشتہ روز تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے دارالعرفان منارہ میں جمعۃ الوداع کے موقع پر شہداء افغانستان کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کیلئے غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے کے موقع پر نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ مولانا اکرم اعوان نے انڈیا میں پارلیمنٹ پر حملہ بھی امریکہ کا ڈرامہ ہے کہیں سے کشمیری نوجوانوں کو پکڑ کر ان کو پارلیمنٹ میں خود ہی داخل کر کے گولیوں سے اڑا دیا اور یہ امریکہ کا ڈرامہ کشمیر میں داخل ہونے کے لئے رچایا ہے۔ تاکہ افغانستان میں اڈے قائم کرنے [illegible] کے پہاڑوں پر دسترس حاصل کی جا سکے۔ انہوں نے کہا یہ جنگ نبی پاک ﷺ کے فرمان کے مطابق ''غزوۃ الہند'' میں تبدیل ہوگی جو امریکہ چھوڑ پوری دنیا کے کفر کی تباہی کا موجب بنے گی اور پورے عالم اسلام کا بول بالا ہوگا۔ موجودہ جنگ میں بھی شکست دراصل ڈالرز حاصل کرنے والوں کی ہوئی ہے۔ انہوں نے حکمرانوں سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہماری پاکستان کی حکومت بھی شرعی ہونی چاہئے اور نظام اسلام ہونا چاہئے کیونکہ اس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

THE NEWS
December 06, 2001

THE NEWS

America wants permanent stay in region: Akram

The US led forces concentration on Tora Bora to hunt Osama down is a vicious plan to push Afgan war into Pakistani territory, said Tanzeem-ul-Akhwan Ameer Maulana Muhammad Akram Awan.

"Knowing that every inch of Tora Bora tunnels is known to US agencies who built them to fight against Russians. Osama will be a fool if he seeks shelter there. This is a conspiracy of Allied Forces to sneak in to Pakistani. Tribal areas on the pretext of Osama sliping there," head of Sufi Chain Awaisia Chishtia said in interview with The News Wednesday.

He said from there the US Troops would advance towards North to get a permanent base there, which will annoy China and Russia. An other threat will emerge if Pakistan resisted the US forces advancement on its soil, he warned.

He said that war in Afghanistan had infact started after the deployment of Allied ground forces and it is too early to say Jihadis have been defeated.

The world has seen one sided and historic bombings on defenseless Taliban. Actual Jihad will start after ground war begins between Taliban and Allies- installed puppet regime, he added.

He said occupying oil and mineral wealth of Afghanistan and central Asia besides removing Taliban's Islamic regime is the main aim of this war, Osama and suppressive Taliban were mere coverups and it should be clearly understood by the recent statements from Bush administration that its forces would stay in the region and make up for their war expenditures with the mineral reserves of Afghanistan. He opined that Taliban would never allow the US to realise this dream.

Commenting on Taliban retreat, Akram said, it was a courageous and Sharai (According to Islamic teachings) decision. Deprived of proper defence to protect people against fiercest Air raids in the world history Taliban rightly abandoned the areas under their control to prevent loss of civilian lives.

He said, despite having most modren surveillance satellites, the US forces were unaware of Taliban retreat and could not even target retreating columns or capture there troops or ammunition.

Talibans remained secured throughout the bombings and all those killed were civilians. I often ask Foreign Journalists their TV channels ever shown a single armd Afghan man died during their bombardment, he said.

The only Taliban killed by Allied Forces and Nothern Alliance, he said were those prisoners who were shot dead in Jail. I feel Taliban will vacate Qandhar as well and take shelter in caves, said Akram.

He recalled that The Holy Prophet (PBUH) had to leave Makka and People would say that Islam was defeated but they were wrong. He said these are tough times for Ummah and added that the people might pray to almighty Allah and leave the rest to him. He said who were sitting idle waiting for Imam Mehdi to come and rescue them were infact helping enemies of Islam. He dispelled the impression that religious elements sent volunteers in Afghanistan to die, "All who went to Afghanistan did it voluntarily In fact there was never a need to sent volunteers to help Taliban, he said.

About movement and support for Taliban, Akram said it was the fault of the religious parties who tried to derive a political benefits of the purely religious movement. People came out for Jihad and Islam but the parties leading them tried to divert them for capturing Islamabad, he said.

About Kashmir Akram said, its cause received a setback following recent events and the US seemed to help India. It is evident from Benazir Bhutto calling the outsiders fighting for Kashmiries freedom as, "Terrorist", he said. Adding that Musharraf Govt. is aginst considering wishes and aspirations of common man. To another question fighting for freedom struggle in Kashmir is not Jihad but is a deed of "Sawab" (Allah's Blessing). Since it helps oppresed Muslims and enliven the freedom cause.

It is not Jihad because it aims at installing a democracy after getting freedom from India, and we don't even have Islamic dystem in Pakistan. However, fighting for Taliban against the US forces is Jihad since Taliban had established Islamic state and were fighting for its survival," he said.

www.naqshbandiaowaisiah.com

قلعہ عبداللہ میں افغانیوں کا تشدد

برطانوی اخبار 'دی انڈی پینڈنٹ' کے خصوصی نامہ نگار رابرٹ فسک افغانوں کے ہاتھوں اپنے زخمی ہونے کی کہانی بیان کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ موصوف نے تمام امریکی شائع شدہ رپورٹوں میں امریکی کارروائی کی شدومد سے مخالفت کی اور افغانوں پر ہونے والے ظلم وستم پر صدائے احتجاج بلند کی تھی۔

آپ بیتی ...... رابرٹ فسک

انہوں نے ہاتھ ملانے سے ابتداء کی۔ ہم نے انہیں السلام علیکم کہا (تم پر سلامتی ہو) معاً بعد میرے چہرے کے قریب سے کنکری گزری۔ ایک چھوٹے بچے نے میرا بیگ اچکنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد ایک اور۔ بعد ازاں کئی دفعہ نے میری پشت پر مکا مارا۔ اسی دوران نوجوانوں نے میری عینک کے شیشے توڑ دیئے اور میرے چہرے اور سر پر پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ میں کچھ دیکھ نہیں پا رہا تھا کیونکہ میری پیشانی سے خون بہہ کر میری آنکھوں میں پڑ رہا تھا۔ اس سب کچھ کے باوجود میں سمجھ گیا۔ انہوں نے جو کچھ کیا اس کے لئے میں ان کو موردالزام نہیں ٹھہراتا۔ درحقیقت اگر میں قلعہ عبداللہ (پاکستانی سرحد کے قریب) میں پناہ گزین کی حیثیت سے رہ رہا ہوتا تو میں بھی رابرٹ فسک یا مغرب کا جو بھی فرد مجھے ملتا میں اس کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرتا۔

افغان سرحد کے قریب میری چند منٹوں کی دہشت زدگی اور خود بیزاری' خون بہنے اور جانور کی طرح چیخنے کے عمل کو ریکارڈ کرنے کی کیا ضرورت ہے جب سینکڑوں بلکہ اگر ہم صاف گوئی سے کام لیں تو ہزاروں معصوم سویلین افغانستان کے اندر امریکی حملوں کا شکار ہو کر موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ جب ''تہذیبوں کی جنگ'' چل رہی ہے اور قندھار کے پشتون زخموں کے درد سے چیخ و پکار کر رہے ہیں اور ان کے گھروں کو تباہ کیا جا رہا ہے کیونکہ اچھائی نے ہر صورت میں برائی پر فتح حاصل کرنی ہے؟

اس چھوٹے سے قصبے میں کچھ افغان برسوں سے رہ رہے ہیں جبکہ دوسرے لوگ مایوسی' غصے اور اپنے پیاروں کی موت پر نوحہ کناں اور ماتم کرتے ہوئے گزشتہ چند ہفتوں کے دوران یہاں پہنچے ہیں۔ کار کو یہاں اس گاؤں میں اس وقت خراب نہیں ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ جس وقت کار خراب ہوئی وہ افطار سے تھوڑی دیر پہلے کا وقت تھا۔ (روزانہ کے رمضان کے روزے کے اختتام سے تھوڑی دیر پہلے۔) لیکن ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا وہ اس تباہ کن جنگ کی منافقت' غصے اور نفرت کی علامت تھا۔ مفلس و نادار افغان مردوں' نوجوانوں اور بوڑھوں کا بڑھتا ہوا گروہ جنھوں نے غیر ملکیوں (دشمنوں) کو اپنے درمیان پایا تو ان میں سے کم از کم ایک کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔

ان میں سے بہت سارے افغانوں کو انتہائی ظلم کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ انہوں نے ٹی وی پر دیکھا کہ مزار شریف میں قیدیوں کو کس طرح قتل کیا جا رہا تھا۔ ان کے ہاتھ پشت پر باندھ کر ان کا قتل عام کیا جا رہا تھا۔ بعد میں ایک دیہاتی نے ہمارے ایک ڈرائیور کو بتایا کہ انہوں نے سی آئی اے کے افسران مائیک اور ڈیو کی ویڈیو ٹیپ دیکھی ہے جس میں وہ مزار شریف میں رکوع میں جھکے ایک قیدی کو موت کے سفر پر روانہ کر رہے تھے۔ وہ ان پڑھ تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید ان میں سے بہت پڑھ سکتے تھے لیکن بی 52 طیاروں کی بمباری کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے اپنے پیاروں کی موت کا درد محسوس کرنے کے لئے کسی تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ایک مقام پر ایک چیختا ہوا نوعمر لڑکا میرے ڈرائیور کے قریب آیا اور میری طرف اشارہ کرتے ہوئے پورے خلوص سے پوچھا کہ کیا یہ مسٹر بش ہے؟

تقریباً ساڑھے چار بجے شام کا وقت ہوگا جب ہم قلعہ عبداللہ پہنچے۔ قلعہ عبداللہ کوئٹہ اور سرحدی قصبے چمن کے درمیان واقع

ہے۔ ہمارے قافلے میں میرے علاوہ ہمارا ڈرائیور امان اللہ، ہمارا مترجم فیاض احمد اور انڈی پینڈنٹ کا نمائندہ جسٹس ہگلر شامل تھے۔ جسٹس ہگلر مزار شریف میں ہونے والے قتل عام کی رپورٹنگ کے بعد تازہ دم تھا۔

سب سے پہلے ہمیں اس وقت گڑبڑ کا احساس ہوا جب ہماری کار ایک تنگ اور پر ہجوم سڑک کے درمیان رک گئی۔ ہماری جیپ کے بونٹ سے سفید بھاپ اٹھ رہی تھی۔ ہماری وجہ سے سڑک کے بند ہونے کی بنا پر رکشوں، ٹرکوں اور بسوں کے ڈرائیور مسلسل ہارن بجا کر احتجاج کر رہے تھے۔ ہم چاروں جیپ سے باہر نکلے اور دھکا لگا کر جیپ کو سڑک کے کنارے لائے۔ میں نے جسٹس کو بڑبڑانے کے انداز میں کہا کہ جیپ کار کو بھی یہیں پر ہی خراب ہونا تھا۔ قلعہ عبداللہ ان ہزاروں افغان پناہ گزینوں کی جائے پناہ ہے جو جنگ کی وجہ سے پاکستان پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔

امان اللہ دوسری کار لینے چلا گیا یہاں ایک اور پریشان کن بات یہ ہوئی کہ مشتعل نوجوانوں کے ساتھ ساتھ اندھیرا بھی چھا رہا تھا۔ جسٹن اور میں ہماری بھاپ اڑاتی گاڑی کے ارد گرد جمع ہو جانے والے دوستانہ ہجوم پر مسکرا رہے تھے۔ میں نے متعدد مرتبہ اپنے ہاتھوں کو ہلایا۔ شاید میں مسٹر بش کے حوالے سے سوچ رہا تھا۔ میں نے کئی لوگوں کو سلام کیا۔ میں جانتا تھا کہ اگر میں نے مسکرانا بند کر دیا تو کیا کچھ ہو سکتا ہے۔

ہجوم میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے جسٹن کو تجویز پیش کی کہ ہمیں جیپ سے دور ہٹ کر کھلی سڑک پر چہل قدمی کرنی چاہیے۔ ایک بچے نے میری کلائی پر اپنی انگلی سے ضرب لگائی تھی۔ میں نے اپنے آپ کو سمجھایا کہ یہ محض اتفاق ہے۔ نفرت کی محض ایک بچگانہ حرکت اس کے بعد ایک کنکری میرے سر کے قریب سے گزرتی ہوئی جسٹن کے کندھے کو جا کر لگی۔ جسٹن واپس مڑا۔ اس کی آنکھوں میں تشویش تھی۔ مجھے یاد ہے اسی مرحلے پر میں کیسے سانس لے رہا تھا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ یہ محض شرارت ہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے بچے نے میرا بیگ چھیننے کی کوشش کی۔ میرے اس بیگ میں میرا پاسپورٹ، کریڈٹ کارڈز، رقم، ڈائری، رابطہ نمبر اور موبائل فون تھا۔ میں نے اسے واپس کھینچا اور بیگ کے Strap کو اپنے کندھے کے گرد لپیٹا۔ جسٹن اور میں نے سڑک پار کی۔ اسی اثناء میں کسی نے مجھے پشت پر کاری ضرب لگائی۔

جب لوگوں کا آپ کی طرف سے رویہ اچانک تبدیل ہو جائے تو آدمی کیسے خواب سے جاگ اٹھتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ جب میں نے ایک آدمی سے ہاتھ ملایا تو وہ مسکراتا رہا تھا لیکن اب اس کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔ کچھ چھوٹے لڑکے ابھی بھی مسکرا رہے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے جس غیر ملکی کی عزت کی جا چکی تھی جو سب کو باری باری السلام علیکم کہہ رہا تھا۔ اب وہی خوفزدہ اور حیران و پریشان تھا۔ مغرب کی حیثیت کم ہو گئی تھی۔ جسٹن کو ایک طرف دھکیلا جا رہا تھا۔ سڑک کے وسط میں ہم نے دیکھا کہ ایک بس ڈرائیور ہاتھ کے اشارے سے ہمیں اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ فیاض ابھی تک کار کے پاس کھڑا تھا۔ وہ ابھی تک سمجھنے سے قاصر تھا کہ ہم چل کر ادھر کیوں گئے۔ اب وہ ہمیں دیکھ نہیں پا رہا تھا۔ ہم اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ جسٹن کار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ بس پر سوار ہو گیا۔ جب میں نے اپنا پاؤں بس کے پائیدان پر رکھا تو اسی اثناء میں تین آدمیوں نے میرے بیگ کے سرے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور مجھے سڑک پر کھینچ کر لائے۔ جسٹن چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ اپنی گرفت مضبوط رکھو۔

اسی کشمکش میں میرے سر پر پہلا تازیانہ پڑا۔ میں تقریباً گر پڑا۔ مجھے اتنی جلدی اور اس قدر سخت تازیانے کی توقع نہ تھی۔ کوئی مجھ سے اس قدر بھی نفرت کر سکتا تھا کہ وہ مجھے زخمی بھی کر سکتا۔ اس کے بعد میرے سر پر دو اور مکے پڑے۔ ایک مکا میرے کندھے کی پچھلی جانب پڑا۔ یہ مکا پڑتے ہی میں بس کے ساتھ جا ٹکرایا لیکن میں نے ابھی تک سختی کے ساتھ جسٹن کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ بس کے مسافر پہلے میری طرف اور پھر جسٹن کی طرف دیکھتے لیکن ان میں سے کسی نے بھی حرکت نہ کی۔ ان میں سے کوئی بھی ہماری مدد نہیں کرنا چاہتا تھا۔

میں اونچی آواز میں چلایا، جسٹن میری مدد کرو۔ جسٹن اپنی انسانی قوت سے بڑھ کر میری مدد کر رہا تھا۔ وہ میری لحظہ بہ لحظہ کمزور ہوتی ہوئی گرفت

www.naqshbandiaowaisiah.com

کو سہارا دے رہا تھا اور پھر میں نے محسوس کیا کہ میں جسٹن کی صرف آواز سن سکتا ہوں۔

اس کے بعد میرے سر پر مزید مکے لگے۔ ان میں سے کچھ تو میرے دماغ پر بھی پڑے۔ ان مکوں سے مجھے میرا سکول یاد آ گیا۔ جب پچاس برس قبل میں اپنے پرائمری سکول Cedars میں پڑھتا تھا جو میڈسٹون میں واقع تھا جب ایک لمبے لڑکے نے کھیل کے میدان میں میرے سر پر گھونسا مارا تھا۔ مجھے یاد آ رہا تھا کہ جیسے مجھ پر گھونسوں کی بارش ہو رہی ہو' جیسے ان گھونسوں نے میری ناک کو متاثر کیا ہو۔ اگلا گھونسا مجھے اس شخص سے پڑا جو اپنے دائیں ہاتھ میں پتھر کا ایک بڑا سا ٹکڑا اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے پتھر کا یہ ٹکڑا پوری قوت سے میری پیشانی پر دے مارا۔ اور پھر میرے چہرے' ہونٹوں اور ٹھوڑی سے خون بہہ نکلا۔ میری پشت کولھے اور پنڈلیوں پر ضربیں لگائی گئیں اور ایک ٹین ایجر لڑکے نے ایک مرتبہ پھر میرا بیگ چھیننے کی کوشش کی اور میں بیگ کے Strap پکڑتا رہ گیا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ میرے سامنے 60 آدمی موجود ہوں گے جو غرا رہے تھے۔ میں نے جو کچھ محسوس کیا وہ خوف نہیں تھا بلکہ حیرت و استعجاب تھا۔ اس طرح ہوتا ہے' میں جانتا تھا۔ مجھے جواب دینا تھا۔ یا پھر حیرت و پریشانی اور بے چارگی کے عالم میں' میں نے محسوس کیا کہ مجھے مرنا ہوگا۔

جس چیز سے مجھے صدمہ ہوا وہ یہ تھی کہ مجھے طبعی طور پر احساس ہو رہا تھا کہ میں گر پڑا ہوں۔ میرا ادراک بڑھتا جا رہا تھا کہ میں اپنے ہی خون میں شرابور ہوتا جا رہا ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ میں نے اس سے قبل کبھی اتنا زیادہ خون دیکھا ہوگا۔ ایک لمحے کے لئے مجھے انتہائی خوفناک بلکہ بھیانک چہرے کا احساس ہوا۔ مجھے اپنا چہرہ بس کے شیشے میں نظر آیا تھا جو خون سے تر بہ تر تھا۔ میرے ہاتھ لیڈی میکبتھ کی طرح خون سے تر بہ تر تھے۔ خون میری شرٹ کے کالر سے ہوتا ہوا میری کمر اور وہاں سے میری شرٹ پینٹ تک پہنچ گیا۔ میں اپنی پینٹ کے نیچے قرمزی رنگ کے سیال مادے کو محسوس کر رہا تھا۔

جس قدر میرا زیادہ خون بہہ رہا تھا اسی قدر ہجوم میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا جو گھونسوں سے میری تواضع کر رہا تھا۔ میرے کندھے اور سر پر چھوٹی چھوٹی کنکریوں اور پتھروں کی بارش ہونے لگی۔ میں نے سوچنا شروع کر دیا یہ سلسلہ کتنی دیر تک جاری رہے گا؟ اور پھر بیک وقت میرے سر پر دونوں جانب پتھر پڑے۔ یہ پتھر کے ٹکڑے اچھال کر مجھے نشانہ بنایا گیا بلکہ مجھے ان پتھروں سے اس آدمی نے نشانہ بنایا جو پتھر کے یہ ٹکڑے ہاتھ میں لے کر میری کھوپڑی اڑانے کی کوشش کر رہا تھا اور پھر ایک مکا میرے چہرے پر پڑا۔ میرا چشمہ میری ناک پر ہی ٹوٹ گیا۔ ایک دوسرے شخص نے میری کمر کے گرد ڈالا تو چشمہ اچک لیا۔

میرا یہ اندازہ ہے کہ اس مقام پر مجھے لبنان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ پچیس برسوں تک میں نے لبنان کی جنگ کی رپورٹنگ کی تھی۔ لبنانی مجھے سکھایا کرتے بار بار سکھایا کرتے تھے کہ زندہ کیسے رہنا ہے۔ کوئی فیصلہ کرو! کوئی بھی فیصلہ لیکن یہ نہیں ہونا چاہئے کہ کچھ بھی کرو۔

پس میں نے اس نوجوان سے اپنا بیگ واپس چھین لیا جو اسے پکڑے ہوئے تھا۔ وہ ایک قدم پیچھے پلٹا۔ میں اپنے دائیں طرف کھڑے آدمی کی طرف پلٹا۔ جو اپنے ہاتھ میں خون آلود پتھر لئے کھڑا تھا۔ میں نے اپنا مکا اس کے منہ پر جڑ دیا۔ مجھے کچھ زیادہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ عینک کے بغیر نہ صرف میری نزدیک کی نظر کمزور تھی بلکہ اس کے اوپر خون کی تہہ بھی جم چکی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آدمی کھانسنے لگا اور اس کے منہ سے ایک دانت باہر نکل پڑا اور پھر وہ سڑک پر اوندھے منہ گر پڑا۔ ایک لمحہ کے لئے ہجوم رک گیا اور پھر میں دوسرے آدمی کی طرف پلٹا۔ میں نے اپنا بیگ اپنے بازو کے نیچے دبوچا ہوا تھا۔ میں نے اس کی ناک پر مکا دے مارا۔ وہ غصے سے چنگھاڑا اور اچانک اس چہرہ خون سے تر ہو گیا۔ میں نے ایک اور آدمی کو گھونسا مارا' ایک کے چہرے پر مکا جمایا اور بھاگ نکلا۔

میں دوبارہ سڑک کے درمیان پہنچ گیا لیکن میں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ میں نے اپنے ہاتھ اپنی آنکھوں کو لگائے۔ میری آنکھیں خون سے لتھڑی ہوئی تھیں۔ میں نے اپنی آنکھوں پر جم جانے والے خون کو صاف کرنے کی کوشش کی۔ اس عمل کے دوران یوں محسوس ہو رہا تھا اور آواز آ رہی تھی جیسے بھنور سے آواز آتی ہے میں نے دوبارہ دیکھنا شروع کر دیا۔ تب میں نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

محسوس کیا کہ میں رو رہا ہوں' ساتھ چلا بھی رہا ہوں اور یہ کہ میری آنکھوں کے آنسو میری آنکھوں میں موجود خون کو دھو رہے تھے۔ میں اپنے آپ سے پوچھ رہا تھا میں نے کیا کیا۔ میں افغان پناہ گزینوں پر مکے اور گھونسے چلاتا رہا۔ ان لوگوں کو مکے اور گھونسے مارے جن کے بارے میں' جن کی مظلومیت کے بارے میں اور جن پر ہونے والے مظالم کے بارے میں اتنے عرصے سے لکھ رہا تھا' ایسے لولے لنگڑے اور اپاہج لوگ جنہیں دوسرے ملکوں کے ساتھ میرا اپنا ملک سرحد کے اس پار طالبان کے ساتھ ختم کر رہا ہے۔ میں نے سوچا اللہ مجھے معاف کرے۔ میں سوچتا ہوں کہ میں نے یہی الفاظ کہے تھے۔ اب میں ان لوگوں کا دشمن بن گیا تھا جن کے خاندانوں کو بمبار طیارے موت کے گھاٹ اتار رہے تھے۔

اس کے بعد بڑی حیران کن بات ہوئی۔ ایک آدمی چل کر میرے پاس آیا۔ اس نے بڑی نرمی اور پیار سے مجھے بازو سے پکڑا۔ میری آنکھوں میں پڑنے والے خون کی وجہ سے میں اچھی طرح دیکھ نہیں پایا تھا۔ اس نے چوغہ نما لباس پہنا ہوا تھا۔ اس نے پگڑی پہنی ہوئی تھی۔ اس کی داڑھی کے بال سرمئی رنگ کے تھے۔ وہ مجھے ہجوم سے نکال کر لے گیا۔ میں نے اپنے کندھے پر سے دیکھا اب تقریباً سینکڑوں کی تعداد میں لوگ میرے پیچھے تھے۔ سڑک کے ساتھ ساتھ پتھر کے ٹکڑے پڑے تھے لیکن اب لوگ مجھے نشانہ نہیں بنا رہے تھے۔ شاید اب وہ اجنبی کو نشانہ بنانے سے احتراز کر رہے تھے۔ وہ دیو مالائی شخصیت کی مانند تھا۔ یا بائبل کی کسی کہانی کی مانند' جیسے گڈ سمارٹین ہو' یا کسی گاؤں کا ملاّ جو میری جان بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس نے مجھے پولیس کے ایک ٹرک کے پیچھے اندر دھکیل دیا۔ مگر پولیس والوں نے حرکت نہ کی۔ وہ خوفزدہ ہو چکے تھے "میری مدد کرو' میں گاڑی کی چھوٹی سی کھڑکی میں سے چیختا چلاتا رہا جبکہ میرے ہاتھوں سے خون کی دھاریں چل رہی تھیں۔ انہوں نے چند میٹر تک گاڑی دوڑائی اور پھر رک گئے۔ جہاں ایک لمبے تڑنگے آدمی نے ان سے کچھ کہا۔ اس کے بعد انہوں نے مزید تقریباً 300 میٹر گاڑی دوڑائی۔

وہاں سڑک سے ہٹ کر ریڈ کراس یا ریڈ کریسنٹ کا ایک کانوائے تھا۔ ہجوم ابھی تک ہمارے پیچھے تھا۔ طبی امداد سے تعلق رکھنے والے دو آدمیوں نے مجھے گھسیٹ کر اپنی ایک گاڑی میں ڈالا۔ میرے ہاتھ اور چہرہ پانی سے دھویا اور میرے سر' چہرے اور پیچھے پٹیاں باندھنے لگے۔ "لیٹے رہو اور ہم تمہارے اوپر ایک کمبلے ڈال دیں تاکہ وہ تمہیں دیکھ نہ سکیں' ان میں سے ایک آدمی نے کہا۔ وہ دونوں بنگلہ دیشی مسلمان تھے اور ان کے نام ریکارڈ پر آنے چاہئیں کیونکہ وہ بہت اچھے آدمی تھے۔ ایک کا نام محمد عبدالہاشم اور دوسرے کا سکدار مقدس احمد تھا۔ میں فرش پر لیٹا رہا اور درد سے کراہتا رہا۔ مجھے اتنا معلوم ہو گیا تھا کہ میں اب زندہ رہوں گا۔

چند منٹوں میں جسٹن پہنچ گیا۔ اسے بلوچستان لیویز کے ایک سپاہی نے بچا لیا تھا۔ جو سلطنت برطانیہ کا ایک بہادر سپاہی نظر آ رہا تھا جو صرف ایک رائفل کے ساتھ لوگوں کو اس کار سے دور رکھے ہوئے تھا جس میں اب جسٹن بیٹھا تھا۔ میں نے اپنے بیگ کو ٹٹولا۔ میں اپنے آپ سے خود ہی کہتا رہا۔ انہوں نے میرے بیگ کو نہیں چھیڑا ہوگا' جیسے میرا پاسپورٹ اور میرے کریڈٹ کارڈ جام مقدس (ہولی گریل) تھے مگر انہوں نے میری آخری عینک بھی چھین لی تھی۔ میں اب تینوں عینکوں کے بغیر کسی اندھے کی طرح تھا۔ میرا موبائل فون بھی غائب تھا اور ٹیلی فون نمبروں کی نوٹ بک بھی غائب تھی۔ جس میں مشرق وسطیٰ میں پچیس سال تک ٹیلی فون نمبر لکھتا رہا تھا۔ مجھے کیا کرنا چاہئے تھا؟ کیا میں ہر ایک سے کہوں' جس نے مجھے کبھی دیکھا ہو' کہ وہ مجھے اپنا ٹیلی فون نمبر دے؟

"خدا انہیں غارت کرے" میں نے کہا اور اپنی مٹھی دیوار پر مارنے کی کوشش کی تو مجھے احساس ہوا کہ کلائی سے بہت زیادہ خون بہہ رہا ہے۔ یہ ایک دانت سے لگا ہوا زخم تھا کیونکہ میں نے ایک آدمی کے جبڑے پر مکا مارا تھا۔ ایک ایسا آدمی جو بالکل معصوم تھا۔

مجھے اسلامی دنیا کے مصائب اور ذلت وخواری کی خبریں بھیجتے ہوئے پچیس سال سے زائد عرصہ گزر چکا تھا مگر ان کے غصے نے اب مجھے بھی گھیر لیا ہے۔ وہاں ریڈ کریسنٹ کے محمد اور سکدار اور فیاض تھے اور امان اللہ تھا جس نے طبی امداد کے لئے ہمیں اپنے گھر آنے کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

لئے کہا تھا۔ وہاں ایک مسلمان بزرگ بھی تھا جس نے مجھے بازو سے پکڑ رکھا تھا۔

مجھے احساس ہوا کہ وہ تمام افغان آدمی اور لڑکے تھے جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا تھا اور جنہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا مگر ان کا وحشی پن دوسروں کا پیدا کردہ تھا' یعنی ہمارا اپنا' ہم نے روس کے خلاف جنگ میں ان کو مسلح کیا تھا اور ان کے دکھوں کو بھول گئے تھے۔ انکی خانہ جنگی پر قہقہے لگاتے تھے اور اب پھر انہیں ہتھیار اور سرمایہ دیا ہے کہ وہ صرف چندمیل دور ''تہذیب وتمدن کیلئے جنگ'' لڑیں اور پھر ہمیں نے انکے گھروں پر بم برسائے اور ان کے خاندانوں کو منتشر کردیا اور اسے ''معمولی نقصان'' کا نام دیا۔

چنانچہ میرے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے لکھنا چاہئے کہ اس خوفناک' احمقانہ چھوٹے واقعہ میں میرے ساتھ کیا بیتی۔ مجھے خدشہ ہے کہ بعض دوسرے لوگ اسے دوسری طرح بیان کریں گے کہ ایک برطانوی صحافی کو کس طرح ''افغان مہاجرین کے ایک ہجوم نے مارا پیٹا''۔

بلاشبہ یہ ایک نکتہ ہے۔ جن لوگوں پر ظلم کیا گیا ہے' افغان تھے۔ انہیں ہم نے زخم لگائے ہیں۔ ہمارے بی 52 بمباروں نے۔ انہوں نے خود ہی اپنے آپ کو زخمی نہیں کیا۔ میں پھر یہی کہوں گا کہ اگر میں قلعہ عبداللہ میں ایک افغان پناہ گزین ہوتا تو میں بھی وہی کرتا جو ان لوگوں نے کیا ہے۔ میں رابرٹ فسک پر حملہ کر دیتا یا کسی ا‍ن مغربی ملک کے شخص پر جو میرے سامنے آجاتا۔ (بشکریہ خبریں)

اعزاز شہادت

تنظیم الاخوان بلوچستان کے امیر قاری محمد یونس کے بھتیجے **حافظ عبدالولی** 11 نومبر کو مزار شریف میں امریکی فضائی بمباری سے **شہید** ہوگئے۔ ان کی میت پاکستان لاکر دفنائی گئی۔

دعائے مغفرت

راؤ ماسٹر لیاقت علی ولد راؤ ماسٹر حسن محمد شجاع آبادی کی ساس صاحبہ فوت ہوگئی ہیں۔

سید مدثر شاہ (جدہ) مردان کے والد ماجد نومبر 2001ء کو وفات پاگئے۔

ڈاکٹر میر رضوان احمد (پشاور) کے والد ماہ اگست 2001ء کو وفات پاگئے۔

اٹک کے پرانے ساتھی حاجی امجد خاں کے چھوٹے بھائی شمیم خاں وفات پاگئے۔ ان سب کے لئے ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

فیصل آباد سے منارہ تک

شیخ عبدالقیوم جاوید صحافت اور سیاست سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں امیر محمد اکرم اعوان کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ انہوں نے مذکورہ عنوان کے تحت اپنی تحریر اس خواہش کے ساتھ ہمیں بھجوائی ہے کہ اسے الرشد میں شائع کیا جائے۔ قارئین کی دلچسپی کے پیش نظر اس تحریر کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔

میں ایک مذہبی گھرانے کا چشم وچراغ ہوں۔ بچپن سے ہی لکھنے کا شوق تھا۔ ممتاز دانشور اور صحافی قاضی غیاث الدین جانباز اور ناصح سرہندی کے پاس میرا بچپن گزرا۔ طالب علمی کے زمانے میں۔ مشرق۔ امروز اور کوہستان میں لکھتا تھا۔ صحافت کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی قدم رکھتا۔ سیاست کا آغاز میں نے اسلامی جمعیت طلباء کے پلیٹ فارم سے کیا۔ مذہبی گھرانے سے تعلق ہونے کی وجہ سے میں نے ہر مکتبہ فکر کے جلسے اور جلوس میں شرکت کی اور تقریباً تمام مسالک کے جید علمائے کرام سے ملاقاتوں کا شرف بھی حاصل ہوا۔ 1990ء میں فیصل آباد آ گیا اور یہاں ایک دن تنظیم الاخوان پنجاب کے سابق صدر منور حسین کلو سے میری ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے مجھے اسلام اور ذکر وغیرہ کے متعلق بہت کچھ بتایا۔ پھر میرا کلو صاحب کے پاس آنا جانا شروع ہوگیا۔ انہوں نے میری ملاقات حاجی محمد اسلم مدیر ماہنامہ ''المرشد'' سے کروائی جنہوں نے مجھے کہا کہ جمعۃ المبارک تنظیم الاخوان کے امیر حضرت مولانا محمد اکرم اعوان کے پیچھے پڑھوں۔ میں نے رمضان المبارک کا پہلا جمعہ منارہ' دارالعرفان میں پڑھا۔ دوسرے جمعۃ المبارک کو کلو صاحب اور ضمیر ے ساتھ اکٹھے دارالعرفان منارہ میں جمعہ پڑھنے کا پروگرام بنا۔ ہم صبح 9 بجے منارہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں تسبیح اور ذکر کرتے رہے۔ اسی دوران ہمارا ڈرائیور منارہ جانے والی سڑک بھول گیا اور موٹروے پر دوسری جانب ہولیا۔ کلو صاحب کو شک ہوا کہ ہم غلط سمت جارہے ہیں تو انہوں نے ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی بیک کرلو۔ ابھی بیک شروع کی ہی تھی کہ موٹروے کی پولیس وین آ گئی انہوں نے کہا! بیک کیوں کررہے ہو؟ ہم نے کہا کہ غلط سمت چل پڑے تھے ہم دراصل حضرت جی (امیر محمد اکرم اعوان) کے پیچھے جمعہ پڑھنے جارہے ہیں۔ وہ گرم سرد ہوئے اور کہا کہ جاؤ ایسا پہلی دفعہ ہوا ورنہ پولیس گاڑی بیک کرنے والے کو کبھی معاف نہیں کرتی۔ موٹروے پر گاڑی بیک کرنا سخت جرم ہے۔ ہمارا ارادہ نیک تھا پھر نیک کام کے لئے جارہے تھے پھر حضرت امیر صاحب کی زیارت کے لئے جارہے تھے۔ ہمیں چھوڑنا ایک معجزہ سے کم نہیں۔ 12 بجے دوپہر منارہ پہنچے' نفل وغیرہ پڑھے اتنے میں ایک بجے جمعۃ المبارک پڑھانے کے لئے حضرت امیر محمد اکرم اعوان تشریف لے آئے۔ خطاب شروع ہوا۔ موضوع تھا ''اللہ تعالیٰ کا دین غالب آ کر رہے گا'' جمعۃ المبارک سے فارغ ہوکر حضرت جی اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ سو کے قریب افراد بیعت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضرت جی کو پیغام بھجوایا گیا۔ آپ دوبارہ تشریف لے آئے اور سو کے لگ بھگ افراد بیعت ہوئے۔ میں نے اور ضمیر عالم نے بھی بیعت کی۔ کلو صاحب پہلے ہی بیعت تھے۔ بیعت کے بعد چند کیسٹیں خریدیں اور فیصل آباد کے لئے واپس چل پڑے۔ چنیوٹ کے قریب روزہ افطار کیا اور نماز مغرب ادا کی۔ اب میں روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرتا ہوں اور ذکر پابندی کے ساتھ کرتا ہوں۔ میری سب پریشانیاں ختم ہوگئی ہیں' مجھے سکون حاصل ہوگیا ہے اور گھر میں بھی برکت آ گئی ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

آزادی کی من گھڑت داستان

روئیداد خان

"مطلق العنان اقتدار تند و تیز شراب ہوتا ہے۔" چرچل نے میجر جنرل ٹیمپلر سے کہا "اسے احتیاط کے ساتھ استعمال کرو۔" چونکہ اس نے کہا "اعلیٰ عہدہ بہت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ہر شخص یہی کہتے ہیں۔" صاف گوئی۔ ایلپس کے پہاڑوں سے نیچے بہتے ہوئے پانی کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہوئے فیوہرر نے اعلان کیا: "جو میرے ساتھ نہیں اسے کچل دیا جائے گا۔" آسٹریا کمزور ہونے کی وجہ سے اپنا دفاع نہیں کر سکتا تھا اور بالکل تنہا تھا ایسے ہی جیسے آجکل افغانستان ہے۔

کپکپی طاری کر دینے والے ان الفاظ کے ادا کئے جانے کے بہت عرصہ بعد صدر بش نے دہشت گردی کے خلاف مہم کے متعلق بڑے وثوق اور خوفزدہ کر دینے والے دھمکی آمیز لہجے میں کہا: "دنیا کے تمام ملکوں کے لئے امریکہ کی طرف سے ایک پیغام ہے' اگر آپ دہشت گردوں کو پناہ دیتے ہیں تو آپ بھی دہشت گرد ہیں۔ اگر آپ کسی دہشت گرد کو اسلحہ یا تربیت دیتے ہیں تو آپ بھی دہشت گرد ہیں۔ اگر آپ کسی دہشت گرد کو خوراک مہیا کرتے ہیں یا کسی دہشت گرد کو مالی مدد دیتے ہیں تو آپ بھی دہشت گرد ہیں اور امریکہ آپ کا تعاقب کرے گا۔"

دنیا کے سامعین کی نظروں میں ان کے یہ جملے اپنی بے حسی کی وجہ سے بہت اہم تھے' جو بین الاقوامی معاملات میں ان کی بے حس لاعلمی کو ظاہر کرتے تھے۔ کچھ سادہ لوح پاکستانیوں کے ذہنوں سے کسی قسم کی غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے بھارت میں امریکہ کے سفیر رابرٹ بلیک ول نے نئی دہلی میں رپورٹروں کو بتایا: "ایک دہشت گرد' دہشت گرد ہی ہوتا ہے۔ وہ آزادی کی جدوجہد کرنے والے نہیں ہیں۔" یہ حیرت کی بات نہیں' مسلمان ملکوں میں اتنی خاموشی ہے اور وہ حیران ہو رہے ہیں کہ اس کے بعد اب کس کو "آزادی دلائی جائے گی۔"

دہشت گردی کا مطلب کیا ہے اور دہشت گرد کون ہے؟ اقوام متحدہ میں اس موضوع پر بحث مباحثے میں شرکت کرنے والے جلد ہی الجھن میں پھنس گئے۔ وہ دہشت گردی کی وضاحت نہ کر سکے اور یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ ایک دہشت گردی کی پہچان کیا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے ایک جج کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ وہ فحاشی کی وضاحت نہیں کر سکتے۔ مگر اس وقت انہیں پتہ چل جاتا ہے' جب وہ اسے دیکھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دہشت گردی ایسے ہی ہے' جیسے آپ کے دروازے پر ہاتھی بندھا ہوا ہو۔ جب آپ اسے دیکھتے ہیں تو اسے پہچان لیتے ہیں۔

دہشت گردی اور دہشت گرد کے متعلق کسی قابل قبول وضاحت کی تلاش کو جاری رہنے دیں۔ مگر صدر جارج ڈبلیو بش نے ایک حکم نامے پر دستخط کر دیئے ہیں' جس کے تحت دہشت گردی کے الزام میں ملوث غیر ملکیوں پر خصوصی فوجی ٹریبونل مقدمات کی سماعت کر سکیں گے۔ "اس قسم کے ٹریبونل عوامی نہیں ہوں گے" اور یہ "پاکستان اور افغانستان میں بھی کارروائی کر سکیں گے۔" اس حکم کے تحت صدر بش خود یہ فیصلہ کریں گے کہ دہشت گرد کون ہے اور اس کے بعد ٹریبونل میں مقدمہ چلے گا۔ یہ ٹریبونل کسی فوجی مقدمے سے بھی زیادہ کسی مدعا علیہ کے حقوق کو محدود رکھیں گے۔ کسی معقول شک کے علاوہ ٹریبونلوں کو جرم کے ثبوت کی ضرورت نہیں ہوگی اور فوجی اور سول عدالتوں کی طرح انہیں ثبوت کے سخت اصولوں کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ کورٹ مارشل میں کسی شخص کے مقابلے میں اس قسم کی عدالت میں ملزم کو چند حقوق ہی حاصل ہوں گے۔

صدر بش نے اصل میں شاہانہ صدارت کی بنیاد رکھ دی ہے اور فرینکلن روز ویلٹ کے مقابلے میں امریکی حکومت پر زیادہ غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ اب واشنگٹن میں ایک واحد شخص یہ فیصلہ کرے گا کہ دنیا کے کسی دور دراز کونے میں بیٹھا کوئی غیر ملکی دہشت گرد ہے یا نہیں۔ اور پاکستان یا افغانستان میں ایک امریکی کینگرو عدالت یہ فیصلہ کرے گی کہ اس شخص کو زندہ رہنا چاہئے یا نہیں۔ یہ انتہائی ظالمانہ

اقدام ہے، یہ انتہائی احمقانہ اقدام ہے۔ اقوام متحدہ کی حالیہ قراردادوں کے باوجود بین الاقوامی قانون کے لحاظ سے یہ واضح طور پر ایک غیر قانونی اقدام ہے۔ امریکہ میں شہری آزادیوں اور جمہوریت کے لئے یہ ایک تباہ کن اقدام ہے۔

امریکی اپنے ملک میں جو جی چاہے کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے ملک میں فوجی عدالتیں یا فوجی ٹربیونل قائم کر سکتے ہیں اور لوگوں کو، چاہے وہ مجرم ہوں یا بے گناہ، پھانسی پر چڑھا سکتے ہیں، لیکن پاکستانی سرزمین پر ایسا کیوں؟ اس ناقابل یقین ''اہمیت'' کے لئے پاکستان ہی کو کیوں منتخب کیا گیا ہے؟ کیا ہماری حکومت نے اس کی منظوری دی ہے؟ یا یہ کہ ہماری حکومت کی منظوری کو فرض کر لیا گیا ہے؟ کیا یہ ٹربیونل ہماری اعلیٰ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آئیں گے؟ یا یہ کہ کیا ہماری عدالتوں کے دائرہ اختیار کو ختم کر دیا جائے گا؟ ہماری اپنی سرزمین پر غیر ملکی فوجی ٹربیونلوں کا قیام کس طرح ہماری خودمختاری سے مطابقت رکھتا ہے؟ پاکستان کے عوام کا یہ حق ہے کہ وہ اس قسم کے سوالات اٹھائیں اور ان کے جوابات کا مطالبہ کریں۔

تھیوڈور روز ویلٹ نے ایک بار ایک کہانی سنائی تھی، جو دہشت گردی میں مشتبہ افراد کو سزائیں دینے کے متعلق موجودہ امریکی حماقت کی تصویر کشی کرتی ہے۔ یہ کہانی کاؤبوائز کے ایک گروپ کے متعلق ہے، جنہوں نے ایک شخص کو اس شک کی بنا پر پکڑ لیا کہ اس نے ان کا گھوڑا چوری کیا ہے۔ اولڈ ویسٹ کے علاقے میں یہ ایک سنگین جرم سمجھا جاتا تھا اور کاؤبوائز نے اس شخص کو فوراً پھانسی پر لٹکا دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انہیں معلوم ہوا کہ ایک دوسرے شخص نے اقبال جرم کر لیا ہے۔ کاؤبوائز نے اپنے میں سے ایک بہت زیادہ چالاک ساتھی کو مقرر کیا کہ وہ غلطی سے پھانسی دیئے جانے والے شخص کی بیوہ کو اطلاع کرے۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور جب بیوہ عورت باہر آئی تو اس نے احتراماً اپنا ہیٹ اتار لیا اور کہا: ''ماں، ہم نے آپ کے شوہر کو گھوڑا چور سمجھ کر پھانسی دے دی ہے، لیکن کام ختم کرنے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ یہ کام کسی اور شخص نے کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ساتھ مذاق کیا گیا ہے۔''

جیسا کہ کاؤبوائز نے کیا تھا۔ یہی کچھ موجودہ امریکی قیادت کر رہی ہے کہ دہشت گردی (اس کا جو بھی مطلب لیا جائے) کے ملزموں کو، لیکن مجرموں کو نہیں، جتنی جلد ہو سکے ختم کر دیا جائے۔ لیکن یہ بھیانک لطیفہ ان لوگوں پر صادق آتا ہے، جنہیں ان جرائم کی سزا دی جائے گی، جن کے وہ مرتکب بھی نہیں ہوں گے۔

بچوں کی کتابوں کی ایک مقبول عام سیریز ہیری پورٹر میں ایک کردار اتنا پریشان کرتا ہے کہ ہیری پورٹر کے دوست اس کے حوالے سے صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ ''اس کا ذکر بالکل نہیں کرنا چاہئے۔ ''جیسے'' وال ڈیمورٹ'' کا نام لینے سے ہی کوئی آفت ٹوٹ پڑے گی۔ اسامہ بن لادن واضح طور پر صدر بش کے لئے وال ڈیمورٹ ہیں۔ کسی اور چیز کے بجائے انہیں صرف اسامہ کے سر کی ضرورت ہے۔

''ایک رومن شہنشاہ کے الفاظ یاد رکھو۔'' نپولین نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''ایک مردہ دشمن ہمیشہ اچھا لگتا ہے۔'' کہتے ہیں کہ مردہ لوگ کوئی نقصان نہیں پہنچاتے۔ لیکن اتنا بے وقوف کون ہے کہ وہ سوچے کہ اسامہ بن لادن کو مردہ یا زندہ حاصل کرنے سے وہ لوگ مطمئن ہو سکیں گے، جو انہیں سزا دینا چاہتے ہیں؟ ایک شخص، ایک شہید اور اس کی جگہ لینے ہزاروں آ جائیں گے۔ صرف اسامہ کو ختم کرنے سے یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا، کیونکہ امریکہ اس وقت جنگ چاہتا ہے۔

امریکیوں میں ایک کہاوت مشہور ہے کہ اگر آپ خشکی پر ہیں، تو کوئی مچھلی آپ کو ہلاک نہیں کر سکتی۔ چنانچہ بیشتر امریکی خشکی پر ہی رہتے ہیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ محفوظ ہیں۔ بدقسمتی سے یہ کہاوت بھی دوسرے بہت سے قصے کہانیوں کی طرح جھوٹ ہے۔ کوئی شخص بھی اس خوفناک انسانی المیے کو جائز قرار نہیں دے سکتا، جس میں ہزاروں بے گناہ مردوں اور عورتوں کی زندگیاں ختم کر دی گئی ہیں۔ ہمیں امریکہ کے غم و غصے کا علم ہے اور ہم اس کے دکھ میں شریک ہیں، لیکن امریکہ محض انتقام کی خاطر اپنی عقل سلیم کو داغدار کیوں کر رہا ہے، کیونکہ ایک زخمی دیو کے غیض و غضب کے سامنے کوئی دلیل کام نہیں کر سکتی اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا رخ کس طرح ہوگا۔

افغانستان کے غریب، بھوکے، قحط زدہ اور بے یار و مددگار عوام پر بے دریغ، ظالمانہ بمباری کا جواز کیا ہے؟ اس سے مجھے ایک قدیم چینی کہاوت یاد آتی ہے: ''بندروں کو ڈرانے کے لئے مرغی کا ایک چوزہ ذبح کر دو۔'' (یعنی دوسروں کو تنبیہ کرنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے ایسی ہی "مشقوں" کو وقت دیا ہو)۔ افغانستان میں جو المیہ ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے اس سے یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ تیسری دنیا کے ملکوں کی آزادی محض ایک نیم دلی کی حد تک داستان اور فریب نظر ہے۔

بنیادی طور پر امریکی یہ چاہتے ہیں کہ دنیا ان کے اشاروں پر چلے اور یہ ممالک اپنے آپ کو امریکی سمت میں بخشنے کو محض سمجھیں۔ ایک پیغام بہت صاف نظر آتا ہے کہ جو امریکہ کے ساتھ مت ٹکرانے والے اس صورت میں کہ تم پیچھے کی کوشش نہ کرو۔ محض زبان ہو یا دنیا کی سے ساتھ جو بات ہو جیسے چین کے ساتھ بڑا اور شمالی کوریا وابستہ ہیں یہ بھی تمہارے پاس ایٹمی ہتھیار ہونے چاہئیں اور زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ قوم کی ہمت اور آزادی کے دفاع کے لئے تمہارے اندر ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی جرات ہو۔ تاریخ سے یہ سبق ملتا ہے کہ وہ افراد یا قومیں جو مر نہیں سکتیں انہیں زندہ رہنا بھی نہیں آتا۔ جہاں قبریں ہوں گی قیامت والے دن وہیں پر دوبارہ زندگیاں دی جائیں گی۔

چند روز پہلے اسلام آباد میں افغانستان میں امریکی جنگ پر پروفیسر چومسکی نے سخت تبصرہ کیا ہے۔ دو گھنٹے کے لیکچر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ میں نے پروفیسر چومسکی سے کہا کہ غریب بھوکے قحط زدہ بے یار و مددگار اور بے گناہ افغانوں کو آپ کیا مشورہ دیں گے جو دنیا کی واحد سپر پاور کی وحشیانہ بمباری کا نشانہ بنے ہوئے ہیں؟ ساری دنیا ان کے خلاف متحد کیوں ہو گئی ہے؟ دانشور برادری خاموش کیوں ہے؟ پروفیسر چومسکی نے بمباری کی مذمت کی اور کہا کہ "درحقیقت" میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں؟" میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ وہ لوگ جنہیں آواز بلند کرنی چاہئے تھی، سرمایہ داروں اور طاقتوروں کے ملازم بنے ہوئے ہیں" اور ایسی ہی پچاسوں باتیں کہی ہیں۔

پاکستان ناتوانی اور جذبات سے عاری تھکن کا شکار ہو گیا ہے۔ جرم، شرم، خطرے اور اضطراب کا احساس، محرومی کے احساس کی طرح ملک پر چھایا ہوا ہے۔ ایسا دکھائی دیتا ہے کہ ہم ایک آسیب زدہ ٹرین میں بیٹھے ہوئے ہیں جو تیز رفتاری پکڑتی جا رہی ہے اور اب ہم اس سے اتر بھی نہیں سکتے۔ آج پاکستان خاموش اور سوگواروں کا ملک بنا ہوا ہے جہاں چند لوگ ہی مستقبل کی بات کرتے ہیں اور باقی محض زندگی گزار رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو معمولی اور غیر اہم سمجھتے ہیں ان کے مصائب کسی کو متوجہ نہیں کر سکتے اور وہ اپنے دکھ درد کو دفن کر دینا ہی بہتر سمجھتے ہیں۔

پاکستان ایک نہایت ہی عمیق اور گہرے گڑھے میں گر گیا ہے۔ آپ گڑھوں کے پہلے اصول پر کب عمل کریں گے؟ یعنی جب آپ کسی گڑھے میں گر جائیں تو اسے مزید کھودنا چھوڑ دیں۔ بدقسمتی سے پاکستان نے خود ہی جو گڑھا کھودا ہے فی الحقیقت اور سچ مچ بہت گہرا ہے۔ ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ آپ باہر نکلنا چاہتے ہیں اور آپ سارے شور شرابے اور سرگرمیوں کی آوازیں سن رہے ہیں لیکن آپ بہت زیادہ تنہائی محسوس کر رہے ہیں اور وہاں کوئی بھی ایسا شخص موجود نہیں جو آپ کو باہر نکلنے میں مدد دینا چاہتا ہو۔ ملک ایک جان لیوا بیماری میں مبتلا ہے مگر لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ محض نزلہ زکام ہے۔ چنانچہ وہ معمولی سی دوائیں لے رہے ہیں مگر حیران ہیں کہ یہ نزلہ زکام ابھی تک ختم کیوں نہیں ہوا۔

ان دنوں میں اپنے آپ کو درخت سے ٹوٹے ہوئے ایک پتے کی طرح محسوس کر رہا ہوں جسے باہر چلنے والی تیز و تند ہوا اڑائے لئے پھر رہی ہے۔ یہاں پیش بینی، امید یا خواب ختم ہو جاتے ہیں۔ کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے مجھے قائداعظمؒ کی آواز سنائی دیتی ہے، میرا دل اچھل کر منہ میں آ جاتا ہے اور میری آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں اور ایسا صرف میں نہیں اور بھی بیشمار لوگ ہیں۔ یہ وہ ملک تو نہیں جسے میں نے 1947ء میں اپنے آبائی صوبے میں ہونے والے ریفرنڈم میں ترجیح دی تھی۔ اس میں بہت سی تبدیلیاں آ چکی ہیں۔ میں بری طرح محسوس کر رہا ہوں کہ پاکستان کا دفاع کروں، ایک ایسا ملک جس کے لئے میں لڑنا چاہتا ہوں اور مرنا چاہتا ہوں۔

وسیع برصغیر جنوبی ایشیا میں صبحیں ہمیشہ بہت دلآویز ہوتی ہیں، لیکن کاذب صبحیں بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ جب ہم سورج ابھرتا دیکھتے ہیں، ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ سورج واقعی چڑھ رہا ہے اور اگر ایسا ہے تو اسے بلند رکھنے میں ہمیں اپنے حصے کا کام کرنا چاہئے۔

(بشکریہ: خبریں)

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

دنیا بھر میں امریکی مہم جوئی کی سنچری

دوسری جنگ عظیم سے اب تک امریکہ دنیا کے 23 ممالک میں بمباری کر چکا ہے۔ ان میں شامل ممالک کی تفصیل درج ذیل ہے

چین 1945-46ء
کوریا 1950-53ء
چین 1950-53ء
گوئٹے مالا 1954ء
انڈونیشیا 1958ء
کیوبا 1959-60ء
گوئٹے مالا 1960ء
کانگو 1964ء
پیرو 1965ء
لاؤس 1973ء
ویت نام 1961-73ء
کمبوڈیا 1969-70ء
گوئٹے مالا 1967-69ء
گرینیڈا 1983ء
لبنان 1984ء
لیبیا 1986ء
ایل سلواڈور 1980ء کا عشرہ
نکاراگوا 1980ء کا عشرہ
پانامہ 1989ء
عراق 1991-99ء
سوڈان 1998ء
افغانستان 1998ء اور اب تک
یوگوسلاویہ 1999ء

دوسری جنگ عظیم کے بعد کے دور میں امریکہ دنیا بھر میں 20 سے زائد ان واقعات میں ملوث رہا جن کی وجہ سے مختلف ممالک میں بغاوتیں ہوئیں۔ اسی طرح امریکی سی آئی اے مختلف ممالک کے سربراہان مملکت کے قتل میں ملوث رہی۔

ارجنٹائن 1890ء: امریکی فوج آئی۔

چلی 1891ء: امریکی میرینز کی آمد

ہیٹی 1891ء: امریکی فوج نے [illegible] کی بغاوت کچل دی۔

ہوائی 1893ء: امریکی فوج آئی جس کے نتیجے میں ہوائی کو امریکہ کے ساتھ ضم کر دیا گیا۔

نکاراگوا 1894ء: [illegible] میں [illegible] ملک پر امریکی فوج کا حملہ اور بلیوفیلڈز کی بندرگاہ پر ایک ماہ تک قبضہ۔

چین 1894-95ء: چین اور جاپان کی جنگ کے دوران امریکی نیوی فوج اور میرینز کی آمد۔

کوریا 1896ء: امریکی فوج سیول میں موجود رہی۔

پانامہ 1895ء: ساحلی شہر کولمبو میں امریکی بحری فوج اور میرینز کی آمد۔

چین 1894-1900ء: امریکی فوجیں چین پر قابض رہیں۔

فلپائن 1898-1910ء: سپین اور امریکہ کے درمیان جنگ کے دوران فلپائن کی شکست کے بعد امریکی فوج اور بحریہ کی آمد 6 لاکھ فلپائنی مارے گئے۔

کیوبا 1898-1902ء: سپینش امریکن وار کے بعد امریکی فوج نے کیوبا پر قبضہ کر لیا۔ خلیج گوانتانامو پر آج بھی امریکی قبضہ برقرار ہے۔

پورٹو ریکو 1898ء: امریکی فوج کا قبضہ ہوا جو آج تک برقرار ہے۔

گوام 1898ء: امریکی بحریہ کی آمد۔

ساموا 1899ء: امریکی فوج کا حملہ۔

پانامہ 1901-14ء: پانامہ نے جب کولمبیا سے آزادی حاصل کی تو امریکی بحریہ نے اس انقلاب کی حمایت کی اور امریکی فوج نے پانامہ کینال سے [illegible] تک قبضہ رکھا۔

ہنڈوراس 1903ء: انقلاب کے دوران امریکی فوج آئی۔

ڈومینکن ریپبلک 1903-04ء: بغاوت کے دوران امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے امریکی فوج کی آمد۔

کوریا 1904-05ء: روس جاپان جنگ کے دوران امریکی میرینز کی آمد۔

کیوبا 1906-09ء: انتخابات کے دوران امریکی فوج کی آمد۔

نکاراگوا 1907ء: امریکی فوج کا حملہ۔

ہنڈوراس 1907ء: نکاراگوا سے ہنڈوراس کی جنگ کے دوران امریکی فوجوں کی آمد۔

پانامہ 1908ء: انتخابات کے دوران

www.naqshbandiaowaisiah.com

امریکی فوجوں کی آمد۔

نکاراگوا ۔۔۔ 1910ء: امریکی فوج کی دوسری فوج کشی۔

ہونڈوراس ۔۔۔ 1911ء: خانہ جنگی کے دوران امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے امریکی فوج کی آمد۔

چین ۔۔۔ 1911-41ء: امریکی بری اور بحری افواج کی مسلسل فوج کشی۔

کیوبا ۔۔۔ 1912ء: ہوانا میں امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے امریکی فوج کشی۔

پانامہ ۔۔۔ 1912ء: انتخابات کے دوران امریکی فوج کی آمد۔

ہونڈوراس ۔۔۔ 1912ء: امریکی مفادات کے تحفظ کے لئے امریکی فوج کی آمد۔

نکاراگوا ۔۔۔ 1912-33ء امریکی فوجیں مسلسل 20 برس قابض رہیں۔

میکسیکو ۔۔۔ 1913ء: انقلاب کے دوران امریکی بحریہ نے امریکیوں کو نکالا۔

ڈومینکن ری پبلک ۔۔۔ 1914ء: امریکی بحریہ کی باغیوں سے جھڑپ۔

میکسیکو ۔۔۔ 1941-48ء: قوم پرستوں سے مقابلے کے لئے امریکی فوج اور بحریہ کی آمد۔

ہیٹی ۔۔۔ 1914-34ء: ایک انقلاب کے بعد امریکی فوج کا قبضہ ہو گیا۔

ڈومینکن ری پبلک ۔۔۔ 1916-24: امریکن میرین کا قبضہ۔

کیوبا ۔۔۔ 1917-33ء: کیوبا پر 16 برس امریکی قبضہ برقرار رہا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران 1917-18ء میں امریکی فوج اور بحریہ کی محوری طاقتوں سے لڑائی کے لئے یورپ روانگی۔

روس ۔۔۔ 1918-22ء: بالشویک انقلاب کے بعد شمالی روس پر امریکی فوج اور بحریہ کی آمد۔

ہونڈوراس ۔۔۔ 1919ء: انتخابات کے دوران امریکی فوج کی آمد۔

گوئٹے مالا ۔۔۔ 1920ء: یونین کی ہڑتال کے دوران گوئٹے مالا پر 2 ہفتوں تک امریکی قبضہ برقرار رہا۔

ترکی ۔۔۔ 1922ء: سمرنا میں قوم پرستوں سے امریکی فوج کی جھڑپ۔

چین ۔۔۔ 1922-27ء: قوم پرست بغاوت کے دوران امریکی فوج اور بحریہ کی تعیناتی۔

ہونڈوراس ۔۔۔ 1924-25ء: انتخابات کے دوران 2 مرتبہ امریکی فوج کی آمد۔

پانامہ ۔۔۔ 1925ء: ہڑتال ختم کرانے کے لئے امریکی فوج کی آمد۔

چین ۔۔۔ 1927-34ء: پورے چین پر 7 برس تک امریکی میرینز کا تسلط۔

ایل سلواڈور ۔۔۔ 1932ء: امریکی بحریہ کی تعیناتی۔

دوسری جنگ عظیم: 1941ء سے 1945ء تک امریکی فوجی اتحادیوں سے مل کر محوری قوتوں یعنی جاپان، جرمنی اور اٹلی سے لڑتے رہے۔

یوگوسلاویہ ۔۔۔ 1946ء: ایک امریکی طیارہ گرائے جانے پر امریکی بحریہ کی تعیناتی۔

یوراگوئے ۔۔۔ 1947ء: فوجی قوت کے مظاہرے کے لئے بومبرز کی تعیناتی۔

یونان ۔۔۔ 1947-49ء: امریکی آپریشن۔

جرمنی ۔۔۔ 1948ء: برلن کے محاصرے کے دوران امریکی فوج کی تعیناتی۔

فلپائن ۔۔۔ 1948-54ء: سی آئی اے نے خانہ جنگی کی سرپرستی کی۔

پورٹوریکو ۔۔۔ 1950ء: امریکی فوج نے بغاوت کچل دی۔

جنگ کوریا ۔۔۔ 1951-53ء: امریکی فوجیوں کی آمد۔

ایران ۔۔۔ 1953ء: سی آئی اے نے وزیر اعظم مصدق کی حکومت کا خاتمہ کر کے اقتدار رضا شاہ پہلوی کے حوالے کر دیا۔

ویت نام ۔۔۔ 1954ء: امریکہ نے فرانس کو ہتھیاروں کی پیشکش کی تاکہ وہ ہوچی منہ اور ویت منہ کا مقابلہ کر سکے۔

گوئٹے مالا ۔۔۔ 1954ء: سی آئی اے نے آربینز کی منتخب حکومت ختم کر کے اقتدار کرنل آرماز کے حوالے کر دیا۔

مصر ۔۔۔ 1956ء: جمال عبدالناصر نے جب نہر سویز قومیائی تو امریکی میرینز نے غیرملکیوں کو نکالنے کا کام انجام دیا۔

لبنان ۔۔۔ 1958ء: امریکی بحریہ نے امریکی فوج کو قبضہ برقرار رکھنے میں مدد فراہم کی۔

پانامہ ۔۔۔ 1958ء: کینال زون پر مظاہروں کے بعد امریکی فوجیں اتر گئیں۔

ویت نام ۔۔۔ 1950-75ء: جنگ ویت نام۔

کیوبا ۔۔۔ 1961ء: بے آف پگس پر حملہ ناکام۔ فیڈرل کاسترو کی حکومت کا تختہ الٹنے کا سی آئی اے کا منصوبہ ناکام ہو گیا۔

کیوبا ۔۔۔ 1962ء: میزائل بحران کے دوران امریکی بحریہ کڑی نگرانی کرتی رہی۔

لاؤس ۔۔۔ 1962ء: خانہ جنگی کے دوران امریکی فوج کا قبضہ۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

پاناما 1964ء : کینال زون میں مظاہرین کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔

انڈونیشیا 1965ء : سی آئی اے نے فوجی بغاوت کا منصوبہ بنایا۔

ڈومینکن ری پبلک 1965-66ء : انتخابات کے دوران امریکی فوج کی تعیناتی۔

گوئٹے مالا 1966-67ء : گرین بیریز کی آمد۔

کمبوڈیا 1969-75ء : ویت نام کی جنگ پھیل جانے پر امریکی فوج کی آمد۔

اومان 1970ء : ایران پر ممکنہ حملے کے لئے امریکی میرین کی آمد۔

لاؤس 1961-65ء : خانہ جنگی کے دوران امریکن کارپٹ بموں سے یلغار۔

چلی 1973ء : سی آئی اے نے جنرل ایلینڈے کی منتخب حکومت ختم کر دی جس میں ایلینڈے مارے گئے اور جنرل پنوشے کو ملک کا سربراہ بنا دیا گیا۔

کمبوڈیا 1975ء : 28 امریکی فوجی مارے گئے۔

انگولا 1976-92ء : جنوبی افریقہ کے باغیوں کو مارکسٹوں سے مقابلے کے لئے سی آئی اے کا تعاون حاصل رہا۔

ایران 1980ء : تہران میں امریکی سفارتخانے میں اپنے 52 یرغمالیوں کو چھڑانے کے لئے امدادی کارروائی ناکام۔

لیبیا 1981ء : لیبیا کے 2 طیاروں کو امریکی طیاروں نے مار گرایا۔

ایل سلواڈور 1981-92ء : ایف ایم ایل این سے مقابلے کے لئے سی آئی اے اور امریکی افواج کا تعاون۔

نکاراگوا 1981-90ء : سی آئی اے اور قومی سلامتی کونسل کی ہدایت پر کونٹرا باغیوں کے خلاف کارروائی۔

لبنان 1982-84ء : بیروت پر امریکی میرین کا قبضہ، امریکی بیرکوں میں 241 افراد ہلاک، ریگن نے بحیرہ روم میں فوج کو دوبارہ تعینات کیا۔

ہونڈوراس 1983-89ء : سرحد پر مورچے بنانے کے لئے امریکی فوج کی آمد۔

گریناڈا 1983-84ء : امریکی حملے کے نتیجے میں مارس بشپ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

ایران 1984ء : خلیج فارس پر امریکی طیاروں نے 2 ایرانی جہازوں کو مار گرایا۔

لیبیا 1986ء : دارالحکومت ٹریپولی اور بن غازی میں امریکی طیاروں نے بمباری کی۔

بولیویا 1986ء : امریکن فوج نے بولیویا کی حکومت کو کوکین کے خلاف مہم کے دوران معاونت کی۔

ایران 1987-88ء : ایران عراق جنگ کے دوران امریکہ نے عراق کا ساتھ دیا۔

لیبیا 1989ء : امریکی بحریہ نے 2 طیاروں کو مار گرایا۔

ورجن آئی لینڈز 1989ء : امریکی فوج کی آمد۔

فلپائن 1989ء : بغاوت کے دوران امریکی فضائیہ نے حکومت کی مدد کی۔

پانامہ 1989-90ء : صدر نوریگا کی حکومت کے خاتمے کے لئے 27 ہزار امریکی فوجیوں کی آمد، 2 ہزار سویلین مارے گئے۔

لائبیریا 1990ء : خانہ جنگی کے دوران غیر ملکیوں کو نکالنے کے لئے امریکی فوجیں داخل ہو گئیں۔

سعودی عرب 1990-91ء : عراق سے مقابلے کے لئے امریکی فوجیں اتر گئیں۔

کویت 1991ء : صدام حسین کو پیچھے دھکیلنے کے لئے امریکی فوج کی آمد۔

صومالیہ 1992-94ء : خانہ جنگی کے دوران امریکی فوج کا قبضہ۔

بوسنیا 1993-95ء : یوگوسلاویہ میں خانہ جنگی کے دوران نوفلائی زون پر بمباری۔

ہیٹی 1994-96ء : فوجی حکومت کا امریکی فوج اور بحریہ نے تختہ الٹا، سی آئی اے نے ارسٹائیڈ کی حکومت بحال کرائی۔

زائر 1996-97ء : امریکی فوجیں روانڈا بھیج دی گئیں۔

البانیہ 1997ء : غیر ملکیوں کے انخلاء کے لئے امریکی فوج کی تعیناتی۔

سوڈان 1998ء : دوا ساز کارخانے پر امریکی میزائلوں سے حملہ۔

افغانستان 1998ء : افغانستان میں ''دہشت گردی'' کی تربیت دینے والے کیمپوں پر میزائلوں سے حملہ۔

یوگوسلاویہ 1999ء : صدر ملازوچ کے خلاف نیٹو کے اشتراک سے بمباری اور میزائلوں سے حملہ۔

عراق 1998-2001ء : بغداد اور دیگر شہروں پر مسلسل 4 روز تک میزائلوں سے حملہ، امریکی طیارے نوفلائی زون کو برقرار رکھنے کی کوشش میں مصروف رہے۔

(باقی آئندہ)

www.naqshbandiaowaisiah.com

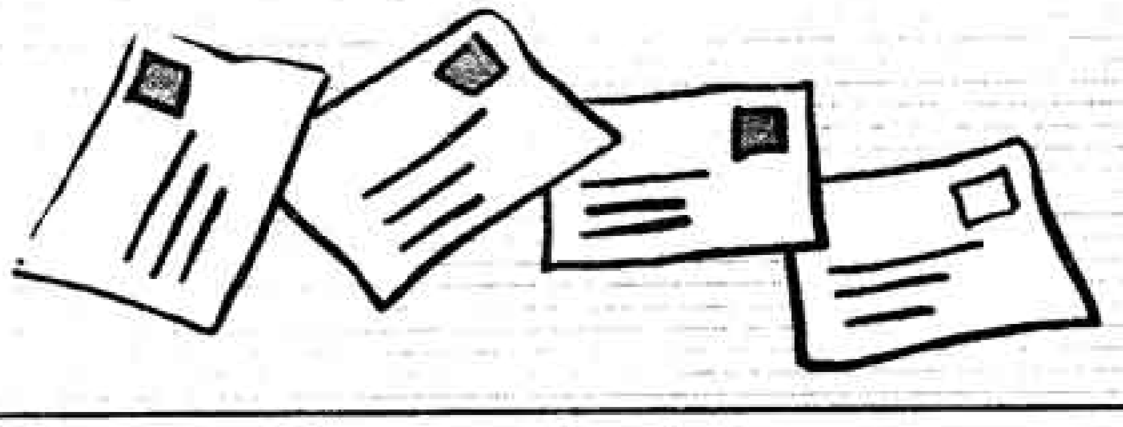

مراسلات

...... جانباز عبدالقادر صدیقی نے نوشہرہ کینٹ سے ایک کتابچہ ''اسلامی آداب'' بھیجا ہے۔

O آپ کا بہت شکریہ ہم اس سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

...... انجینئر عبدالرزاق اویسی ٹوبہ ٹیک سنگھ نے تین نظمیں بھجوائی ہیں۔

O ایک ایک شعر پیش قارئین ہے۔

ہے اس کے مقدر میں مٹنا اویس
کہ جس کا بھی کردار ہو ظالمانہ

خونِ افغان کی تو ارزانی کو دیکھ
کافروں کی قہر سامانی کو دیکھ

تیری دنیا میں خدایا ظلم کے پہرے ہوئے
سائے اس کے ظلمتوں کے ہیں بہت گہرے ہوئے

...... سروش شاہد نے اسلام آباد سے ایک مضمون ''اسلام کے خلاف عالمی سازشیں'' بھیجا ہے جس میں قرآن فہمی پر زور دیا گیا ہے تاکہ اس پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی فلاح سے مستفید ہوا جا سکے۔

O انہوں نے درست لکھا ہے کہ جب تک مسلمان قرآنی تعلیمات پر عمل کرتے رہے اقوام عالم کی رہنمائی کرتے رہے لیکن اسے چھوڑ کر ذات برادری' لسانی' علاقائی' گروہی اور فرقہ بندی کا شکار ہو گئے اور ان کی طاقت منتشر ہو گئی جس کی وجہ سے آج وہ غیر مسلموں کے لئے نوالہ تر بنے ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس عروج کو پانے کے لئے انہی تعلیمات کو اپنانا ہو گا جو قرآن مجید میں بتائی گئی ہیں اور اس کے لئے قرآن فہمی اشد ضروری ہے۔

...... رانا احمد نواز نے صوفی محمد دین (مرحوم) سے متعلق یادداشتوں پر مبنی ''من الظلمات الی النور'' کا ''ایک ورق'' بھیجا ہے۔

O اسے باری آنے پر شائع کر دیا جائے گا۔

...... آصف اقبال اویسی نے پنڈی سے ایک مضمون ''بہار رمضان لوٹ گئی'' اور نظم ''جیسے کہ آپ آئے ہیں'' بھیجی ہے۔

O اسے مجلس ادارت کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

...... غلام صفدر صاحب نے الاخوان ٹائم نہ ملنے کی شکایت کی ہے اور المرشد کی ترسیل میں بے قاعدگی کا گلہ بھی کیا ہے۔

O ان کی شکایت متعلقین تک پہنچا دی گئی ہے تاہم قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ الاخوان ٹائم اور المرشد کے لئے درج ذیل پتوں پر رابطہ فرمایا کریں۔

1- ہفت روزہ ''الاخوان ٹائم''
609۔این' سمن آباد
لاہور' فون: 7583877

2- ماہنامہ 'المرشد'
اویسیہ سوسائٹی' کالج روڈ' ٹاؤن شپ' لاہور
فون: 5182727

...... راؤ ماسٹر لیاقت علی نے ضلع ملتان سے اپنے خط میں شکایت کی ہے کہ ملک عبدالحفیظ کے نام جاری کرایا گیا ماہنامہ باقاعدگی سے نہیں مل رہا ہے۔ انہوں نے تجویز کیا ہے کہ ہر صفحہ کی تحریر کا ڈیک اسی صفحہ پر لگایا جائے اور امیر المومنین ملا محمد عمر کا تازہ انٹرویو شائع کیا جائے۔

O ماہنامہ بے قاعدگی سے ملنے کی بابت لاہور کو لکھ دیا گیا ہے۔ ڈیکوں کو آپ کی تجویز کے مطابق ترتیب دینا ممکن نہیں ہے کیونکہ بعض دفعہ ایک ہی صفحہ پر ایک سے زیادہ اہم پوائنٹس ہوتے ہیں جنہیں اسی صفحہ پر ڈیکوں کی صورت دی جائے تو خوبصورتی میں فرق آتا ہے۔ ویسے بھی جب ساری تحریر پڑھی جائے تو اس میں ڈیک بھی آجاتے ہیں لہٰذا انہیں علیحدہ سے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ رہا امیر المومنین ملا محمد عمر کے تازہ انٹرویو شائع کرنے کا معاملہ تو وہ موجودہ صورتحال میں ممکن نہیں ہے۔

...... محمد قاسم نے کھوکھر زیر (چکوال) سے ایک نظم ارسال کی ہے۔

O کچھ اشعار پیش قارئین ہیں۔

کیا ہے پھر کسی نے ایمان کا سودا
بیچی ہے پھر کسی نے ناموس حرم

ذرا دیکھو تو زیر سایۂ صلیب
کیسا لگتا ہے چاند تارے کا پرچم

یہ پاکستان ارض اسلام ہے یا
کسی اتاترک کا تراشا ہوا صنم